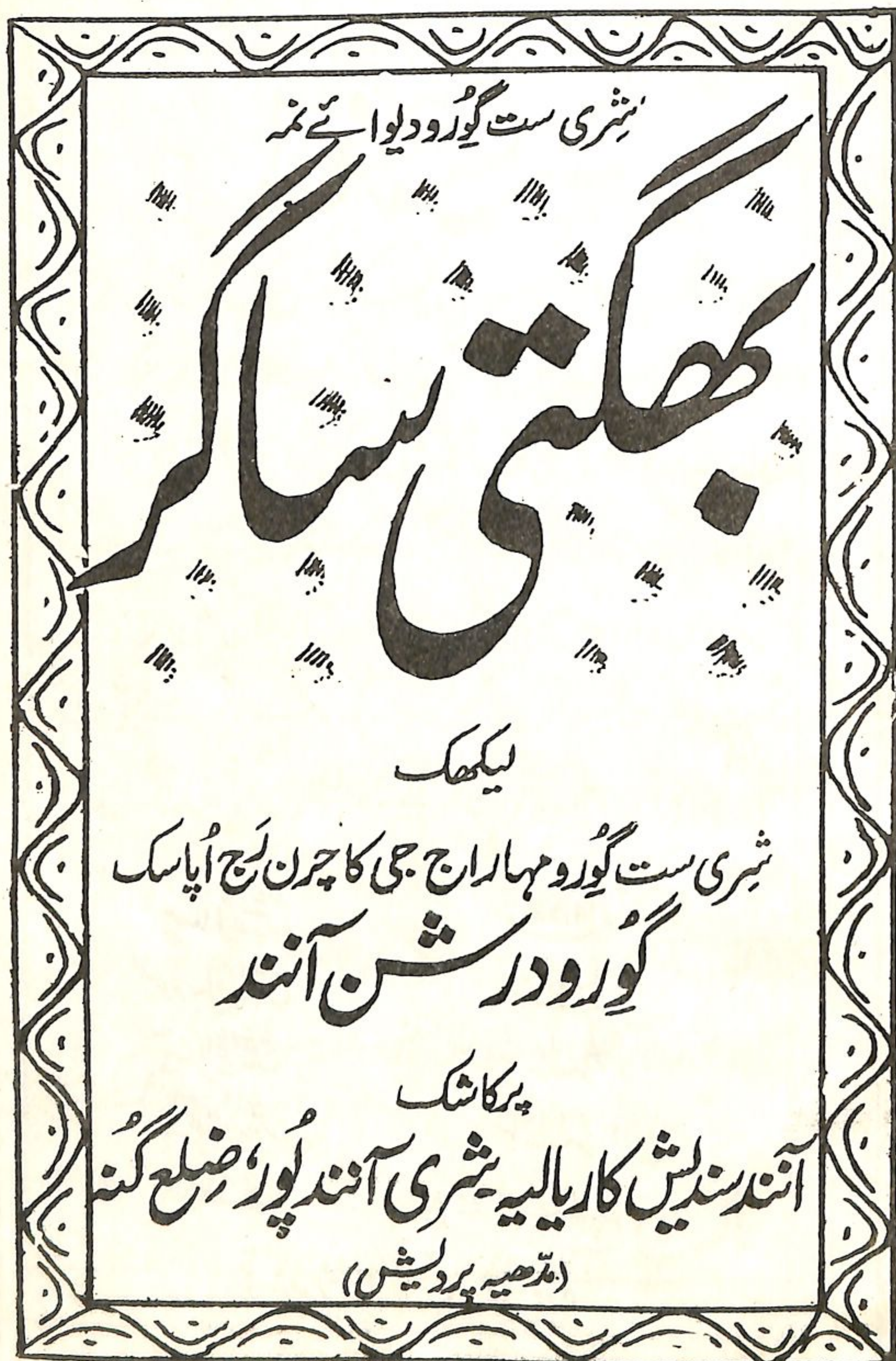
KRi-359



شری ست گُورو دیوائے نمہ

بھگتی ساگر

لیکھک

شری ست گُورو مہاراج جی کا چرن رج اُپاسک

گُورو درشن آنند

پرکاشک

آنند سندیش کاریالیہ شری آنند پُور ضلع گُنہ

(مدھیہ پردیش)

پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء
دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۸ء
تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء
چوتھا ایڈیشن ۱۹۹۲ء
قیمت 357 = بیس روپے
آنند پرنٹرس بمبئی ۴۰۰۰۱۳

پریہ سجنو!

بھگتی ساگر ہندی میں تو عرصہ سے چھپ کر سنگتوں کی مانگ کو پورا کر رہا ہے اور ست سنگی اس سے فیض حاصل کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ سنگتوں کی طرف سے اس بات کی بھی کافی مانگ تھی کہ بھگتی ساگر چونکہ ایک اُتم گرنتھ ہے جو کہ عموماً سب کے لئے اور خصوصاً گورو بھگتوں کے لئے تو ایک نایاب تحفہ ہے۔ اس لئے اس کو اُردو میں چھپوایا جائے۔ تاکہ اُردو خواندہ سجن بھی اس بیش قیمت جوہر سے فیضیاب ہو سکیں۔ یہ مانگ بڑے عرصہ سے چلی آ رہی تھی۔ چنانچہ اس اچھا کو پورن کرنے کے لئے اس گرنتھ کو اُردو میں بھی چھاپ کر شائع کر دیا گیا ہے جو کہ اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آشا ہے کہ سب ست سنگی جہاں اس سے خود بھی لابھ اُٹھائینگے وہاں اپنے سجنوں متّروں کو بھی اس کے روحانی فیض سے مستفید کرنے کی کوشش کرینگے

آپ کا شبھ چنتک:-

گورو درشن آنند

مئی ۱۹۸۳ء

اگست ۱۹۹۲ء

فہرست مضامین

بھومکا

میرے جیئڑیا پردیسیا کِت پُوہیں جنجالے رام
ساچا صاحب من وسئے کی پھاسیں جم جالے رام

پرمارتھ کی اُنتی کے لئے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ منشیہ کو ان باتوں کا گیان ہو کہ وہ کون ہے اور کس لئے سنسار میں آیا ہے؟ اُسے کیا کرنا تھا اور کیا کر رہا ہے؟ منشیہ جیون کیوں سب سے سریشٹھ ہے اور اِس میں کیا کچھ ہو سکتا ہے؟ آتما کیا ہے؟ اور اِس کا اپنا اصلی دیش کہاں ہے؟ وہ کیوں دُکھی ہے؟ اور اُسے کیونکر سُکھ مِل سکتا ہے؟ دُنیا کی حقیقت کیا ہے؟ اور اِس کے ساتھ ہماری آتما کا کہاں تک سمبندھ ہے؟ سنسار میں جیو کیونکر پھنستا ہے؟ اور کیسے چھوٹ سکتا ہے؟ گورو کِسے کہتے ہیں اور اُس کے پانے کی منشیہ کو کتنی آوشکتا ہے؟ اِن ساری باتوں کا اُتر ایک ہے کہ وہ ست سنگ کرے۔ ست سنگ میں جانے سے یہ سوالے پرشن آپ سے آپ پُورن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سبھی وید شاستروں اور سنت مہاتماؤں نے اُونچی آواز سے یہ کہا ہے کہ ست سنگ کرو۔ کیونکہ ایشور کے مارگ پر چلنے کے لئے ست سنگ ہی پہلی سیڑھی ہے۔

ست سنگ کے ارتھ ہیں "ست کا سنگ کرنا"۔ یہ ست سنگ کا اصل پریوجن ہے۔ اکثر لوگ ست سنگ کرتے ہیں من بہلانے کے لئے۔ لیکن ست سنگ کا اُدیش من بہلانا نہیں ہے بلکہ اِس کا اُدیش آتمک اُنتی اور آتمک پُورنتا ہے۔ جو لوگ منورنجن کے وِچار سے ست سنگ کرتے ہیں۔ یا جن کے وِچار کا سمبندھ کیول گانے بجانے اور سُریلے شبدوں کے سُننے سے رہتا ہے۔

اور ست سنگ کے واستوک اُدیش کی طرف رُچی نہیں ہوتی۔ اُن کو ست سنگ کا پُورا لابھ نہیں ہوتا۔ اس لئے ست سنگ۔ سدا سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس کے مقصد سے ہاتھ خالی نہ رہے۔

سنسار میں کوئی کام بھی بِنا اُدیش کے نہیں ہُوا کرتا۔ ہر کام کے اندر کوئی نہ کوئی اُدیش چھپا رہتا ہے۔ نہانا۔ دھونا۔ کھانا پینا۔ پڑھنا لکھنا۔ کام کاج، یہ سب باتیں اُدیش کے لئے ہوتی ہیں۔ جس وقت منشیہ کو اُدیش کا بھید سمجھ میں آجاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا دِل آپ سے آپ کام میں لگ جاتا ہے اور کام چالو ہوجاتا ہے۔ ست سنگ منشیہ کی ترٹیوں کو جتلاتا۔ اُس کو اس کی اُوشکتائیں بتلانا اور ساتھ ہی اُس کو گورُو کے پاس بھیجتا ہے۔ جہاں تک بھی سادھو سنتوں کے پاس جانے اور دھرم شاستروں کے سُننے کا سمبندھ ہے۔ اُس کا یہی اُدیش ہے کہ منشیہ گورُو کی شرن میں پہنچے۔ پھر آگے کام گورُو کا ہے۔ سیوک کو بھگتی مارگ کا بھید بتلانا اُسے موہ مایا کے بندھنوں سے مکت کرنا۔ اُسے رُوحانی تعلیم دینا اور ساتھ ساتھ اُس کی کمائی کروانا۔ پھر اُس میں سہایتا کرنا اور سیوک کو مایاوی جھکولوں سے ہاتھ دے کر بچانا، یہ کام ست گورُو کا ہوتا ہے۔ جب سیوک ست گورُو کی شرن میں پہنچ جاتا ہے تو اُسے یہ گیان ہوجاتا ہے کہ ستیہ کیا ہے اور اَستیہ کیا ہے؟ میرا اپنا کون ہے اور بیگانہ کون؟ مَیں نے کیا کرنا ہے؟ اور کیا نہیں کرنا؟ یہاں متر کون ہیں اور شترو کون ہیں؟ یہ سنسار کیا ہے اور اِس میں مجھے کس طرح رہنا ہے؟ ست گورُو کون ہیں اور اُن کے ساتھ میرا کس پرکار کا سمبندھ ہے؟ پریم کیا ہے اور وہ مالک کو کتنا پیارا ہے؟ یہ سب باتیں اُس کو نشچے ہوجاتی ہیں اور وہ اِن سب کو جانتا ہُوا گورُو کی دَیا کے سہارے سنسار ساگر سے پار ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ منشیہ جیون کا اُدیش۔ ست گورُو پریم۔ ستیہ۔ اَستیہ کا نرنے۔ اپنے پرائے کی پرکھ وغیرہ یہ چند ہی نکتے ہیں جن کو پارکھی کے لئے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ گورُو دربار میں ان کو کئی طرح سے نرنے کرکے سیوک کو نشچے کرایا جاتا ہے جن کا سمجھنا اور جاننا ہر ست سنگی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

اِس لئے اِس اوشکتا کو دیکھتے ہوئے سمے سمے پر جو کچھ گورُو دربار سے سُنا گیا ہے اُس کو اپنی بُدھی کے انوسار اس پُستک کے رُوپ میں سنگت کے آگے رکھا جارہا ہے تاکہ دُور اور نزدیک کے سب ست سنگی اِس سے لابھ اُٹھا سکیں اور اُنہیں آتمک اُنتی کے اُدیش کے ساتھ پرمارتھک باتوں کے سمجھنے میں بھی وِشالتا آتی رہے۔

داسوں کا داس:- گورُو درشن آنند

شری ست گوُرُو دیوائے نمہ

بھگتی ساگر

ست گوُرُو مہما

دوہا

بندوں شری گوُرُو پد کمل   سچّدانند سرُوپ
جگ تارن کارن پربھُو   پرگٹے دھر نر رُوپ
ست پُرش ست رُوپ جو   ست گوُرُو ست کرتار
اپنے بھگتن کے ہِتوُ   لین منج اوتار

چوپائی

نمسکار شری ست گوُرُو سوامی   نمسکار گوُرُو انتریامی
نمسکار گوُرُو دین دیالا   نمسکار بھگتن رچھپالا

نمسکار تربھوَن کے نائیک نمسکار رنج جن سُکھ دائیک
نمسکار بھگتن ہت کاری نمسکار گوُرُو پتت اُدھاری
نمسکار نرگن اَوناشی نمسکار سرگن سُکھ راشی
چر اور اچر کین وستارا نمسکار گوُرُو سب تے نیارا
نر شریر دھر جگ میں آئیو شبد بھید گوُرُو آن بتائیو
بھگتی پریم چلائیو پنتھا شرن آئے جو دینی سنتھا

دوھا

پرم پُرش پُورن دھنی شری پرم ہنس دیال
بھوَ بندھن کے کاٹنے پرگٹ بھئے کلی کال

چوپائی

اشٹ دیو مم پران پیارے نمسکار پتوُ مات ہمارے
سکھا سہائی تُم ہی دیوا نمسکار گوُرُو الکھ ابھیوا
کر ٹیک جور کروُں تُم سوامی کوٹن بار جوہار نمامی
کل جُگ آن لیئو اَوتارا نام بھگتی کا کھول بھنڈارا
تپت بھئے جگ جیو انیکا موہ اگن تے دُکھت وشیشا
بادل برسیوُ پریم تُمہارا ست سنگت گھن گرجیوُ بھارا
تپت مٹی سُکھ بھا سنسارا جب تے آپ پربھوُ چرن پدھارا

بچن تُمہار پڑیو جینہہ کانا　　موہ بھرم ناشیؤ اگیانا
نیچ اُونچ جو شرنی آئیو　　بُھج گہہ سو تُم پار لگائیو
سیوک جن میں شیش نِواؤں　　بار بار چرنن بل جاؤں

دوھا

گورُو بن سُکھ کہوں نہ ملے　　بھرمت سب سنسار
مہا اندھ بھو کوپ تے　　ست گورُو کاڈھن ہار

چوپائی

تاں تے ست گورُو اوٹ گہیجے　　جینہہ پرساد بھو بندھ کٹیجے
گورُو سمرتھ سبن سر بھائی　　گورُو سے کو جگ میں ادھکائی
سُت پِتو۔ مات۔ بندھو۔ پتی دیوا　　سب تے ادھک گورُو کی سیوا
دیوی دیو سکل کر جوری　　گورُو کی اُستت کریں نہ تھوری
شنک سنکادِک شِو۔ برہمادِک　　شیش گنیش۔ اُما۔ اِندرادِک
گورُو گُن گائن کریں وشیشا　　گورُو بن کنہوں گیان نہ دیکھا
چاروں وید گورُو گُن گاویں　　گورُو کا انت نہیں وہ پاویں
سیوک جن گورُو کا یش گاوے　　گورُو کا انت نہ کوئی پاوے

دوھا

گورُو ہیں سب کچھ جگت میں　　گورُو تے سب کچھ ہوتے
گورُو بن اَور جو جانیئی　　بھگتی نہ پاوے سوئے

چوپائی

ویدرُوپ گُورُو بولیں بانی — پنڈت ہو تس کریں بکھانی
سنت رُوپ دھر بخشیں گیانا — پرم پُرش پُورن بھگوانا
دھر وِدھی رُوپ کریں وِستارا — وِشنو رُوپ تس پالن ہارا
شِو بن گُورُو تس کریں سنگھارا — پھر تینوں تے رہیں نیارا
گنگا ہو گُورُو پاتک دھوویں — سُورج ہوتے تِمر سب کھوویں
ششی دھر رُوپ ہریں گُورُو گھام — شیتل کریں تپت سب ٹھام
کلپ برکش گُورُو ہوئے اُوترہیں — بھگت کامنا پُورن کرہیں
سیوک جن من نشچے آئیو — پار برہم گُورُو ماہیں سمائیو

دوہا

گُورُو بِن کون بتاوئی — پرمیشور کا گیان
جن پائیو سو گُورُو تے — گُورُو ہی کو کردھیان

چوپائی

گُورُو کو تم مانُش نہیں جانو — پار برہم پرمیشور مانو
جب کبھی جگت وِپت وِش پاوے — تب گُورُو رُوپ پرتھو دھر آوے
گُورُو سمان نہیں کو جگ ماہیں — اَشٹادس کھٹ چار بتاہیں
پُرشوتم گُورُو سچدانند — نہیں جانت سو جو متی مند

گورُو کو تج جو اور ہیں دھیاوے مُکتی پدارتھ نہیں وہ پاوے
گورُو بچھرت کہوں لگے نہ پاؤں پرمیشور تس دے نہ ٹھاؤں
جو ست گورُو سے کرے کنارا سو مایا کر بھیئو آہارا
جینہہ گورُو کی سیوا چت لائیو سیوک جن سو کال نہ کھائیو

دوھا

گورُو کی مہما ہے امیت کو کر سکے بکھان
لکھ چوراسی کاٹ کر بخشیں پد نروان

چوپائی

اس گورُو کی کیا سیو کریجے تن من دھن سب بھینٹ دیوجے
اشٹ پہر دھر گورُو کو دھیان کر لیجے اپنا کلیان
گورُو آگیا جینہہ جن من لائی تین لوک تس کو بھے نا ہیں
جم ظالم کا مٹا اندیشا شری ست گورُو کا سن سندیشا
کال بلی تس تے ڈر پاوے جو شری گورُو چرنن چت لاوے
گورُو کا ہاتھ پربھو کا ہاتھ انتر باہر جن کے ساتھ
پل پل میں گورُو دین دیال اپنے جن کی کریں سمبھال
جا کے سر راکھیو گورُو ہاتھ سیوک جن سو بھیئو سناتھ

دوھا

چکر کال نش دن چلے پیست سب سنسار

چرن شرن گوڑو راکھ کر سیوک بین اُبار

چوپائی

گوڑو گوڑو گوڑو کر من میرے لوک پرلوک سہائیک تیرے
جگ میں پھیلیو ہے جم پھند گوڑو بھگتی کاٹے بھو بندھ
تین تاپ میں سب جگ تاپے گوڑو سیوک کو دُکھ نہ ویاپے
جن پکڑی گوڑو اوٹ تمہاری سو بھو ساگر تر گئے تاری
گوڑو چرن جا کو اَتی پیارے آپ ترے اَورن ہوں تارے
گوڑو کی سیوا درگہہ مان گوڑو اوپر صَد صَد قربان
مہاں دُستر بھوّ ساگر بھاری سو اُبرے جن گوڑو ہیں سمبھاری
سیوک جن پائیو وِشرا ما کوٹن کوٹ گوڑو ہیں پرنا ما

دوہا

پُورن گوڑو ہم پائیو پُورب جنم کی لاگ
پُورن گوڑو تس کو ملیں پُورن جس کے بھاگ

چوپائی

اَٹھ سٹھ تیرتھ گوڑو کے چرنا گوڑو کے چرن دھیان ہوں کرنا
گوڑو پگ لاگے گوڑمکھ سوئی گوڑو پگ لاگ سدا سکھ ہوئی
گوڑو پگ لاگ ترے جن کیتے گوڑو پگ باچیں سُر مُنی جیتے

گوُرُو بِگ پرس مٹیو اندھیارا ۔ بھا چاندنا بھون منجھارا
گوُرُو بِگ بوہتھ بھوجل ماہیں ۔ تارن ترن چرن گوُرُو آہیں
پُوجا مُول گوُرُو پگ پُوجا ۔ گوُرُو کے سم کوئی دیو نہ دُوجا
جس جن گوُرُو کے چرن پکھارے ۔ دُشٹ دُوت تن سبھی سنگھارے
مُکتی پدارتھ گوُرُو پگ ماہیں ۔ سیوک جن جو لپسرے ناہیں

دوھا

نشچے جاتا ڈوب من ۔ موہ مایا کی دھار
گوُرُو چرنن کا بل ملا ۔ اُترا بھوجل پار

چوپائی

سیوک من کے کھولو کانا ۔ گوُرُو وچنامرت کیجے پانا
گوُرُو اور شش وچن کرناط ۔ سو سیوک جس وچن پچھاتا
گوُرُو کا بچن جیو کا سنگی ۔ سُرت سُہاگن وچنہیں رنگی
گوُرُو کا بچن پکڑ لے یار ۔ دُھر تک تو ہے پہچاون ہار
پرمارتھ گوُرُو بچنن ماہیں ۔ آن کرم کبہی لیکھے ناہیں
مہا وِشم دُستر سنسار ۔ وچن گوُرُو تارے بھو پار
وچن گوُرُو جس ہردے دھارا ۔ تین لوک تے بھیو نیارا
وچن شری گوُرُو دُھر کی بانی ۔ کہنوں ورلے گوُرمکھ جانی

مُول منتر ست گوُرُو کا واک　　شاستر وید سُناویں ساکھ
ست گوُرُو ست پُرش ست بانی　　ست مان تِس ست کر جانی
گوُرُو وچنوں میں سنشے ناہیں　　جو کچھ کہیں ست سب آہیں
گوُرُو وچنوں میں سنشے لاوے　　مو مایا سے چھُوٹ نہ پاوے
گوُرُو کے وچن نہ شردھا جاکو　　سُکھ سپنے میں ملے نہ تا کو
گوُرُو کے وچن اُلٹ جو چالا　　کال بَلی کر بھیئو نوالا
تا تے جو کچھ گوُرُو بتائیو　　ہیئے مانجھ تِس لیہو بسائیو
سیوک جن گوُرُو کو بلہاری　　گوُرُو آگیا بھگتن سُکھ کاری

دوھا

گوُرُو بچن ہردے دھرے　　جیسے دام کنگال
آٹھ پہر بسرے نہیں　　سو شِش ہوئے نہال

چوپائی

سیوک سو جو سیوا دھارے　　گوُرُو آگیا لے کارج سارے
گوُرُو سیوے سو صاحب پاوے　　گوُرُو سیوا تے من بس آوے
گوُرُو سیوا سو اِیشور سیوا　　اَور سیو سب من کا میوا
گوُرُو اِیشور میں بھید نہ کوئی　　اِیشور رُوپ گوُرُو ہے سوئی
الکھ۔ اگم۔ اَننت اُنوپا　　سو پربھو جانو گوُرُو کے رُوپا

گورو بن بھولیو ہے سنسار　　جت دیکھو من مت بیوہار
ظاہر ایشور بھگت کہاویں　　پر من مت سے چھوٹ نہ پاویں
جو من کہے سو کار کماویں　　انت کال چوراسی جاویں
گورو بن کون بتاوے بھید　　جنم مرن کا کاٹے کھید
گورمکھ بوجھ پڑی جگ ماہیں　　کر کرپا گورو آپ بجھائیں
گورو ملے تن سب کچھ پایا　　آن جیو سب موہے مایا
ست گورو سیوا ست بیوہار　　ست گورو سیوا میں پرمارتھ
ست گورو سیوا تے نستارا　　بن گورو سیوا نہیں چھٹکارا
کر کرپا جس سیوا لاوے　　سو جن بھو ساگر تر جاوے

دوہا

گیان دھیان اور یوگ جپ　　گورو سیوا سم ناہیں
بھگتی مکتی اور پرم پد　　سب گورو سیوا ماہیں

(۰)

مانش جنم کا انگ!

دوہا

لکھ چوراسی جون میں مانش دیہہ پردھان
بِنا بھجن بھگوان کے چلی اکارتھ جان

اس سنسار میں جتنے جیو جنتو ہم دیکھ رہے ہیں۔ جڑ اور چیتن۔ستھاور اور جنگم سب کی اُتپتی انڈج۔جیرج۔سویدج اور اُدبھج ، اِن چار کانوں میں سے ہے۔جن کو سادھارن بول چال میں چاروں کھانی کہا جاتا ہے۔جن کی دیاکھیا اِس پرکار ہے:-

۱- انڈج۔یہ انڈے سے پیدا ہونے والے جیو ہیں۔ان میں ادھک گنتی بھچر ارتھات آکاش میں وچرنے والے جیووں کی ہے۔ جیسے پکشی۔پرندے وغیرہ۔

۲- جیرج۔یہ جیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے مانش۔پشو۔چوپائے وغیرہ۔

۳- سویدج۔یہ پسینے سے اُتپن ہونے والے جیو ہیں۔ جیسے مکھی۔مچھر۔پسّو وغیرہ۔

۴- اُدبھج۔ان کی اُتپتی دھرتی سے ہے۔ان میں برکش۔پہاڑ اور سب بناسپتی شامل ہیں یہ جڑ جونیاں ہیں۔

اِن چاروں کھانیوں سے اُتپن ہونے والے سب جیووں کی شاستر کاروں نے چوراسی لاکھ قسمیں بتائی ہیں۔ارتھات کل چوراسی لاکھ یونیاں ہیں۔جن میں منشیہ سب سے وشیش ہے۔ سنتوں کا کہنا ہے کہ سنسار میں منشیہ کا شریر دیوتاؤں سے بھی اُتّم ہے اور اس میں کچھ بھی سندیہہ نہیں ہے۔کیونکہ منشیہ دراصل بہت ہی اُونچی پدوی کا مالک ہے۔دیوتا سورگ میں رہتے ہیں۔ہر پرکار کے شریرک (جسمانی) سُکھ اُن کو پراپت ہیں۔لیکن وہ بھی چاہتے ہیں کہ ایشور

اُنہیں مُنشیہ کا چولا دے۔ کیونکہ یہ مُنشیہ ایک ایسی ہستی ہے جو سنسار میں سب گُپت اور پرگٹ وستوؤں کے جاننے والا۔ اور سنسار کی اُتپتی ۔ اَستھتی ۔ پرلئے ۔ گیان ۔ اگیان وغیرہ سب کا پرکاشک اور پھر اِن سب سے پرے کی چیز ہے۔ لیکن اِس کی حقیقت کا پتہ بنا سنتوں کی سنگت کے نہیں مل سکتا۔ مُنشیہ سب کچھ ہے۔ لیکن جس سمے اِس کو سنتوں کی سنگت کا لابھ پراپت ہوگا۔ اُس سمے یہ اپنی ہستی پر فخر کرتا ہُوا سنسار کا تماشا دیکھتے دِکھاتے اپنے اصلی سوُرُوپ کا ساکشات کار کرلے گا۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ مُنشیہ اِس سمے اپنے سوُرُوپ سے بھُولا ہُوا ہے۔ وہ اِس سمے زیادہ سے زیادہ یہی کچھ سمجھتا ہے کہ پشوؤں میں بُدھی نہیں ہے اور مُنشیہ چونکہ سوچ وچار اور بُدھی رکھتا ہے۔ اِس لئے اُن سے اچھا ہے۔ یا پشوؤں کے مقابلے میں یہ اپنے جیون کے لئے سُکھ کے سامان زیادہ پراپت کرسکتا ہے۔ اِس لئے وشیش ہے یا اپنی ضرورت کے جو جو پدارتھ اپنی سمجھ سے یہ پیدا کرسکتا ہے۔ پشوؤں کو وہ پراپت نہیں ہوسکتے۔ اِس لئے اُن سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ان خیالات میں ایک بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مُنشیہ کو اِنہی باتوں پر گھمنڈ ہے کہ وہ پشوؤں سے آرام اور سُکھ کی حالت میں رہ سکتا ہے۔ اِس کارن اُن سے اچھا ہے تو اِس کا پہلا اُتر تو یہ ہے کہ جن جن وستوؤں کو مُنشیہ اپنے لئے خوشی اور آرام کے سامان خیال کرتا ہے۔ اُن کی پشوؤں کو ضرورت ہی نہیں ہے۔ اُن کی ضرورت کا سامان قُدرت نے اُن کو پہلے ہی دے رکھا ہے۔ ُانہیں نہ میز کرسیوں کی ضرورت ہے۔ نہ نرم اور ملائم گدیلوں کی ضرورت ہے اور نہ اُنہیں شیش محلوں سے ہی کوئی واسطہ ہے۔ کیونکہ جو آرام مُنشیہ کو نرم اور ملائم بستروں میں ہے۔ اُن کو ریت کے ٹیلوں پر سوتے ہوئے اُس سے کچھ کم نہیں ہے۔ دُوسرے یہ کہ جَیسے بال بچے مُنشیہ کے ہیں۔ وَیسے پشوؤں کے پاس بھی ہیں جَیسے بچوں میں موہ پیار مُنشیہ کا ہے۔ وَیسے اُن کا بھی ہے۔ جَیسے پیٹ بھر کر مُنشیہ کھا لیتا ہے وَیسے وہ بھی کھا لیتے ہیں۔ جیسے رات کو مُنشیہ نیند کرتا ہے۔ وَیسے وہ بھی کرتے ہیں جَیسے کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ اور اہنکار مُنشیہ میں ہیں۔ ویسے اُن میں بھی ہیں۔ جَیسے ہاڑ۔ ماس اور لہو وغیرہ کا شریر مُنشیہ کا ہے۔ وَیسے ہی اُن کا ہے۔ مان لیا کہ مُنشیہ وِدّیا پڑھ سکتا ہے۔

دھن کما سکتا ہے۔ مان اور عزت پا سکتا ہے اور سنسار میں بڑا منشیہ کہلا سکتا ہے اور یہ باتیں پشوؤں میں نہیں ہیں۔ لیکن اگر گہرے وچار سے دیکھا جائے تو اِن ساری باتوں میں سوائے روٹی اور کپڑے کے منشیہ کا اپنا ہے ہی کیا؟ اگر منشیہ چولے کو دھارن کر کے اِس نے پرلوک کا کام نہیں کیا تو اِس لوک میں سوائے روٹی اور کپڑے کے اِس نے اور پراپت ہی کیا کیا ہے اور اگر اِس انمول شریر کو پاکر بھی اِس نے کیول روٹی کپڑا ہی لیا ہے۔ تو پھر اِس کا مطلب یہ سمجھو کہ اِس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اِس سے تو پھر پشو کئی گُنا اچھے ہوئے۔ جو کم سے کم دوسروں کے کام تو آتے ہیں۔ دودھ پلاتے ہیں۔ ہل چلاتے ہیں۔ بوجھ ڈھوتے ہیں اور مرنے کے پیچھے اُن کی ہڈیاں۔ مانس۔ چمڑا وغیرہ سب کچھ کام میں آتا ہے۔ لیکن منشیہ میں تو اِتنا گُن بھی نہیں ہے۔ مہا پرشوں کا بچن ہے:-

پسو ہلی چنگیائیاں۔ کھڑ کھا وِیہہ امرت دیہہ
نام وِہونے آدمی۔ دھرگ جیون کرم کریہہ
گجری محلہ پہلا گورو بانی صفحہ ۴۸۹

تتھا

نرو مرئے نر کام نہ آوئے
پسو مرئے دس کاج سوارئے
راگ گونڈ کبیر گورو بانی صفحہ ۸۷۰

تتھا

کرتوت پسو کی مانس جات
لوک پچارا کرئے دِن رات
گوڑی سُکھمنی محلہ ۵ گورو بانی صفحہ ۲۶۷

ایک اور سنت فرماتے ہیں:-

بندے ناوں مُکھ چنگیرا جیہڑا لگ پوے بن لائیوں

ڈِھیماں کھائے تے پھَل کھوائے اتّے فرق نہ کردا چھائیوں
چنگا کھاویں تے چنگا پہنیں اتّے رَب دا نام بھُلائیوں
آکھ گوالا مویاں ۔ جیوندیاں توُں کیہڑے کم آئیوں
(گوال جی)

پیارے! تُو اِس سنسار میں کیول کھانے پینے کی خاطر ہی نہیں آیا ۔ تیرے ذمہ کچھ اور بھی کام ہے جس کی طرف سے تُو نے آنکھ بند کی ہوئی ہے ۔ تجھے اُس کی طرف دھیان دینا چاہیئے ۔ نہیں تو وہ دِن دُور نہیں ہے جب تُو سنسار سے خالی ہاتھ چل بسے گا اور جن پدارتھوں کو خون اور پسینہ ایک کر کے اکٹھا کیا ہے، وہ تجھ سے بچھڑ جائیں گے ۔ پھر تُو روئے گا اور پچھتائے گا ۔ اور پھر نہ جانے، مرنے کے پیچھے تیری آتما کو کون کون سا کشٹ جھگتنا پڑے گا ۔

شلوک

فریدا چار گوایا ہنڈھ کے ۔ چار گوایا سم
لیکھا رَب منگیسیا ۔ تُو آئیوں کیہڑے کم
گُرو بانی صفحہ ۱۳۷۹ (فرید صاحب)

تتھا

نانک آکھے رے مَنا سُنیئے سِکھ صحیح!
لیکھا رَب منگیسیا ۔ بَیٹھا کڈھ وہی!
طلباں پَوَسن آکیاں باقی جنہاں رہی!
اجرائیل فرِشتہ ہوسی آئے تئی!
آون جان نہ سُجھئی بِھیڑی گلی پھِہی!

کوڑ نکھٹے نانکا - اوڑک سچّ رہی

گوُرُبانی صفحہ ۹۵۳ (رام کلی کی وار محلّہ ۳)

سنسار میں کچھ منشیہ ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں - جو اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ سنسار میں جتنے بھی اچھے اچھے پدارتھ ہیں - وہ سب ہمارے ہی لئے ہیں اور ہماری ہی ضرورت کے لئے ایشور نے رچے ہیں - اُن کو اگر ہم نہ بھوگیں، تو اور وہ ہیں ہی کس لئے؟ اس لئے اُن کو بھوگنے میں کوئی پاپ نہیں ہے - جن لوگوں کی یہ آواز ہے - اگر اُن سے پُوچھا جائے کہ بھائی! مان لیا، سنسار کے پدارتھ سب تمہارے ہی لئے ہیں اور تمہاری ہی خاطر ایشور نے بنائے ہیں - لیکن تم کس لئے بنے ہو؟ اس کا اُتّر اُن کے پاس کوئی نہیں ہے - یہ ستیہ ہے کہ سنسار کے کُل پدارتھ منشیہ کے لئے ہی ہیں - بھوجن آدی وستوئیں اس کے کھانے کے لئے ہیں - کپڑے اس کے پہننے کے لئے ہیں اور پشو اس کی سیوا کے لئے ہیں - جو بنا کسی کامنا کے اس کی سیوا کے لئے تیار کھڑے ہیں - لیکن جس طرح باقی جیو جنتو اس کی آگیا کے اندر رہتے ہوئے اپنا دھرم نبھا رہے ہیں - کیا منشیہ نے بھی کبھی اپنے دھرم کے اُوپر درشٹی ڈالی ہے؟ یا یہ صرف کھانے پینے کی خاطر ہی سنسار میں آیا ہے - اس واسطے بھائی! کچھ اپنے دل میں بچار کرنا چاہیئے - کھانا پینا منع نہیں ہے - لیکن اس کے ساتھ اس بات کو بھی سوچنا ہے کہ منشیہ جیون کا اصلی مقصد کیا ہے؟

ایک فقیر کا کتھن ہے :-

شعر

خوُردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تُو معتقد کہ زیستن از بہر خوُردن است

مطلب :- کھانا پینا اس لئے ہے کہ زندگی قائم رہے اور زندگی مالک کی یاد کے لئے ہے - لیکن منشیہ بھُول کر یہ سمجھ رہا ہے کہ میری زندگی ہی کھانے پینے اور موج اُڑانے کے لئے ہے

یہ اُس کی بڑی بھُول ہے۔ کھانا پینا جینے کے لئے ہے۔ جینا کھانے پینے کے لئے نہیں ہے۔ سنت کہتے ہیں کہ یہ شریر اِس جیو کا نوکر ہے اور جیو اِس کا مالک ہے۔ یہ اِس کو اِس کی سیوا کے لئے ملا ہے۔ لیکن یہ غلطی سے اُلٹا آپ اِس کی سیوا میں لگ گیا ہے۔ کیونکہ جتنے کالج بھی مُنشیہ سے ہوتے ہیں۔ وہ شریر ہی کے نمت ہوتے ہیں۔ سب میں شریر ہی کے پالن پوشن کا خیال ہوتا ہے۔ آتمک اُنّتی یا رُوحانی ترقی کا ایک بھی کارج نہیں ہوتا۔ اگر وِچار درشٹی سے دیکھا جائے تو اِس جیو کے اُوپر شریر نے ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ جیو اُس میں ڈھک گیا ہے اور یہاں تک کہ اِسے اپنے آپ کی بھی سُدھ نہیں رہی۔ کبیر صاحب کا وچن ہے:۔

"مو ہے ایسا سوُجھے۔ نیّا میں ندیا ڈُوبی جائے"

ارتھات:۔ آتما ندی ہے اور شریر ناؤ ہے۔ کبیر صاحب کہتے ہیں کہ مجھے ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ ناؤ میں ندی ڈُوب رہی ہے۔ مطلب یہ کہ شریر میں آتما گم ہوگیا ہے۔ مُنشیہ کے سب بیوہار میں شریر ہی کی پربلتا دکھائی دیتی ہے۔ اِسی کا نام اگیان ہے جس کو دُور کرنے کے لئے سنتوں کا اُپدیش ہوتا ہے۔

سنت کہتے ہیں:۔ اے مُنشیہ! تُو جو اپنے آپ کو شریر سمجھ رہا ہے۔ سو تُو شریر نہیں ہے۔ یہ شریر تیرا نوکر ہے اور تُو اِس کا مالک ہے۔ تجھے اپنے سوُرُوپ کا گیان ہونا چاہیئے۔ نوکر کی تنخواہ روٹی کپڑا ہے۔ وہ اِسے دینا ضرُوری ہے۔ اور اس کی سمبھال رکھنی بھی ضرُوری ہے۔ لیکن اس سے زیادہ اگر اِسے کچھ دیا گیا تو یہ بگڑ جائے گا اور بگڑ کر تیرا آتمک ہنن کریگا۔ جیساکہ تُو پرتکش دیکھ رہا ہے۔ اس واسطے جو اِس کا ادھیکار ہے وہ اِسے ضرُور دے لیکن ساتھ ہی وہ کام بھی اِس سے لے۔ جس کے لئے یہ تجھے ملا ہے۔

اِس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ جو مالک نوکر کو کھانے پینے کے لئے کھُلا خرچ دیتا ہے اور اُس سے کام لینے کا ڈھنگ نہیں جانتا۔ وہ سدا نقصان اُٹھاتا ہے۔ اور پھر جس گھر میں سب ادھیکار ہی نوکر کے ہوں اور وہ نوکر بھی مالک کے خلاف ہو تو اُس

مالک کے گھر کا کیا حال ہوگا ؟ تھوڑے دنوں کے اندر ہی وہ مالک کے گھر کو اُجاڑ دے گا اور اُس کو کنگال بنا کر اُس سے دَر دَر کی بھیک منگوائے گا۔ یہی حال اِس جیو کا ہو رہا ہے کہ اِس شریر نے اِس کو یہاں تک نیچ دِشا میں پہنچا دیا ہے کہ یہ بے چارہ چوراسی لاکھ یونیوں کے اندر بھرمتا ہُوا ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے اور اپنے لکش سے اِتنا نیچے گِر گیا ہے کہ اب مانُش شریر کو دھارن کر کے بھی اِسے ہوش نہیں آتا کہ جِس سمے کے لئے مَیں کروڑوں جنموں کے اندر چکر کاٹتا ہُوا منّتیں مانتا رہا ہُوں اور جس سمے کی اِنتظار میں لاکھوں برس تڑپ تڑپ کر بِتائے ہیں۔ وہ سمے اب آن مِلا ہے۔ اِس میں کچھ اپنا بنا لُوں۔ سنت بھی بار بار اُپدیش کرتے ہیں کہ اے مُنشیہ ! اِس سے پہلے تو اَن گِنت یونیوں کے اندر بھرمتا رہا ہے۔ اب یہ شریر تجھے بڑے اُتم بھاگوں سے پراپت ہُوا ہے۔ اِس کے اندر تُو اپنے ستیہ سوَرُوپ کو پہچان۔ لیکن یہ پھر بھی نہیں سمجھتا۔

مہا پُرشوں کا واک ہے :-

کئی جنم بھئے کیٹ پتنگا — کئی جنم گج مین کُرنگا
کئی جنم پنکھی سَرپ ہوئیو — کئی جنم ہَیور۔ برِکھ جوئیو
مِل جگدیس مِلن کی بریا — چِر نکال ایہہ دیہہ سنجریا رہاؤ
کئی جنم سَیل گِر کریا — کئی جنم گربھ ہِر کھریا
کئی جنم ساکھ کر اُپائیا — لکھ چوراسی جُون بھرمایا
سادھ سنگ بھیؤ جنم پراپت — کر سیوا بھج ہَر ہَر گُورمت
تیاگ مان جھوٹھ ابھمان — جیوت مرے درگہہ پروان
جو کچھ ہوئیا سو تجھ تے ہوگ — اَوَر نہ دُوجا کرنے جوگ

تا ملیئے جا لہے ملائے کہو نانک ہر ہر گن گائے

گورباني صفحہ ۱۷۶ (گوڑی گوآریری محلہ ۵)

مطلب :- اے منشیہ ! اس سے پہلے تو کئی بار کیٹ اور پتنگوں کی یونیوں میں پھرتا رہا ہے اور کئی یونیاں ہاتھی، مچھلی اور کرنگ وغیرہ کی تو نے بھوگی ہیں اور کئی بار تو پنچھی اور سانپوں کی یونیوں میں چکر کاٹتا رہا ہے اور کئی بار تو برکش ہو کر جنما ہے۔ اس لئے اے پیارے! اب تیری ایشور سے ملنے کی باری ہے۔ کیونکہ یہ شریر تجھے چر کال کے پیچھے پراپت ہؤا ہے اور ایشور کا ملاپ اسی جنم میں ہو سکتا ہے۔ اس واسطے اس کے اندر تو ایسا یتن کر کہ پھر تجھے پنچ یونیوں کے اندر نہ جانا پڑے۔ کیونکہ اگر اب کی بار بھی چوک گیا تو پھر وہی پتھروں اور پربتوں کی یونیوں میں تجھے بھٹکنا پڑے گا۔ جیسے آگے کہا ہے :- "کئی جنم سیل گر کریا" اس کا یہ مطلب ہے کہ کئی جنم پتھر اور پہاڑ بن کر تو نے کاٹے۔ اور اس کے علاوہ انیک یونیوں کے اندر تجھے گربھ کا کشٹ سہنا پڑا۔ اور کئی بار تو برکشوں اور بناسپتی کے روپ میں پیدا ہؤا۔ اور چوراسی لاکھ یونیوں کے اندر بھرمتا رہا۔ اتنے بھاری کشٹ بھوگنے کے بعد اب یہ تمہیں اُتم منشیہ شریر ملا ہے۔ اب تو ایسا کر کہ "ست سنگ میں جا کر گورمت کو دھارن کر۔ اور سیوا کر کے اپنا جنم سپھل کر"۔ سنسار کی موہ ممتا اور جھوٹے مان ابھمان کو تیاگ اور ایک بار جیتے جی مر۔ تا کہ بار بار تجھے جنمنا اور مرنا نہ پڑے اور تو پربھو کے دربار میں پروان ہووے۔ اے منشیہ! تجھ میں اتنی شکتی ہے کہ تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ چوراسی لاکھ یونیوں سے چھوٹنا اور پربھو کی پراپتی کرنا تیرے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ تو منشیہ ہے اور سوائے اس جنم کے اور کوئی بھی جنم تیرے چھٹکارے کا نہیں ہے۔ پربھو نے جو یہ جنم تجھے دیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ تجھے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔ اس لئے تجھے بھی بڑی پرستنتا پوروک اس سے ملاپ کرنا چاہیئے۔ صاحب فرماتے ہیں :- کہ جب مالک تجھے ملانے کو تیار ہے تو پھر تو کیوں دیری کرتا ہے؟ تجھے چاہیئے کہ تو بھی اس کی شرن میں جا کر اس کے گن گان کر! کیونکہ تیرا کلیان اسی میں ہے۔

واک

لکھ چوراسی جون سبائی مانس کو پربھ دیئی وڈیائی

اِس پَوڑی تے جو نر چُوکے سو آئے جائے دُکھ پائیدا

ماڑو محلہ ۵ - گورُو بانی صفحہ ۱۰۷۵

سنت کہتے ہیں :- کہ چوراسی لاکھ یونیوں میں سے بھگوان نے منشیہ کو خاص وششٹتا دی ہے۔ اِس لئے کہ اِس جنم میں یہ بھگوان کو پا سکتا ہے۔ لیکن اگر اب کی بار بھی چُوک گیا تو پھر اِس کی شکایت کوئی نہیں سُنے گا۔ یہی سمے ہے جس کے اندر اِس کی سب شکائتیں دُور ہو سکتی ہیں۔ اگر اب بھی اچیت رہا۔ تو پھر سوائے رونے اور پشچاتاپ کرنے کے ہاتھ کُچھ نہیں آئے گا۔ اِس لئے اے منشیہ! تجھے کُچھ وچار کرنا چاہیئے اور اِس انمول سمے کے اندر کُچھ اپنا بنانا چاہیئے۔

دوہا

کبیر مانس جنم دُلبھ ہے۔ ہوئے نہ بارے بار

جیوں بن پھل پاکے بھو تے گرے۔ بوہڑ نہ لاگے ڈار

گورو بانی صفحہ ۱۳۶۶

سنسار میں ہر ایک کام کے لئے خاص سمے ملے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کا سمے دن میں ایک دو بار آتا ہے۔ میلے اور تیوہار وغیرہ کے سمے ایسے ہیں۔ جو منشیہ سال بھر میں ایک آدھ بار دیکھتا ہے۔ بیاہ شادی اور سنتان آدی کے وقت سارے جیون میں دو چار بار آتے ہیں۔ لیکن ایک سمے ایسا ہے۔ جو لاکھوں، کروڑوں جیون بتیت ہو جانے کے بعد آتا ہے۔ وہ سمے کونسا ہے؟ وہ یہی ہے۔ اِس لئے اِس کے اندر اچیت نہیں رہنا چاہیئے مطلب یہ کہ جاگ کر اپنے کام میں لگنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سمے سونے کا نہیں ہے۔

ایک سنت کہتے ہیں :-

شعر

جاگنا ہے تو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے

ورنہ حشر تک سویا رہیگا خاک کے سایہ تلے

کبیرؔ صاحب کا بچن ہے :-

دوہا

نیندؔ نشانی موت کی - اُٹھ کبیرؔا جاگ
اور رسائن چھاڈ کر - نام رسائن لاگ

پیارے! جس جگہ کو تُو نے وِشرام گریہہ سمجھ رکھا ہے - یہ وِشرام گریہہ نہیں ہے - یہ کرم بھُومی ہے - تُو اُس گیدڑ کی طرح بھُولا ہُوا ہے - جو رات کو سردی سے دلیدر مارا ہُوا - بھڑ بھُونجے کے بھاڑ کو گھر سمجھ بیٹھا تھا - اور انت میں بھڑ بھُونجے کے ڈنڈے کھانے پر اُسے وہاں سے بھاگنا پڑا - وہ کتھا اِس پرکار ہے :-

کہتے ہیں - ایک گیدڑ کسی جنگل سے مارا مارا شہر میں آ نکلا - رات کا سمے تھا سردی سخت پڑ رہی تھی - لوگ سو رہے تھے - بے چارہ پھرتا پھراتا ایک بھڑ بھُونجے کی دُکان میں جا گھُسا اور سردی سے بچنے کے لئے جگہ ٹٹولنے لگا - ہاتھ پاؤں مارتے مارتے اچانک بھاڑ میں گر پڑا - بھاڑ کی راکھ گرم تھی - وہاں پر گرتے ہی اَتی پرسنّ ہُوا - کہ رات تو آنند سے کٹے گی - دِن چڑھے گا تو دیکھا جائے گا - پربھات ہوئی - بھڑ بھُونجا اُٹھا - اور بھاڑ کو گرم کرنے کے لئے آگ جلانے لگا - کیا دیکھتا ہے کہ بھاڑ میں گیدڑ سویا ہُوا ہے - اُس نے چُپکے سے ڈنڈا اُٹھایا اور ایک دم دو تین اُس کو لگائے - بے چارہ چیختا چلّاتا دُم دبا کر بھاگ نکلا - روشنی ہو چکی تھی - بھاگتے ہوئے کو کتّوں نے دیکھ لیا اور تھوڑی دُور جا کر اُس کے پران ہر لئے -

جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ دوست! اب تو آنند سے گُذرتی ہے - پرلوک کی اِیشور جانے "مر" کے کون واپس آیا ہے اور کس نے آ کر وہاں کا حال دیا ہے - اِس طرح مَن بہلا لیتے ہیں اُن کی مثال بھی اُس گیدڑ کی سی سمجھنی چاہیئے - اُن بے چاروں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ مُنشیہ کا شریر ہم کو کس کام کے لئے مِلا ہے؟ اِس میں ہم نے کیا کرنا ہے اور اِس سُندر سمے کی کتنی قیمت ہے - وہ جس دِن دس روپے کما لیتے ہیں اُس دن کپڑوں سے باہر نکل نکل پڑتے ہیں کہ آج کوئی بھاگوان ماتھے لگا ہے - بڑی آمدنی ہوئی ہے - وہ مایا کے لابھ کو

لابھ اور مایا کی ہانی کو ہانی سمجھتے ہیں۔ بھگتی کا سنسکار ہی اُن میں نہیں ہے اور نہ ہی اُن کے من میں بھگتی کی قدر ہے۔ وہ اپنے جیون کا اُودیش ہی یہی سمجھتے ہیں کہ بس کھایا، پیا اور سویا۔ اِس سے زیادہ مُنشیہ جیون کی سریشٹھتا کو وہ نہیں جانتے۔ لیکن سنتوں کا وچار ہے کہ یہ مانُش شریر بڑے سَوبھاگیہ سے مِلتا ہے۔ اِس میں ایک ایک سوانس جو آرہا ہے اُس کی قیمت تینوں لوکوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر ایسے انمول سواسوں کے بدلے سنساری وِشے وِکار خرید کرنا مہان بھُول ہے۔

کبیر صاحب کی بانی ہے :۔

دوھا

کہتا ہُوں کہے جات ہُوں کہا بجاؤں ڈھول
سواسا خالی جات ہے تین لوک کا مول

کتھا ہے کہ کوئی ایک کِسان تھا۔ جو ندی کے کنارے کھیتی باڑی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ ندی کے کِنارے کِنارے جا رہا تھا کہ راستے میں اُسے ایک لعل مِل گیا لیکن وہ اُس کی قدر نہیں جانتا تھا۔ اُس نے اُسے ایک سُندر پتھر سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور کہنے لگا کہ بازار میں جا کر کسی حلوائی کو دیں گے اور اِس کے بدلے مٹھائی لیں گے۔ دُوسرے دِن وہ اُس لعل کو ایک حلوائی کی دکان پر لے گیا کہ حلوائی اِس پتھر کو لے لے اور اِس کے بدلے کچھ مٹھائی دے دے۔ حلوائی موجُود نہیں تھا۔ دُکان پر اُس کا لڑکا بیٹھا تھا۔ کسان نے لڑکے سے کہا کہ یہ گول سا پتھر ہے، تیرے کام آئے گا۔ تُو اِسے لے لے اور مجھے اِس کے بدلے کچھ مٹھائی دے دے۔ لڑکے نے لعل لے لیا اور اُس کے بدلے ایک سیر مٹھائی اُس کو تول دی۔ کِسان مٹھائی لے کر پرسنّ ہُوا۔ اور جلدی وہاں سے بھاگ نکلا کہ اگر کہیں اِس لڑکے کا پِتا آگیا اور اُس نے دیکھ لیا کہ لڑکے نے ایک سادھارن پتھر کے بدلے سیر بھر مٹھائی دے دی ہے تو وہ اُسے ماریگا اور مجھ سے مِٹھائی چھین لے گا۔ یہی حال اِس مُنشیہ کا ہے کہ اِس انمول شریر کے بدلے سنسار کے وِشے وِکاروں کو اِکٹھا کر کے بڑا خُوش ہوتا ہے اور اپنے آپ کو سَوبھاگیہ شالی سمجھ رہا ہے۔

شری رام چندر جی مہاراج کا بچن ہے :۔

چوپائی

یہ تن کر پھل وِشے نہ بھائی سوَرگ ہُوں سولپ انت دُکھدائی
نر تن پائے وِشے من دیہیں پلٹ سُدھا تے شٹھ وِش لیہیں
تا ہے کبہُوں بھل کہے نہ کوئی گنُجا گہے پرس منی کھوئی

بھگوان کہتے ہیں کہ مانُش شریر کا پھل وِشے وِکار نہیں ہے۔ یعنی یہ شریر وِشے وکاروں کے لئے نہیں مِلا۔ اگر اِس شریر کو پاکر "جیو" نے سوَرگ کی پراپتی بھی کرلی ہے تو بھی اِس نے کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ اِس شریر کا پھل سوَرگ بھی نہیں ہے۔ وہ بھی اِندریوں کا وِشے ہے جو انت میں دُکھ رُوپ بن جاتا ہے۔ اِس لئے اِس شریر کو پاکر جس نے وِشیوں میں من لگایا ہے' وہ مُورکھ اَمرت کے بدلے وِش خرید کر رہا ہے۔ بھلا جو منُشیہ ہاتھ سے پارس منی دے کر کانچ کو خرید کرے' اُسے بھی کوئی بُدھی مان کہے گا ؟ اُسے تو سب مُورکھ ہی کہیں گے۔ اِسی طرح جو پُرش سَدا اسنسارِک وِشیوں میں مست رہتا ہے اور اپنے پرلوک کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ اُس کی بھی وہی اوستھا ہے۔ اِس لئے اے منُشیہ! تیرے جیون کا اُدیش یہ نہیں ہے کہ تو سَدا نرکوں اور سوَرگوں کا چکّر کاٹتا پھرے۔ تیرا استھان بہت اُونچا ہے۔ تیرا رُخ اُس کی طرف ہونا چاہیئے۔ اگر تُو نے اِس شریر کو پاکر سوَرگ کے راجہ اِندر کے سُکھوں کو بھی پراپت کرلیا ہے تو بھی مانُش جیون کے اُدیش سے اپنے آپ کو کروڑوں کوسوں کی دُوری پر سمجھ۔ تیرا مارگ تو وہ ہے' جس پر چلتے چلتے اگر راستے میں تو کہیں گر بھی جائے تو بھی سوَرگ تیرے ہاتھ سے کہیں نہیں گیا۔ اُس سے گرتا ہُوا بھی تُو سوَرگ ہی میں گریگا۔ کیونکہ جس گھاٹ پر تُو اِس وقت کھڑا ہے۔ یہ سوَرگ سے بہت اُونچا استھان ہے۔ لیکن تجھے اِس کا گیان نہیں ہے۔

گیتا کے چھٹے ادھیائے میں شری کرشن مہاراج فرماتے ہیں :۔

نیک ہے جس کا اِرادہ وہ نہیں ہوتا فناہ
ہر دو عالم میں برابر اُس کا ہوتا ہے بھلا -۴۰-

نیک اِفعالوں کا جو عالم پہنچے گا وہاں
اُس کی نیکی ہوگی دولتمند نیکوں میں عیاں -۴۱-

علمِ حق سینہ بسینہ مُنتقِل ہو جائے گا
عارفانِ ذی خِرد میں جا کے قِسمت پائے گا -۴۲-

قُوّتِ عِلمی کو حاصِل کر کے پہلے جِسم کی
پھر کرے گا شغل کی تکمیل میں کوشش نئی -۴۳-

(ادھیائے -۶-)

مطلب :- شری بھگوان کہتے ہیں :- اے ارجن ! جس منُشیہ کے وِچار پوتر ہیں اور اُن پوتر وِچاروں کے ساتھ شُبھ کرم کرتا ہُوا یعنی بھگوان کے ارتھ کرم کرنے والا کبھی بھی درگتی کو پراپت نہیں ہوتا - وہ شریر تیاگنے کے پیچھے سوَرگ آدی اُتم لوکوں کو پراپت ہوکر اور اُن میں چِرکال تک باس کر کے شُدھ آچرن والے اُتم گیان وان یوگیوں کے کُل میں جو کہ سنسار میں بہت دُرلبھ ہے جنم لے کر وہاں اُس پہلے شریر کی ہوئی کمائی کے پربھاو سے بنا یتن ہی اِیشور کی بھگتی کے بہت بھلی بھانتی لگ جاتا ہے -

اب آگے شری رام چندر جی مہاراج کے سِدّھانت کو ورنن کرتے ہیں :-

چوپائی

بڑے بھاگیہ مانُش تن پاوا سُر دُرلبھ سد گرنتھن گاوا
سادھن دھام موکش کر دوارا پائے نہ جیہی پرلوک سنوارا

دوھا

سو پرتر دُکھ پاوئی سِر دُھن دُھن پچھتائے
کال ہی کرم ہی ایشور ہی مِتھیا دوش لگائے

ارتھ:- یہ مانُش تن بڑے سوبھاگیہ اور شُبھ سنسکاروں کا پھل ہے۔ ایسا سرشٹ گرنتھ کہتے ہیں اور یہ دیوتاؤں کو بھی پراپت ہونا دُرلبھ ہے۔ یہ سب طرح کی سادھنا کا ستھان ہے مُنشیہ جیسی سادھنا اِس میں کرنی چاہیے۔ کر سکتا ہے۔ اور جہاں پہنچنا چاہے۔ اِس کے ذریعے پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ شریر چوراسی لاکھ یونیوں کے بندھن سے چھوٹنے کے لئے کھُلا ہُوا دروازہ ہے تو پھر ایسے انمول شریر کو پاکر جس نے پرلوک کا اُدھار نہیں کیا۔ وہ انت میں سر دُھن دُھن کر روئے گا اور پشچاتاپ کرے گا۔ لیکن اِس رونے اور پچھتانے سے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اور اب جو مُنشیہ یہ کہا کرتا ہے کہ مجھے بھگوان کی بھگتی کے لئے سمے نہیں ملتا۔ یا میرے کرموں میں اگر بھگتی ہوگی تو اپنے آپ پریرنا ہو جائے گی۔ اس کے لئے پُرشارتھ کرنے کی کیا ضرورت ہے یا جب ایشور کی اِچھیا ہوتی ہے، تو وہ خود ہی "جیو" کو بھگتی میں لگا دیتا ہے۔ یہ باتیں سب ویرتھ ہو جائیں گی اور یہ بہانے وہاں کوئی نہیں سُنے گا۔ بھاو یہ کہ اے مُنشیہ! پربھو کی بھگتی کرنا تیرا سب سے مُکھیہ دھرم ہے۔ اِس کے لئے تیرا سمے پر کرموں پر اور ایشور پر دوش دینا بالکل مِتھیا ہے۔ کیونکہ مانش شریر کا پراپت ہونا ہی اس بات کو نشچے کراتا ہے کہ تجھے بھگتی کرنا ضروری ہے اور بھگوان نے تجھ پر خاص دیا کرکے تجھ کو یہ انمول سمے دیا ہے کہ تُو آواگون کے چکر سے چھوٹ کر مُکتی کو پراپت کر لے۔ پھر اِس پرکار کے عُذر اور بہانے یہاں کس ارتھ ہیں؟

سنتوں کا بچن ہے:-

واک

بھئی پراپت مانُکھ دیہہ ہُریا گوبند مِلن کی ایہہ تیری بریا

اور کاج تیرے کِتے نہ کام — مِل سادھ سنگت بھج کیول نام

سرنجام لاگ بھوجل ترن کے — جنم برتھا جات رنگ مایا کے۔اِک آؤ

جپ تپ سنجم دھرم نہ کمایا — سیوا سادھ نہ جانیا ہر رایا

کہو نانک ہم نیچ کرما — سرن پرے کی راکھو سرما

گورو بانی صفحہ ۱۲ آسا محلہ ۵

پیارے! جس سوَرگ کی پراپتی کے لئے تُو دِن رات اِیشور سے پرارتھنائیں کرتا رہتا ہے وہاں کے رہنے والے تیری جگہ پر آنے کے لئے ترس رہے ہیں کہ اِیشور انہیں مانُش کا تن دے۔ تاکہ وہ کمائی کر کے نرک سوَرگ کے بندھنوں سے مُکت ہو ویں اور تُو مُنشیہ ہو کر بار بار سوَرگ ہی کے گیت گاتا چلا جا رہا ہے۔ اِس لئے بھائی! سنت اَتی دَیا کر کے تجھ کو اُپدیش کرتے ہیں کہ بھُول اور بھرم میں نہ اٹک۔ اپنے اُوپر دَیا کر۔ تیری حالت دَیالُو گیہ ہے۔ تجھے اپنی حالت کو سُدھارنا چاہیئے۔ مہاپُرشوں کو تیری حالت پر دَیا آتی ہے۔ اِس کارن وہ بار بار تجھے سمجھاتے ہیں۔ لیکن تُو پھر بھی اُن کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ بھُول اور بھرم کے بہاؤ میں بہتا ہُوا ٹھوکریں کھاتا جا رہا ہے۔ پر سمبھلتا پھر بھی نہیں اور نہ تجھے یہ وچار آتا ہے کہ مَیں واستو میں کیا چیز ہُوں اور مجھے اِس شریر کے اندر کیا کرنا ہے۔ حالانکہ روز سنتوں کی بانیوں کو سُنتا ہے کہ مُنشیہ شریر کسی خاص کام کے لئے پرماتما نے دِیا ہے مگر چیتتا پھر بھی نہیں!

کبیر صاحب کی بانی ہے:-

شبد

گوُر سیوا تے بھگتِ کمائی — تب ایہہ مانُس دیہی پائی

اِس دیہی کو سِمرہہ دیو — سو دیہی بھج ہر کی سیو

بھجو گوبند بھُول مت جاہو — مانُس جنم کا ایہی لاہو۔اِک آؤ

جب لگ جرا روگ نہیں آیا — جب لگ کال گرسی نہیں کایا
جب لگ بکل بھئی نہیں بانی — بھج لیہہ رے من سارنگ پانی ۲
اب نہ بھجس بھجس کب بھائی — آوے انت نہ بھجیا جائی
جو کچھ کرہہ سوئی اب سار — پھر پچھتاہو نہ پاوہو پار ۳
سو سیوک جو لایا سیو — تن ہی پائے نرنجن دیو
گورو مل تا کے کھلے کپاٹ — بوہر نہ آوے جونی باٹ ۴
ایہی تیرا اوسر ایہی تیری بار — گھٹ بھیتر توں دیکھ بچار
کہت کبیر جیت کے ہار — بہو بدھ کہیو پکار پکار ۵

گورو بانی صفحہ ۱۱۵۹ بھگت کبیر جی (راگ بھیروں)

مہا پُرش اِس جیو کے پرتی اُپدیش کرتے ہیں۔ اے جیو! یہ منشیہ دیہی تجھے گورو کی سیوا اور بھگتی کی کمائی کرنے کے لئے ملی ہے۔ اِس دیہی کی دیوتا بھی یاچنا کرتے ہیں۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم مانش شریر کو دھارن کر کے گورو کی بھگتی کریں۔ اِس واسطے اِس کو پاکر تجھے اوشیہ بھگتی کرنی چاہیئے اور یہ دیہی مالک کی سیوا میں لگانی چاہیئے اور اِس بات کو بھولنا نہیں چاہیئے۔ یعنی اچیت نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ منشیہ جنم کا اصلی مطلب یہی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ دیہی چھن بھنگر ہے۔ جب اِس پر بڑھاپے کا روگ آجائے گا۔ تب یہ جیو ویاکل ہو جائیگا اور یہ دیہی پل بھر میں کال کا گراس بن جائے گی۔ اس واسطے تجھے جلدی بھگوان کا بھجن کر لینا چاہیئے۔ اے بھائی! اگر اب نہ بھجے گا تو پھر کب بھجے گا؟ کیونکہ بھجن کرنے کا سمے یہی ہے۔ ورنہ انت سمے تو بھجن نہیں ہو سکتا اور جو کچھ بھی تو اِس وقت کر لے گا۔ وہی تیرا اپنا ہے۔ نہیں تو انت سمے پچھتانا پڑتا ہے اور ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔ جس سیوک کو بھگوان نے دیا کر کے سیوا کا اوسر دیا ہے۔ اُس نے بھگوان کو پا لیا ہے۔ گورو کے ملاپ سے اُس کے

کپاٹ کھُل گئے ہیں اور وہ جنم مرن کے چکّر سے چھُوٹ گیا ہے۔ اِس لئے اے مُنشیہ! تیرے لئے بھی یہی اَوسر ہے کہ ست گُورُو کو مل کر بھگتی کا دھن اکٹھا کر لے اور اپنے گھٹ کے اندر جھاتی مار کر دیکھ کہ تُو مانُش جنم کی بازی کو جیت رہا ہے۔ یا ہار رہا ہے۔ کبیر صاحب کہتے ہیں۔ مَیں پُکار پُکار کر کہتا ہُوں کہ یہ شریر بار بار ملنے کا نہیں ہے۔ اِس کے اندر تجھے اپنا پرلوک سُدھار لینا چاہیئے۔

پھر سنت کہتے ہیں:۔ اے جیو! تُو اس قیمتی شریر کو پا کر جو بھجن کے کام میں آلس کرتا ہے۔ اور اِسے کل کے لئے چھوڑتا جا رہا ہے۔ سو یہ تیری اُس آدمی کی سی مثال ہے، جسے ایک سادھو کی سیوا کرنے سے ایک ہفتہ کے لئے پارس منی مِلی تھی اور اُس نے اُس سے کچھ لابھ نہیں اُٹھایا تھا۔ اُس کی کتھا اِس پرکار ہے:۔

کہتے ہیں۔ کوئی آدمی سادھوؤں کی سیوا کیا کرتا تھا۔ ایک بار ایک سادھو اُس کے ہاں آیا۔ جو اپنے پاس پارس منی رکھتا تھا۔ اُس پُرش نے اپنے سُبھاؤ کے انُوسار اُس کی بھی سیوا کی۔ سادھو پرسنّ ہُوا۔ اور پرسنّ ہو کر اُس پارس کو اُس مُنشیہ کے حوالے کر دیا اور کہا اِس کے اندر یہ گُن ہے کہ اگر لوہا اِس سے چھُو جائے تو سونا بن جاتا ہے۔ تُو ایک ہفتہ کے اندر جتنا سونا اِس سے بنانا چاہے، بنا لے۔ لیکن سات دن گذر جانے پر تجھ سے یہ چیز واپس لے لی جائے گی۔ یہ کہہ کر سادھو چلا گیا۔ پیچھے اُس مُنشیہ نے کیا کیا؟ پارس کو گھر رکھ کر آپ بازار میں گیا اور پُوچھنے لگا۔ لوہا کیا بھاؤ ہے؟ معلوم ہُوا کہ لوہے کا بھاؤ ۲ سیر فی روپیہ ہے۔ سوچنے لگا۔ بہت مہنگا ہے۔ نہ جانے کل تک سستا ہو جائے۔ یہ سوچ کر واپس چلا آیا اور دُوسرے دِن پھر گیا۔ پتہ لگا کہ آج لوہے کا نرخ کل سے کچھ تیز ہے۔ یہ پھر لَوٹ آیا۔ اُس کا بچار تھا کہ جب لوہا سستا ہو جائیگا، تب خریدوں گا۔ مطلب یہ کہ اِس پرکار روز بازار جاتا اور لوہے کا نرخ پُوچھ کر واپس آ جاتا۔ سات دن گذر گئے۔ سادھو اپنے اقرار پر آن پہنچا۔ لیکن اُسے پھر اُسی طرح کنگال دیکھ کر حیران ہُوا۔ ارے! تجھے تو مَیں نے پارس دیا تھا کہ تُو اِس سے جتنا جی چاہے سونا بنا لے، تاکہ تیری غریبی دُور ہو جائے۔ کیا تو نے اِس سے کوئی لابھ نہیں اُٹھایا؟ وہ بولا۔ مہاراج! مَیں کئی بار بازار گیا کہ لوہا خریدوں مگر کیا کرتا، لوہے کا نرخ بڑا تیز تھا۔ اِس واسطے اِس کام میں دیری ہو گئی۔ وچار یہ تھا کہ

جب لوہا سستا ہوگا تب خریدونگا۔ یہ سُن کر سادھو ہنسا۔ نادان! تجھے تو مَیں نے وہ چیز دی تھی، جس سے ایک ہفتہ کیا، ایک گھڑی کے اندر تُو مالا مال ہو سکتا تھا۔ اور اِتنا دھن بنا سکتا تھا کہ پُشتوں تک بھی اُسے بیٹھ کر کھاتا تو ختم نہ ہوتا۔ تیری نادانی کی بھی کوئی حد ہے؟ کہ تُو نے فضول لوہے کا نرخ پُوچھنے پُوچھانے میں انمول سمے کو ہاتھ سے کھو دیا۔ یہ سُن کر اُس مُنشیہ کی آنکھ کھُلی اور رونے لگا۔ پرنتو اب رونے دھونے سے کیا بنتا تھا؟

" اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت "

اِسی پرکار سنت کہتے ہیں:۔ اے جیو! کروڑوں برسوں سے ٹیڑھی یونیوں کے اندر ٹھوکریں کھاتے ہوئے دیکھ کر مالک نے اَتی دَیا کر کے تجھے یہ ہیرا جنم دیا کہ اس میں بھگوان کی بھگتی رُوپی دھن کو پا کر نیچ یونیوں کے کنگال پنے سے چھوٹ! لیکن تُو نے یہ انمول سمے مایا کی گنتیاں گننے میں ہاتھ سے کھو دیا۔ اور جو لابھ اِس سے اُٹھانا تھا۔ وہ نہ اُٹھایا۔

شعر

نرتن پائے جتن کر ایسا جس سے وہ کرتار ملے
ایسی اُتم جُون پدارتھ پھر نہیں بارم بار ملے

اے من! اِس مانش شریر کو پا کر کچھ ایسا یتن کرنا چاہیئے جس سے مالک کی بھگتی ہاتھ آئے اور اُس پرم پتا پربھو کے چرنوں کا ملاپ ہو۔ کیونکہ ایسا اُتم اور انمول جنم بارم بار ملنے کا نہیں ہے۔

شعر

دُو دِن جگ میں جینا ہے اِتنے پر کیوں اِتراتے ہو
میری کایا میری مایا شور مچاتے جاتے ہو
ساتھ نہیں ہری نام لیا اور غفلت میں دِن رات کٹے

کایا بھی بدنام کری' افسوس کہ خالی ہاتھ چلے

سنت کہتے ہیں:- اے جیو! اس سنسار میں صرف دو دِنوں کا جیون ہے۔ اس دو دِنوں کے جیون میں تو کس بات پر پھولا پھرتا ہے اور کہتا ہے۔ یہ میرا شریر ہے' یہ میرا دھن ہے۔ یہ میرا پریوار ہے اور میں اِن سب کا مالک ہوں۔ سو یہ تیری بڑی بھول ہے۔ تیری اپنی وستو تو صرف ایک بھگوان کا نام تھا۔ اُس کو تو تُو نے ساتھ لیا نہیں اور دن رات اگیانتا کے اندر بِتا دئے۔ اِس لئے تیری حالت پر افسوس ہے کہ تُو نے اِس مانُش چولے کو بھی بدنام کیا اور انت میں خالی ہاتھ سنسار سے چل بسا۔

پھر کہتے ہیں:- اے مُنشیہ! اگر دھن لُٹ جائے تو چنتا نہ کر! شریر چلا جائے تو پرواہ نہ کر۔ کُٹمب پریوار ساتھ نہ دے تو افسوس نہ کر۔ اِن میں ایک بات بھی چنتا یوگیہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا تو ایک دن ہونا ہی ہے اور انت ہوکر رہیگا۔ اِس لئے ان باتوں کی چنتا کرنا فضول ہے۔

شلوک

چنتا تا کی کیجئے۔ جو اَن ہونی ہوئے

ایہہ مارگ سنسار کو۔ نانک تھِر نہیں کوئے گُورو بانی صفحہ ۱۴۲۹ (شلوک محلہ ۹)

چنتا یوگیہ بات وہ ہوتی ہے جو اَن ہونی ہو۔ لیکن جس بات کو شروع سے ہم دیکھتے آ رہے ہیں اور آس پاس کی حالتیں روز یہ شکشا دے رہی ہیں کہ سنسار میں کسی وستو کو بھی سدا کے لئے ٹھہراؤ نہیں ہے۔ یہاں ہر ایک وستو ناش وان ہے۔ پھر اُن کی جُدائی میں چنتا کیسی؟ آج جن وستوؤں کو ہم اپنی خوشی کا سامان سمجھتے ہیں۔ کل وہ ہمارے پاس نہیں رہتیں۔ اگر کل ہیں تو پرسوں تک بچھڑ جاتی ہیں اور ایسی حالتیں ہم اپنے جیون میں انیک بار دیکھتے ہیں کہ یہاں جن وستوؤں کو اپنایا جاتا ہے۔ وہ ہی غیر بن جاتی ہیں۔ جس چیز میں دِل لگایا جاتا ہے۔ وُہی انت میں دُکھدائی ہو جاتی ہے۔ سکندر بادشاہ نے اپنے سمے میں بے انت دھن اکٹھا کیا۔ جب وہ مرنے لگا تو اُس نے حکم دِیا کہ میرا سب دھن پدارتھ میرے سامنے ڈھیر کر دیا

جائے۔ حُکم کی دیر تھی - بادشاہی کے سارے سامان روپیہ پیسہ۔ نوکر چاکر۔ ہاتھی گھوڑے اور لشکر وغیرہ سب آن حاضر ہوئے - اُس نے پالکی میں سوار ہو کر سب کی طرف دیکھا اور پُوچھنے لگا - بھائیو! تُم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو پرلوک میں میرا ساتھ دے؟ سب نے رنج کے آنسو بہاتے ہوئے سر کو ہلا دیا۔ پھر یہی سوال اُس جمع کئے ہوئے دھن سے کیا گیا۔ اُس نے کہا "میں تو اس سنسار کے لئے تھا - پرلوک کا ساتھی مجھے کبھی نہ سمجھو" تب سکندر نے سب سے اِس پرکار کے اُتّر سُن کر ٹھنڈی سانس لی اور آنسو بہاتے ہوئے یہ شبد کہے - افسوس! اگر مجھے یہ عِلم ہوتا کہ مرتے سمے اِن وستوؤں میں سے کوئی بھی میرا ساتھ نہیں دے گی تو میں کیوں لوگوں کو دُکھی کر کے اِن کو جمع کرتا۔ لیکن اُس وقت رونے اور افسوس کرنے سے بنتا ہی کیا تھا؟ انت میں بے بس اور لاچار ہو کر دل میں حسرتوں کو لئے ہوئے دُنیا سے خالی ہاتھ چل بسا

دوھا

آچھے دِن پاچھے گئے۔ گُورو سے کیا نہ ہیت
اب پچھتاوا کیا کرے چِڑیاں چُگ گئیں کھیت

کبیرؔ نوبت آپنی۔ دِن دس لیہو بجائے
یہ پُر پٹّن، یہ گلی۔ بوہر نہ دیکھو آئے

پانچوں نوبت باجتی۔ ہوت چھتیسوں راگ
سو مندّر خالی پڑا۔ بیٹھن لاگے کاگ

اِک دِن ایسا ہوئے گا۔ سب سے پڑے وِچھوہ
راجا رانی چھترپتی۔ کیوں نہیں ساودھ ہوہ

اُوجڑ کھیڑے ٹھیکری۔ گھڑ گھڑ گئے کمہار

راون جیسا چل گیا۔ لنکا کا سردار
اُونچا محل چُناوتے۔ کرتے ہوڑم ہوڑ
سورن کلی ڈھلاوتے۔ گئے پلک میں چھوڑ
کہا چُناوے میڑھیاں۔ لمبی بھیت اُسار
گھر تو ساڑھے تین ہتھ۔ گھنا تو پونے چار
پانچ تت کا پُوتلا۔ مانُش دھریا نام
دِناں چار کے کارنے۔ پھر پھر روکے ٹھام
کبیرا گرب نہ کیجئے۔ دیہی دیکھ سُورنگ
بچھڑے پہ میلا نہیں۔ جیوں کینچلی بُھجنگ
مَروگے مر جاؤگے۔ کوئی نہ لے گا نام
اُجڑ جاؤ بساؤگے۔ چھوڑ کے بستا گام
ماٹی کہے کمہار کو۔ تُیں کیا رُوندے موہے؟
اِک دِن ایسا ہوئے گا۔ مَیں رُوندوں گی توہے
کبیر یہ تن جات ہے۔ سکے تو راکھ بہور
خالی ہاتھوں وہ گئے۔ جن کے لاکھ کرور
ہاکوں پربت پھاڑتے۔ سُمندر گھونٹ بھرائے

تے مٹی وَر دھرتی گلے۔کیا کوئی گرب کرائے
کہا کیئو ہم آئے کے۔کہا کریں گے جائے
اِت کے بھئے نہ اُت کے۔چالے مول گنوائے
تن سرائے من پاہرو۔ منسا اُتری آئے
کوؤ کاہو کا ہے نہیں۔ دیکھا ٹھوک بجائے
یہ دُنیا دو روز کی۔مت کر یا سے ہیت
گورو چرنن سے لاگیئے۔جو پورن سکھ دیت (کبیر صاحب)

پیارے! جب سارے سنسار کی یہ دشا ہے، پھر تو کس بات کی چنتا کرتا ہے۔ راون اپنے سمے کے اندر سنسار میں سب سے مہان شکتی شالی تھا۔ ایک لاکھ پوت اور سوا لاکھ پوتے سونے کی لنکا اور سب دیوی دیوتے اُس کے حکم کے نیچے کام کرتے تھے۔ لیکن کال بلی نے اُس کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ بھی مٹی کے ساتھ مٹی ہو گیا۔ جب ایسی ایسی مہان شکتیاں بھی سنسار میں نہیں رہیں تو اور جیودں کی تو بات ہی کیا ہے؟ اِس لئے اِن میں ایک بھی چنتا یوگیہ بات نہیں ہے۔ تیرے لئے چنتا کے یوگیہ کیول دو باتیں ہیں۔ اگر چنتا ہونی چاہیئے تو اُن کی ہونی چاہیئے ایک یہ کہ جن کرموں کے کارن تو سدا رنج اور دُکھ اُٹھاتا پھرتا ہے، اُن سے باز نہیں آتا بلکہ پھر پھر اُنہی کو کرتا ہے۔ اور پھر سکھ بھی چاہتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ جس سمے کی اِنتظار میں لاکھوں یونیوں کے اندر ٹھوکریں کھاتا اور بے قرار پھرا کرتا ہے۔ جب وہ آپراپت ہوتا ہے تو اُسے بہانہ سازیوں میں ٹال دیتا ہے اور اُسے ہاتھ سے کھو کر پھر ٹھوکریں کھانے لگتا ہے۔

واک

لکھ چوراسی بھرمتیا دُلبھ جنم پائیو
نانک نام سمال توں سو دِن نیڑا آئیو (گورو بانی صفحہ ۵۰ سری راگ محلہ ۵)

اس لئے آج کے کام کو کل پر چھوڑ دینا بڑی بھول ہے۔ کیونکہ ورتمان سمے سے بڑھ کر اور کوئی بھی سمے نہیں ہے اور پھر پرمارتھ کے کام میں سُستی کرنا اور اس کو آگے کے لئے چھوڑ دینا تو حد درجہ کی نادانی ہے۔ کیونکہ جو خیال آج ہے ممکن ہے وہ کل تک نہ رہے اور جس خیال سے شُبھ کرم کو دوسرے سمے کے لئے چھوڑا جا رہا ہے۔ اُس سمے وہ خیال ہی نہ رہے۔ کیونکہ من پر کیا بھروسہ ہے؟ اس کی حالت پل پل میں بدلتی رہتی ہے۔ یہ گھڑی میں کچھ ہے تو پل میں کچھ ہے۔ صبح کو کچھ ہے تو شام کو کچھ ہے۔ جو خیال آج ہوتا ہے وہ کل نہیں رہتا۔ اگر کل ہوتا ہے تو پرسوں تک بدل جاتا ہے۔ کیونکہ وِرُدھ کرم تو ہر سمے ہو ہی رہے ہیں اُن کا اثر جو من پر پڑتا رہتا ہے وہ شُبھ خیال کو دبا کر آپ پربل ہو جاتا ہے اور جب من میں وِرُدھ شکتی زور پکڑ جاتی ہے تو وہ اپنا کام کئے بنا کب رہتی ہے؟ پھر وہ جیو کو زبردستی ہی اشُبھ کرموں کی طرف گھسیٹ کر لے جاتی ہے۔ جن کے کارن پھر بے بس اس جیو سے بُرے کرم ہونے لگتے ہیں اور اُس شُبھ کرم کا وِچار من میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ وِرُدھ شکتی دھیرے دھیرے اپنے پاؤں جما کر جیو کو اصلیت سے دُور پھینک دیتی ہے اور جیو بے چارہ بے بس ہو کر نیچ یونیوں میں جا گرتا ہے۔ اِس لئے پرمارتھ کے کام کو کل کے لئے چھوڑ دینا بھاری بھول ہے۔ اِس کا نتیجہ سوائے پریشانی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ سمے ہر گھڑی تبدیل ہوتا رہتا ہے اور نہ معلوم کل کو کیا ہونے والا ہے۔ منُشیہ کچھ سوچتا ہے اور ایشور کو کچھ منظور ہوتا ہے۔

واک

نر چاہت کچھُو اَور۔ اَولے کی اَولے بھئی
چِتوَت رہیو ٹھگور۔ نانک پھاسی گل پڑی (سلوک محلہ ۹)
گُرو بانی صفحہ ۱۴۲۸

دوھا

آپن چیتی ہوت نہیں پربھو چیتی تت کال
بَلی چاہیو آکاش میں۔ پربھو پھیٹیو پاتال

اپنے من کچھُ اَور ہے۔ داتا کے من اَور
اُودھو سے مادھو کہیں۔ جھُوٹھی من کی ٹھُور

یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ رات کو منُشیہ جن وچاروں کو لے کر سوتا ہے کہ صُبح اُٹھ کر یہ کرُونگا، وہ کرُونگا۔ لیکن صبح ہوتے ہی اُن سب پر پانی پھر جاتا ہے۔ من کی باتیں من میں ہی رہ جاتی ہیں اَور آپ کوُچ کر دیتا ہے۔

شلوک

من کی من ہی ماںہہ رہی گوُرُو بانی صفحہ ۱۴۳۱
نہ ہر بھجے نہ تیرتھ سیوے چوٹی کال گہی (سورٹھ محلہ ۹)

اِس لئے سنت کہتے ہیں :- اے جیوِ! کل نام کال کا ہے اور کل کا کسی کو پتہ ہی کیا ہے؟ کیونکہ سمے کا چکر بڑی تیزی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اِس میں آج کچھ ہے تو کل کچھ ہے، جو وستُو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ وہ کل تک رہے یا نہ رہے۔ یہاں جو بھی آیا ہے وہ ایک دن جائیگا۔ جو پیدا ہُوا ہے، وہ ایک دن مرے گا۔ جو مِلا ہے وہ ایک دن بچھڑیگا اِن باتوں میں رونا دھونا اور افسوس کرنا فضول ہے۔

ورکش سے گرتا ہُوا سُوکھا پتّا اَتی دُکھت ہو کر ورکش سے اِس پرکار کہتا ہے :-

دوھا

پات کہے سُن برکش رائے۔ سَدا رہو بھرپُور
اَب کے بچھڑے کب مِلیں ہم پہنچے تُم دُور

تب برکش نے مُسکراتے ہوئے زبان کھولی اور اُتر دیا

دوھا

برکش کہے سُن پات رائے۔ سُنو ہمارے میت
اِک آیا اِک چلسی یہی جگت کی رِیت

سنت اُپدیش کرتے ہیں کہ اے مُنشیہ! اِس خیال کو من سے نکال دے کہ جو کُچھ کریگا۔ اِلیشور کرے گا، یا جو کچُھ کرے گا، دیو کرے گا۔ یہ آواز آلسی لوگوں کی ہے۔ دراصل تُو آپ ہی اپنا اِلیشور ہے اور آپ ہی اپنا دیو ہے۔ تُجھ سے بھن اور کوئی نہ دیو ہے نہ اِلیشور ہے۔ جس کے خیال سے تُو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا ہُوا ہے۔ یہ جنم تُجھ کو شکائیتیں کرنے اور ٹھنڈے سانس بھرنے کے لئے نہیں مِلا۔ بلکہ کام کے لئے مِلا ہے۔ اِس کے اندر کام کرنا ہے اور وہ کام اب ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ورتمان سمے کی قدر کرنی چاہیئے اور اپنے کام میں لگ کر اپنے آتما کی چھُپی ہوئی شکتیوں کو پرگٹ کرنا چاہیئے۔

جو سمے بِنیت ہو گیا، سو ہو گیا۔ وہ اب ہاتھ آنے کا نہیں ہے۔ اُس کی طرف مُڑ مُڑ کر دیکھنا غلطی ہے۔ کیونکہ جو تیر ایک بار ہاتھ سے چھُوٹ گیا، وہ واپس نہیں آسکتا۔ اُس کا افسوس کرنا فضول ہے۔ جو تیر باقی ہیں۔ اُن سے کام لینا چاہیئے۔ رنج کے آنسو بہانے سے نہ کبھی کچُھ بنا ہے اور نہ بنیگا۔ بلکہ جو سمے مِلا ہُوا ہے۔ وہ بھی ہاتھ سے نِکل جائے گا۔ اور جو کچُھ اِس میں ہم نے کرنا ہے، وہ کبھی نہ ہو سکے گا۔ اور انت میں افسوس کے ہاتھ ملتے ہوئے سنسار سے کُوچ کرنا پڑے گا۔

یہ مانُش دُنیاوی خوشیوں کی تلاش میں مارا مارا پھِرتا ہے اور رو رو کر کہتا ہے کہ ہائے میرے ہاتھ سے سمے نِکل گیا۔ جیون کے آنند پراپت نہ کئے اور خُوشی نہ دیکھی۔ لیکن سنت کہتے ہیں:۔ مِتّر! ذرا یہ تو بتا کہ سنسار میں کس نے سمے نہیں کھویا۔ اور یہاں کَون ایسا ہُوا ہے۔ جس کی زبان پر مرتے سمے یہ گِلہ نہیں رہا کہ ہائے میرے من کی بات من ہی میں رہ گئی۔ اور جیون نے ساتھ نہ دیا۔ ارے بھائی! یہ جیون کب تک تیرا ساتھ دے۔ انت اِس کی بھی کوئی حد ہے؟ اگر پہلی اَوستھا (عُمر) میں تُو نے سنسارِک، کاموں کو ختم نہیں کیا تو بِردھ اَوستھا میں فارغ ہونے کا تیرے پاس کیا ثبُوت ہے؟ اِس لئے اِن شکایتوں کو چھوڑ کر اصلیّت کی طرف دھیان دینا چاہیئے اور اِس جوبن اَوستھا کے اندر ہی اپنے پرلوک کا اُدّھار کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ بڑھاپے میں تو شریر اور اِندریاں وغیرہ سب شِتھل (کمزور) ہو جاتی ہیں اور مُنشیہ بے بس و لاچار ہو جاتا ہے۔

ایک فقیر کا بچن ہے :-

شعر

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست !
وقتِ پیری گرگِ ظالم میشوُد پرہیزگار !

مطلب : جس نے جوانی کی اوستھا میں کشما مانگ لی ہے، اُس کا درجہ بہت اُونچا ہے کیونکہ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی جیو گھات کرنے سے رُک جاتا ہے۔

سنت فرماتے ہیں :- اے جیو! تُو عرصہ دراز سے نیچ یونیوں کے اندر بھٹکتا ہوا اب منشیہ شریر میں آیا ہے۔ اِس میں تُو نے بھگوان کو پانا ہے اور اِس بات کو نشچے جان کر یہ منشیہ کا چولا تجھ کو محض اِسی کام کے لئے مِلا ہے۔ اگر اِس سمے بھی غفلت چھائی رہی اور اصلی کام نہ بنایا، تو پھر یاد رہے۔ تیرا کھانا پینا۔ سونا جاگنا۔ کُٹمب پریوار۔ دھن دولت وغیرہ سب دِھکار کے یوگیہ ہیں۔ کیونکہ مہاپُرش ایسا ہی کہتے ہیں :-

واک

دھرگ دھرِگ کھایا دھرِگ دھرِگ سویا دھرِگ دھرِگ کاپڑا انگ چڑھایا
دھرگ شریر کُٹمب سہت سیوں، جت ہُن خصم نہ پایا
پَوڑی چھُڑکی پھر ہاتھ نہ آوے۔ اہلا جنم گوایا

(بلاول محلہ ۳) گورُو بانی صفحہ ۷۹۶

یہاں کچھ منشیہ ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ جو اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ بھائی! چار دِن کا جیون ہے۔ اِس کے اندر جتنے آنند لُوٹ سکتے ہو۔ لُوٹ لو۔ اگر سنسار کی موجیں تم نہ لُوٹو گے تو اور کون لُوٹے گا۔ خُوب عیش کرو۔ اور مزے اُڑاؤ۔ کیسا لوک اور کیسا پرلوک۔ یہ سب ڈھکوسلے

ہیں۔ جب آگے جائیں گے تو دیکھا جائے گا۔ جدھر باقی دُنیا اُدھر ہم بھی سہی۔ لیکن سنت کہتے ہیں: بھائیو! یہ سنسار سُمنّدر ہے اور اس میں مُدتوں سے تم بھولے بھٹکے اور غوطے کھاتے ہوئے اب مانُش تن والی کشتی پر سوار ہوئے تھے۔ ارتھات یہ مَنشیہ کا شریر اِس سنسار ساگر سے پار ہونے کے لئے تم کو بیڑا ملا ہے۔ اِس پر سوار ہو کر تم بھوساگر سے پار ہو سکتے ہو۔ جو لوگ تو سنتوں کے اِس اُپدیش کو مان جاتے ہیں۔ وہ اپنا کام بنا جاتے ہیں۔ اُن کے جیون سُدھر جاتے ہیں اور وہ اِس اتھاہ ساگر سے نکل کر کنارے لگ جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اُن کے اُپدیش کو گپوں میں اُڑا دیتے ہیں اور پرلوک کے کشٹوں سے نہیں ڈرتے۔ مہاپرشوں نے اُن کو آتم گھات کرنے والوں میں شُمار کیا ہے۔ یعنی وہ آتم ہتیارے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے اپنی آتما کو مُکت کرنے کے سمے پر اُلٹا اُسے بندھنوں میں جکڑ دیا۔ ارتھات اُسے چوراسی لاکھ یونیوں کے بھیانک سُمنّدر میں دھکّا دے دیا۔ شری رام چندر جی مہاراج نے یہ وَچن ایسے ہی پرانیوں کے سمبنّدھ میں کہے ہیں:۔

دوھا

جو نہ ترے بھوساگر نر سماج اَس پائے
سو کرت نِنّدک مَنّد متی آتم ہَن گتی جائے

مطلب:۔ جو کوئی مَنشیہ تن کو پاکر سنسار سُمنّدر سے پار ہونے کا اُپائے نہیں کرتا۔ وہ کِرت گھن ہے۔ وہ مند متی مرنے کے پیچھے آتم گھاتی کی گتی کو پراپت ہوگا۔ مہاپرشوں کا وچن ہے:۔

شبد

دُلبھ دیہہ پائی وڈ بھاگی نام نہ جپہہ تے آتم گھاتی
مر نہ جاہی جناں بِسرت رام نام بہوُن جیون کَون کام ۔۱۔ رہاؤ
کھات پیت کھیلت ہسنت بِستھا کَون ارتھ مِرتک سیگار
جو نہ سُنہہ جس پرمانندا پشو پنکھی ترِگد جون تے مندا

کہو نانک گوُرمنتر درِڑایا کیول نام رِد ما نہہ سمائیا (گوڑی محلہ ۵)
گورُوبانی صفحہ ۱۸۸

اِس واسطے آتم گھاتی نہیں بننا چاہیئے۔ اور کچھ سوچ وِچار کر اپنے کلیان کا اُپائے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سمے روز روز ملنے کا نہیں ہے۔ اِس شریر رُوپی باغ میں جو ہم بھیجے گئے ہیں۔ اِس وقت ہم کو ادھیکار ہے۔ جو چاہیں پھل کھالیں۔ اور بسنت رِتُو کی سُگندھ سے اپنے دل تھا دماغ کو سُگندھت بنالیں۔ ورنہ جب گرمی کے موسم کا دَور دَورہ ہوگا۔ تو یہ سب پھُول اور پھُلواڑی خاک میں مل جائیں گے اور پھر اگر ہم لاکھ یتن کریں۔ تو بھی نہیں مل سکیں گے۔

اور سُنو! یہ مانُش تن ایک اَوزار کے سمان ہے۔ جو ہم کو کیول تھوڑے سمے کے لئے دیا گیا ہے۔ اِس سے تت کال اپنا کام نکال لینا چاہیئے۔ ورنہ جس کا یہ ہے۔ وہ وقت گذرنے پر ہم سے واپس لے لے گا۔ اور ہم پھر دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ یہ کیسا سُنہری اَوسر ہے کہ اوزار تو بیگانہ گھِسے اور کارج اپنا بنے۔

دوھا

لال داس اُٹھ بھجن کر۔ آلس اُونگھ نِوار!
رَچھ بیگانہ کارج اپنا۔ دِن سو لیہو سنوار!

یا یُوں سمجھو کہ جیسے کوئی مُنشیہ کرایہ کے گھوڑے سے دِن رات ایک کرکے کام لیتا ہے۔ ایسے ہی یہ شریر بھی ہمارے پاس کرایہ کا گھوڑا ہے۔ اِس سے جتنا بھی کام نکال لیا جائے اُتنا ہی لابھ ہے۔ ورنہ اِس کے ہاتھ سے نکل جانے کی کوئی اَودھی نہیں ہے۔ نہ معلُوم کب کس گھڑی اور کس پَل کے اندر یہ ہم سے الگ ہو جائے۔

سنت کہتے ہیں:۔

ہر جپدیاں کھِن ڈھِل نہ کیجئی میری جِندڑیئے
مت کہ جاپئے ساہ آوَے کہ نہ آوَے رام (بہاگڑہ محلہ ۴)
گورُوبانی صفحہ ۵۴۰

ایک اور مہاتما کا بچن ہے:۔

دوھا

جنہاں منگھر بیج رلایا۔ سے لُنن وِچ وِساکھ
جِنہاں سُنتیاں سمے گنوایا۔ سِر پائن اُڈائن خاک
جنہاں رہائے اک بُول بھل کِتھوں چاسن دراکھ
ایتھے کرن سو آگے پائن۔ ایہہ وید سُنائن ساکھ

دوھا

رین گوائی سوئے کے دِوس گوایا کھائے
ہیرے جیسا جنم ہے کوڈی بدلے جائے

گورو بانی صفحہ ۱۵۶

یہ مُنشیہ جنم ہیرا جنم ہے۔ اِس ہیرے جنم کے بدلے سنسار کے وِشے وِکار رُوپی کوڑیوں کو خرید کرنا بھاری چُوک ہے۔ جو لوگ اِس امولک شریر کو پاکر سدا اِندریوں کے وِشیوں میں ہی لولین رہتے ہیں۔ اُن کی مثال ایک بھنگی کی سی سمجھنی چاہیئے۔ جس کو ایک راجہ نے پرسن ہوکر سونے کا ایک تھال دیا تھا اور وہ اُس تھال میں گندگی اُٹھاتا رہا۔ وہ کتھا اِس پرکار ہے:-

کہتے ہیں کہ ایک راجہ تھا جو بڑا ہی نیک اور پرجا کے پالن ہارا تھا۔ بِردھ اوستھا میں پہنچ کر اُس کے گھر سنتان اُتپن ہُوئی۔ اِس خُوشی میں راجہ نے بہت کچھ پُن دان کیا۔ یہاں تک کہ غریب بِرِدھوں کو دھن وان بنا دیا۔ لیکن ایک بھنگی رہ گیا۔ جس کا نام گنگا رام تھا اور راج دربار کا پُرانا سیوک تھا۔ انت میں جب اُس گنگے بھنگی نے راجہ کو آکر پرنام کیا تو راجہ نے سوچا کہ اِس کو کیا اِنعام دینا چاہیئے؟ سامنے کنچن کا تھال پڑا تھا، جس کے اندر باہر کروڑوں روپوں کی قیمت کے ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ راجہ بھنگی پر مہربان تھا۔

اُس نے پرسنّ ہوکر وُہی تھال اُس کے حوالے کردیا۔ بھنگی تھال کو پاکر بہت پرسنّ ہُوا۔ اور راجہ کو دُعائیں دیتا ہُوا اپنے گھر آیا اور وہ تھال اپنی بھنگن کے آگے رکھ دیا۔ بھنگن اُس تھال کو پاکر بہت خُوش ہُوئی۔ واہ! آج خُوب ٹوکری ہاتھ آئی۔ آگے اِس میں ہی مَیلا اُٹھایا کریں گے۔

ایک دن بھنگن نے صاف کپڑے پہن لئے اور اُس تھال کو سر پر رکھ کر مٹک مٹک کر پاؤں رکھتی ہوئی چل پڑی۔ وہ اُس سمے دُوسری کسی بھی بھنگن کو خاطر تلے نہیں رکھتی تھی کیونکہ وہ اِس فخر میں تھی کہ اِس ٹوکرے جیسا ٹوکرا کسی بھی بھنگن کے سر پر نہیں ہے، جو کروڑوں روپوں کی مالیت کا شُدّھ کنچن کا تھال تھا۔ اور جس میں بیش قیمتی ہیرے اور لعل جڑے ہوئے تھے۔ اور جو بہت ہی مُشکل سے پراپت ہونے والی وستو تھی۔ وہ بھنگن اُس کا کیا حال کرتی ہے؟ وُہ اُس تھال پر وہ اتیا چار کرنے لگی، جو پہلے کسی نے نہ کیا ہو بھاو یہ کہ وہ اُس تھال سے گندگی اُٹھانے کا کام لینے لگی۔ اور چِرکال تک وُہی کام لیتی رہی۔

ایک دن کا ذِکر ہے کہ راجہ کی درِشٹی بھنگی پر پڑی۔ دیکھا کہ وُہی پُرانا سا حال اور تنگی کی حالت ہے۔ پُوچھا۔ ارے یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ تُجھے تو مَیں نے بہت سا دھن مال دیا تھا جسے تیری سات پُشتیں بھی اگر بیٹھ کر کھاتیں تو ختم نہ ہوتا۔ لیکن تیری وہی پہلی سی حالت ہے۔ اِس کا کارن کیا ہے؟ آگے سے بھنگی نے جُھک کر کہا۔ حضور کا اَتی دھنواد ہے۔ جب سے آپ نے اُس تھال کی بخشش کی ہے، تب سے دُکھ سے چُھوٹ گیا ہُوں۔ بے شک وہ تھال بہت قیمتی ہے۔ کیونکہ نہ ٹوٹتا ہے، نہ پھُوٹتا ہے، نہ خراب ہوتا ہے اور نہ پُرانا ہی ہوتا ہے۔ پہلے بڑی دِقّت ہوتی تھی کہ تھوڑے دِن گذرنے پر نئی ٹوکری خرید کرنی پڑتی تھی۔ لیکن جب سے تھال ہاتھ آیا ہے، تب سے اِس مُصیبت سے چُھوٹ گیا ہُوں اور یہ تھال اِتنا سُکھ دیتا ہے، جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ تھال کو راجہ کے سامنے کرکے کہنے لگا۔ دیکھئے حضُور! کتنا سمے ہوگیا ہے۔ جب آپ نے دیا تھا۔ لیکن ابھی تک اِس کا کچھ نہیں بگڑا۔ یہ بڑا ہی مضبُوط تھال ہے۔ راجہ نے جُونہی اُس تھال کو دیکھا۔ من میں اَتی دُکھت ہُوا۔ تھال اُس سے واپس لے لیا اور اُس کے بدلے کچھ ٹکے دِلا کر اُسے رُخصت کیا۔

سنت کہتے ہیں :- یہی حال اِس مُنشیہ کا ہے کہ بھگوان سے اِسے ہیرا جنم ملا تھا کہ یہ اُس سے اپنا پرلوک سُدھارے لیکن اِس نے اِس انمول جنم سے وِشے وِکار رُوپی گندگی اُٹھانے کا کام لیا - اور پاپوں میں لگ کر کے اِس کو گندہ کر دیا۔

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مُنشیہ واستو میں کیا وستُو ہے اور اِس سمے کتنا اپنی اصلیت سے نیچے گرا پڑا ہے - یہ کیونکر چڑھ سکتا ہے ؟ کس پرکار اپنی اصلیت تک پہنچ سکتا ہے ؟ کیسے سچ مچ مانُش کہلا سکتا ہے ؟ کب اور کیونکر اپنی حالت پر آ سکتا ہے ؟ اور کس کے دوارہ کال وکرم کے چکر سے چھوٹ سکتا ہے ؟ اِن ساری باتوں کا اُتّر ایک ہے، جو آگے چل کر کسی دُوسرے انگ میں دِیا جائے گا +

ست سنگ کا انگ

دوہا

جیوں پارس کے پرس سے لوہا کنچن ہوئے
تیوں شنت کے سنگ سے جڑ سے چیتن ہوئے
دُرمتی بھاجے تُرت ہی چڑھے سُمتی کا رنگ
جو جن مَن نج کرم سے آئے ملے ست سنگ

یہ قُدرتی بات ہے کہ مانش کو جس پرکار کی سنگت ملتی ہے، اُسی پرکار کی حالت اُس کے من کی ہو جاتی ہے۔ کارن یہ کہ سنسار میں ہر ایک وستُو کی الگ الگ تاثیر ہے اور وہ تاثیر اپنا اثر دکھائے بغیر رہتی نہیں۔ جیسے آگ کے پاس بیٹھنے سے گرمی لگتی ہے۔ پانی کے سمیپ جانے سے ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ ایسے ہی باقی وستوؤں کا بھی حال سمجھ لو کہ جس کے اندر جو تاثیر ہے، اُس کی کرنٹ نکٹ جانے پر کچھ نہ کچھ پربھاو اَوشیہ ڈالتی ہے۔ جیسے دھن میں مَن لگانے سے لوبھ بڑھتا ہے۔ کُٹمب کی سنگت سے موہ اُتپن ہوتا ہے۔ اِستری کی سمیپتا سے کام کی ورِدّھی ہوتی ہے۔ وِدوانوں کی سنگت سے وِدّیا آتی ہے اور گیان وان کے پاس بیٹھنے سے گیان پیدا ہوتا ہے۔

سوّیا

گیان بڑھے گُن وان کی سنگت، دِھیان بڑھے تپسوی سنگ کینے
موہ بڑھے پرِوار کی سنگت، لوبھ بڑھے دھن میں چِت دینے

کر ودھ بڑھے نر موڑھ کی سنگت، کام بڑھے تِریا سنگ رکینے
بُدھی وِویک وِچار بڑھے، کوی دِین سُوِ سجّن سنگت رکینے

بچّہ پیدا ہوتے ہی بالکل اچیت ہوتا ہے۔ اُسے یہ گیان نہیں ہوتا کہ مَیں کون ہُوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں آیا ہوں؟ اور کیوں آیا ہوں؟ نہ اُسے اپنے کی خبر ہوتی ہے، نہ بیگانے کی سُدھی رکھتا ہے۔ لیکن جیوں جیوں اُس کے کانوں میں ماما۔ چاچا۔ بھیّا۔ امّاں ماسی اور بہن وغیرہ کے شبد پڑنے شروع ہوتے ہیں اور وہ سنسکار پرتی دِن پڑتے ہوئے اُس کے اندر درِڑھ ہوتے جاتے ہیں۔ تو وہ ایک دِن اُنہیں کا رُوپ بن جاتا ہے۔ اِسی پرکار جو لوگ بھلے پُرشوں کی سنگت میں بیٹھتے ہیں۔ وہ بھلے بن جاتے ہیں اور جو بُری سنگت میں رہتے ہیں وہ بُرے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب سنگت ہی کا اثر ہوتا ہے۔

دوھا

جِن جیسی سنگت کری تِن تیسو پھل لین !
کدلی سیپ بھُجنگ مُکھ ایک بُوند گُن تِین !

خربُوزے کو دیکھ کر خربُوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جو شخص جس کا رُوپ بننا چاہے وہ اور کچھ نہ کرے۔ صِرف اُس کے پاس اُٹھنا بیٹھنا شروع کر دے۔ ایک دِن اُس کا رنگ اُس پر چڑھ جائے گا۔ اِسی قانون کے مطابق جو منشیہ سَت سَنگ میں آتے جاتے ہیں، اُن پر ست سنگ کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ جب باقی چیزیں اپنا اثر دکھاتی ہیں تو کیا کارن ہے کہ سنتوں کی سنگت کا اثر نہ ہو گا۔ سادھو کا وچن بھُول کے ساتھ سُنا ہُوا بھی خالی نہیں جاتا۔

دوھا

کبیر سنگت سادھ کی جیوں گندھی کی باس !
جو گندھی کچھ دے نہیں تو بھی باس سُو باس !

کہتے ہیں۔ کسی گاؤں میں ایک سُناروں کا کُنبہ رہتا تھا جو صد درجہ کا سنساری اور مایا کا پجاری تھا۔ چوری کرنا اُس کا بیوپار تھا۔ اور رات دن لڑکوں کو یہی کچھ سکھایا جاتا تھا۔ "پڑھو پوت جو ہانڈی چڑھے"۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ شکشا بھی دی جاتی تھی کہ بیٹا! جہاں کہیں ست سنگ ہو، وہاں بھول کر بھی پیر نہ پانا۔ اور نہ سادھوؤں کا وچن سُننا۔ سدا یہی کچھ بچوں کو پڑھایا جاتا تھا۔ اُس گھر میں ایک لڑکا سمجھ دار تھا۔ ایک دن اُس نے پتا سے پوچھا کہ اگر کہیں دیو یوگ سے ست سنگ مل بھی جائے تو اُس وقت کیا کرنا چاہیئے؟ پتا نے کہا۔ اگر ایسی بات ہو، تو اُس سمے کانوں میں اُنگلیاں دے کر فوراً وہاں سے بھاگ نکلو۔ ورنہ اگر کسی سادھو کا بچن تمہارے کان میں پڑ گیا۔ تو یاد رکھو۔ پھر تمہاری یہ دشا نہیں رہے گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ تم اپنے پیشہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو!

ایک بار کا ذکر ہے کہ وہ کسی شہر میں چوری کرنے گئے۔ رات کے بارہ بجنے پر ایک سیٹھ کے مکان کو پھوڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ کافی مال ہاتھ آیا۔ گٹھڑیاں باندھ لیں اور سر دل پر اُٹھاتے ہی جس کا جدھر مُنہ آیا۔ اُس نے وُہی اپنی راہ لی۔ اور شہر سے نکلتے بنے۔ ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ جس لڑکے نے پتا سے پوچھا تھا کہ اگر سوبھاوک کہیں ست سنگ مل جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ اُس کا ایک ایسے راستہ سے گذر ہوا۔ جہاں ایک مکان میں ست سنگ ہو رہا تھا اور وہ اوتار تالاپ کے سلسلے میں مہاتما جی دیوی سرشٹی کا ورنن کر رہے تھے۔ باتوں باتوں میں اُنہوں نے فرمایا کہ دیوتاؤں کا شریر سوکشم ہوتا ہے۔ اِس لئے اُن کے شریر کی چھایا نہیں ہوتی۔ یہ بات سچ ہو، یا جھوٹ۔ اِس سے پریوجن نہیں ہے۔ لیکن جب لڑکے نے اِس بات کو سُنا تو جان گیا کہ یہ "ست سنگ" ہے۔ تُرنت ہی کانوں میں اُنگلیاں دبائیں اور وہاں سے بھاگ نکلا اور رات ہی رات اپنے ساتھیوں کے پیچھے گھر پہنچ گیا۔ لیکن اِس بات کا سنسکار اُس کے اندر جم گیا۔

اُدھر پربھات ہوتے ہی سیٹھ کے گھر والے اُٹھے اور گھر میں چوری ہوئی دیکھ کر شور مچایا۔ چوروں کی کھوج کی گئی۔ مگر چور تو کہاں سے کہاں پہنچ چکے تھے۔ وہ اب کہاں مل سکتے تھے۔ انت راج دربار میں رپورٹ ہوئی۔ راجہ نے اِنعام رکھا کہ جو کوئی چوروں کا کھوج

نکالے گا ۔ اُس کو ایک ہزار روپیہ اِنعام دیا جائیگا ۔ یہ اعلان سُن کر ایک چتر مانُش اِس کام کے لئے تیار ہُوا ۔ اُس کو کچھ شک تھا کہ فلاں گاوٗں میں ایک سُناروں کا خاندان رہتا ہے جو چوری کا کام کرتا ہے ۔ اُس نے سوچا ۔ عام طور پر سُنار لوگ دیوی پر بہت شردھا رکھتے ہیں ۔ اِس واسطے اِسی سوانگ سے بھید لینا چاہیئے ۔ ایسا وِچار کر اُس نے رات کے وقت دیوی کا رُوپ بنالیا ۔ رنگ کالا سیاہ ۔ لال لال انگاروں کی سی آنکھیں ۔ ماتھے پر سِندُھور کا ٹیکہ اور زبان باہر نکلی ہُوئی ۔ ایک ہاتھ میں کھڑگ اور دوسرے میں کھپّر لئے ہوئے اُن کے گھر جا پہنچا اور لگا ڈانٹ پھٹکار کرنے کہ تم لوگوں نے اِس بار میرا دسواں بھاگ کیوں نہیں نکالا ۔ پہلے ہمیشہ نکالا کرتے تھے ۔ اب کی بار آپ ہی ہضم کر گئے ہو ۔ فوراً میرا بھاگ مجھے دو ۔ نہیں تو ابھی سب کچھ تمہارا بھسمی بھُوت کرتی ہوں ۔ اِس بھیانک رُوپ کو دیکھ کر سب ڈر گئے اور اُسے ساکشات کالی ماتا سمجھ کر کشما (معافی) مانگنے لگے ۔ اُس نے پھر کہا ۔ جو ابھی فلاں شہر سے ایک سیٹھ کی چوری کر کے لائے ہو ۔ اُس میں سے میرا بھاگ مجھے نہیں مِلا ۔ جلدی اُس کو نکالو ۔ تب تم کو معافی مِلتی ہے ۔ ورنہ یاد رکھو ۔ ابھی ابھی تمہارے سارے گھر کا صفایا کرتی ہُوں ۔ یہ اُس سے بھئے بھیت ہو کر سب کچھ بتانے کو تیار ہو گئے ۔ لیکن اِتنے میں جس لڑکے نے مہاتما کا وچن سُنا تھا کہ دیوتاؤں کی چھایا نہیں ہوتی ۔ اُس کے من میں وہ وچن پھر آیا ۔ دِیپک جل رہا تھا ۔ اُس کے پرکاش میں اُسے اُس بناوٹی دیوی کی چھایا نظر پڑی ۔ چھایا دیکھتے ہی اُسے نِشچے ہو گیا کہ یہ اصلی دیوی نہیں ۔ کوئی سوانگ ہے ۔ یہ سوچ کر اُس نے تُرنت ہی ڈنڈا اُٹھایا اور تان کر اُس کے سر پر دو تین لگا دِیئے ۔ ڈنڈے لگتے ہی وہ کپٹی دیوی جان بچا کر بھاگ گئی ۔ یہ دیکھ کر گھر والے سب چکت ہو گئے ۔ اُنہوں نے اُس لڑکے سے پُوچھا کہ تم نے کیسے جانا کہ یہ اصلی دیوی نہیں ہے ؟ ہم نے تو اِسے ساکشات کالی ماتا سمجھ رکھا تھا ۔

لڑکے نے کہا ۔ جب اُس رات کو ہم سب چوری کر کے نکل رہے تھے تو مَیں ایک ایسے راستے سے گُذرا تھا، جہاں ایک مکان میں ست سنگ ہو رہا تھا اور مہاتما یہ کہہ رہے تھے کہ دیوی دیوتاؤں کا شریر سُوکشم ہونے کے کارن اُن کی چھایا نہیں ہوتی ۔ مَیں بہتیرا کانوں کو بند

کر کے وہاں سے نکلا۔ لیکن اتنی بات میرے کان میں اوشیہ پڑگئی۔ جب یہ دیوی مَیں نے دیکھی۔ تم لوگ تو سب ڈر گئے۔ لیکن میرے من میں مہاتما کا وچن یاد آگیا۔ مَیں کچھ دیر تو دیکھتا رہا۔ لیکن جب روشنی میں مجھے اُس کی چھایا نظر آئی تو نشچے ہوگیا کہ یہ اصلی دیوی نہیں۔ کوئی سوانگ ہے۔ تب موقع پاکر ڈنڈا اُٹھایا اور اُسے مار کر بھگا دیا۔ یہ سُن کر سب گھر والوں کی آنکھیں کُھل گئیں اور کہنے لگے۔ بھائیو! ہم سب آج تک بھُولے ہوئے تھے۔ دیکھو۔ ایک پل بھر کے ست سنگ کا یہ پھل ہُوا کہ ہم سب کی جانیں اور دھن مال بچ گیا۔ نہیں تو آج وہ سمے آگیا تھا کہ اگلی پچھلی ساری کسر نکل جاتی۔ آج سے پچھلی عادتوں کو تیاگو۔ اور آگے کے لئے سب لوگ ست سنگ میں جانا سیکھو۔ اُس دن سے وہ سب کے سب ست سنگ میں جانے لگے اور ست سنگ کے پربھاو سے سب کے جیون شدھ ہوگئے اور وہ سچے بھگتوں میں گنے گئے۔

دوہا

کبیر چندن کے ڈھگے۔ بیدھا ڈھاک پلاس
آپ سریکھا کر دیا۔ جو تھا وا کے پاس (کبیر صاحب)

یہ پرمان ہے اور پرمان کا کیول ایک انگ لیا جاتا ہے اور سمجھ بوجھ والے مانُش اُس سے بہت کچھ لابھ پراپت کر سکتے ہیں۔ اور ست سنگ کی مہما تو کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے گوسوامی تلسی داس جی کا کتھن ہے:۔

شٹھ سُدھرے ست سنگت پائی پارس پرس کُدھات شہائی

ارتھات:۔ جیسے پارس کی سنگت سے لوہا سونا بن جاتا ہے۔ ایسے ہی ست سنگ میں جانے سے مُورکھ جیو بھی سُدھر جاتے ہیں۔ اُن پر بھی ایک دن بھگتی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ آپ پھر اپنی راماین میں اِس طرح لکھتے ہیں:۔

بالمیک نارد گھٹ یونی نج نج مُکھن کہی نج ہونی

اُرتھات :- بالمیک ڈاکو تھا۔ اُس ڈاکو لُٹیرے کو چھن ماتر کا ست سنگ پراپت ہُوا۔ تو وہ کچھ کا کچھ بن گیا۔ نارد داسی کے پُتر تھے۔ لیکن ست سنگ کے پرتاپ سے کتنی اُونچی پدوی پر جا پہنچے۔ یہاں تک کہ رِشی مُنیوں میں سَردسرلشیٹ مانے گئے۔ اگست رِشی نے بھی ست سنگ کے پربھاو سے ہی اصلی تت کو جانا۔ یہ سب ست سنگ کا ہی پھل ہے اور یہ سب مہاتما اپنے اپنے مُکھ سے اپنی جیونی ورنن کر گئے ہیں۔

کُنڈلی

پارس کے پرسنگ سے لوہا مہنگ بکان
لوہا مہنگ بکان چھُوئے سے قیمت نکری
چندن کے پرسنگ چندن بھئی بن کی لکری
جیسے تِل کا تیل پھُول سنگ مہنگ بکائی
ست سنگت میں پڑا سنت بھا سدن قصائی
گنگ میں ہے نشبھ گنگ مِلی جو ندیا سوتی
سیپ بیچ جو پڑے بُوند سو ہووے موتی
پلٹو ہری کے نام سے گنگا چڑھی بمان
پارس کے پرسنگ سے لوہا مہنگ بکان (پلٹو صاحب)

ارتھات :- جس پرکار پارس کے سنگ میں لوہا بھی سونے کے بھاؤ بکنے لگتا ہے جس طرح چندن کے پرسنگ سے سارا بَن چندن رُوپ ہو جاتا ہے۔ جیسے تِلوں کا تیل پھُولوں کی سُگندھی کے ساتھ مِل کر مہنگا بکنے لگتا ہے۔ ایسے ہی ست سنگ کا پربھاو ہے کہ اُس کے پرتاپ

سے سدا قصائی جیسے پنچ بھی سنت گتی کو پا گئے۔ پھر کہتے ہیں۔ جیسے گنگا جی میں دوسری ندیاں مِل کر گنگا رُوپ ہو جاتی ہیں اور جیسے سوانتی بُوند سیپ میں جاکر موتی بن جاتی ہے تُلسی صاحب کہتے ہیں کہ گنکا ویشیا بھی جب ست سنگ کے پرتاپ سے بھگوان کے نام میں لگی تو وہ بھگوان کی کرپا پاتر بن گئی۔ تو یہ سب ست سنگ ہی کی مہما اور اُپما ہے۔

دوھا

سنگت ہی گُن اُپجے۔ سنگت ہی گُن جائے
بانس پھانس اور مصری۔ ایکو بھاؤ بکائے (کبیر صاحب)

کتھا ہے۔ کسی بھنورے اور بھونڈ کی آپس میں مترتا ہو گئی۔ یہ دونوں ایک رنگ اور ایک رُوپ کے تو ہوتے ہیں۔ لیکن دونوں کے گُنوں میں پرتھوی اور آکاش کا فرق ہے۔ بھنورا باغوں میں رہتا ہے اور بھونڈ گندگی میں نواس کرتا ہے۔ بھنورے کی خوراک سُگندھ ہے اور بھونڈ کا آہار دُرگندھ ہے۔ لیکن آپس میں مترتا ہونے کے کارن ایک دن بھونڈ نے بھنورے کو اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی۔ بھنورا جب اپنے متر کے ہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے متر نے اُس کی خاطر داری کے لئے چاروں طرف گندگی کے ڈھیر لگا رکھے ہیں۔ بھنورے کی خوراک پھولوں کی سُگندھ تھی۔ گندگی میں پہنچتے ہی دُرگندھی سے اُس کا دماغ پھٹنے لگا۔ ناک میں دَم آ گیا۔ ویاکل ہو کر تُرنت وہاں سے نکلا اور اپنے باغ میں آ پہنچا۔

دُوسرے دِن بھونڈ اپنے متر کو ملنے کے لئے باغ میں گیا۔ بھنورے نے کہا۔ بھائی! تیرا گھر اچھا نہیں ہے۔ تُو سدا میرے گھر میں ہی رہا کر۔ یہاں بھانت بھانت کے پھول کھلے رہتے ہیں اور چاروں طرف سُگندھ سے باغ مہکتا رہتا ہے۔ خُوب آنند لے اور دل تھا دماغ کو سُگندھت کر۔ گندگی میں تو تُو بہت عرصہ رہ چُکا ہے۔ وہاں کی حالت تو تُو نے دیکھ ہی لی ہے۔ اب کچھ وقت میرے پاس رہو اور یہاں کے سُکھ اور آنند کو بھی دیکھ۔ پھر تو آپ ہی سمجھ

جائے گا کہ وہ گھر اچھا ہے یا یہ گھر اچھا ہے۔ بھونڈ نے اپنے مِتر کی بات مان لی اور وہیں رہنے لگا
بھنورے کا سوبھاؤ ہے کہ وہ سب پھولوں پر تھوڑا تھوڑا سمے بیٹھ کر پھر اُڑ جاتا ہے۔ مِنٹ
مِنٹ، آدھا آدھا مِنٹ سب کے اُوپر بیٹھتا ہُوا پھلواڑی پر چکّر لگاتا رہتا ہے۔ لیکن بے چارے
بھونڈ نے یہ آنند کب دیکھے تھے۔ سدا گندگی میں رہنے والا مِلین اور اپوتّر جیو تھا۔ اُس کے
لئے باغوں کی سیر اور بھانت بھانت کے پھولوں کی سُگندھ کا مِلنا اپنے جیون میں پہلا موقع
تھا۔ جیوں ہی ایک پھول کے اُوپر جو بیٹھا تو بیٹھتے ہی مست ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہاں سے
اُٹھنا بھی بھول گیا۔ سندھیا ہو گئی تھی۔ پھول کی پنکھڑیاں آپس میں سمٹ گئیں۔ لیکن یہ اُسی
مستی اور آنند کی اوستھا میں بیٹھا ہُوا اُس پھول کے اندر بند ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی باغ کا مالی آیا
اُس کا نیم تھا کہ وہ ہر روز سویرے کچھ پھول توڑ کر بھگوان کے مندر میں چڑھایا کرتا تھا۔ جس
پھول کے اندر بھونڈ بند تھا۔ وہ پھول بھی مندر میں جا پہنچا۔ اُدھر سورج کی چمکتی ہوئی کرنیں
جب پرتھوی پر اُتریں تو پھول نے اُن کو دیکھ کر اپنا مُنہ کھولا۔ تو بھونڈ باہر آیا۔ کیا دیکھتا
ہے؟ سج دھج کے ساتھ بھگوان کی مورتی براجمان ہے۔ آرتیاں ہو رہی ہیں گھڑیال بج
رہے ہیں۔ جوتیں جگمگا رہی ہیں اور نانا پرکار کی سُگندھت اور سُکھدائیک سامگری جہاں
تہاں دھری ہے۔ دیکھتے ہی اُس کے آسچریہ کی کوئی حد نہ رہی۔ سوچنے لگا کہ میں کہاں گندگی
کے رہنے والا اپوتّر۔ مِلین جیو، اور کہاں آ پہنچا۔ اپنے مِتر کا ہزار ہزار دھنیہ واد کرنے لگا کہ
یہ سب اُسی کی کرپا کا پھل ہے، ورنہ میں کون اور یہاں تک پہنچنا کیسا؟ یہ سب اُسی کی سنگت
کا پرتاپ ہے۔ جب بارہ بجنے کو آئے تو مندر کے پجاری نے پُوجا کی ہوئی سامگری اور پھول وغیرہ
سب اکٹھے کر کے تھال میں رکھے اور گنگا جی کے گھاٹ پر پہنچ کر انہیں جل پرواہ کر دیا۔
پھول کی پنکھڑیوں پر بیٹھا ہُوا بھونڈ گنگا جی میں اِس طرح تیرنے لگا۔ جیسے کوئی منشیہ ناؤ میں
بیٹھ کر دریا کی لہروں کی سیر کر رہا ہو۔ گنگا جی کے نِرمل جل کے پرواہ میں تیرتا ہُوا چلا جا رہا تھا
کہ پیچھے سے بھنورا بھی گُنجار کرتا ہُوا آ پہنچا۔ اُس نے مُسکراتے ہُوئے پُوچھا۔ مِتر! کیا حال ہے
بھونڈ نے اُس کا اتی دھنواد کرتے ہوئے اُتّر دیا۔

دوھا
نیچ جات نیچو گتی۔ نیچ گرہہ میں باس
بھلیوں کی سنگت مِلی۔ پائیو باس سُباس

دُبتی بھلیوں کے سنگ سے۔ پہنچا ٹھاکر دوار
درشن پاکر پریم سے۔ باڑھو سُکھ اپار
اب تو گنگا جَل رِوکھے۔ کرکے مَیں اَشنان
چلا جات بیکنٹھ کو۔ ساچے میت سُجان

بھنورا اپنے مِتر کی ایسی گتی کو دیکھ کر بہت پرسن ہُوا۔ اور وہاں سے وِداع ہوکر خوشی کے گیت گاتا ہُوا اپنے باغ میں چلا آیا۔

یہ کتھا ہے۔ کتھا کہانیوں کا مقصد صرف سچّائی کو سمجھانے کا ہوتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ بھگتی کے گوڑھ اور سوکشم وِشیوں کو گرہن نہیں کر سکتے۔ سنتوں نے اُنہیں ستھول رُوپ دے کر سمجھانے کا یتن کیا ہے۔ کیونکہ گوڑھ سے گوڑھ آشئے کو بھی اگر کتھا کہانی کے رُوپ میں ورنن کیا جائے تو سُننے والوں کو اُس کے سمجھنے میں بڑی آسانی رہتی ہے اور سادھارن بدھی والے جیو بھی اُس سے پُورا پُورا لابھ اُٹھا لیتے ہیں۔ عام لوگ ست سنگ کے وِشے کو نہیں سمجھتے۔ اُن کے خیال کا نشانہ عام طور پر کتھا کہانی ہوتا ہے اور وہ کتھا کہانیوں کو ہی ست سنگ سمجھ بیٹھتے ہیں لیکن یہ بھُول ہے۔ ست سنگ کتھا کہانیوں کے لئے نہیں ہوتا بلکہ کتھا کہانیاں ست سنگ کے اصلی سوُرُوپ کو دکھلانے کے لئے ہُوا کرتی ہیں۔ اِس لئے جو لوگ ست سنگ کے پریمی ہیں اُن کی ضرورت کے لئے اِس کتھا کے اندر بہت کچھ سامان موجود ہے۔

دوھا

بِرکشا پھلے نہ آپ کو۔ ندی نہ پیوے نیر
پرمارتھ کے کارنے۔ سنتن دھرا شریر
ترور، سرور، سنت جن، چوتھے برسے 'مینہ'
پرمارتھ کے کارنے۔ چاروں دھاری دیہہ

چند سور کی کیا کہوں - یہ سب دھرن آکاش
پرمہت دکھ نشدن سہیں - کریں اندھ کا ناش
من میرا پنچھی بھیا - اڑ کر چلا آکاش
سورگ لوک خالی پڑا - صاحب ستن پاس
متھرا بھاویں دوارکا - بھاویں جا جگن ناتھ
سادھ سنگ ہری بھجن بن - کچھو نہ آوے ہاتھ
پارس میں اور سنت میں - بڑو انترو جان
وہ لوہا کنچن کرے - وہ کر لیں آپ سمان (کبیر صاحب)

ست سنگ کی مہما اپرم پار ہے - اس میں کچھ بھی سندیہہ نہیں ہے - مات لوک کے سوائے سورگ اور بیکنٹھ لوک کے سکھ بھی اس کی تلنا میں تچھ ہیں - کیونکہ ست سنگ میں ایسا نتیہ سکھ ملتا ہے - جو کتھن سے بھی باہر ہے -

دوھا

رام بلاوا بھیجیا - دیا کبیرا روئے
جو سکھ ہے ست سنگ میں - سو بیکنٹھ نہ ہوئے (کبیر صاحب)

گوسوامی تلسی داس جی مہاراج اپنی رامائن میں اس پرکار ورنن کرتے ہیں :-

دوھا

تات سورگ اپورگ سکھ - دھریئے تلا اک انگ
تلے نہ تاہی سکل مل - جو سکھ لو ست سنگ (رامائن)

ارتھ :- اے تات! اگر سورگ اور بیکنٹھ کا سکھ ترازو کے ایک پلڑے پر رکھیں - اور ست سنگ کے ایک پل کے سکھ کو دوسرے پلڑے پر رکھیں - تو بھی ست سنگ کا پلڑا جھکا رہیگا - ست سنگ کی اتنی مہما ہے -

(پرشن ـــــــ اُتر)

اب ست سنگ کی مہما کی کچھ وشیش باتوں کو پرشن - اُتر کے رُوپ میں ورنن کیا جاتا ہے -

پرشن

بے شک ست سنگ کی مہما بہت بڑی ہے - پرنتو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تپ کا بڑا نتیجہ ہوتا ہے - تپسوی منشیہ تپ کے پرتاپ سے جو چاہے، سو کر سکتا ہے - اس کے سمبندھ میں آپ کا کیا وچار ہے؟ اور ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے؟

اُتر

تپسیا اور ست سنگ کے درمیان تھوڑا فرق نہیں ہے - ان دونوں کے نتیجہ میں کروڑوں کوسوں کی دوری ہے - اس آشے پر بھگتی دیپک کے گیارھویں پرکرن میں تو وستار پورک ورنن ہوا ہے - لیکن یہاں کیول ایک کتھا آپ کے سامنے رکھی جاتی ہے - جس کے پڑھنے سے آپ خود ہی ان دونوں کے بھید کو جان جائیں گے -

کتھا :- وشوامتر تپسوی تھے اور وشِشٹھ جی ست سنگی تھے - ان دونوں میں مت بھید کا انتر تھا - وشوامتر تپ کی سراہنا کرتے تھے کہ اس کے دوارا منشیہ سب کچھ کر سکتا ہے - لیکن وشِشٹھ جی ست سنگ کی مہما گایا کرتے تھے کہ اس سے بڑھ کر سنسار میں اور کوئی وستو نہیں ہے - ایک بار ان دونوں رشیوں میں اس بات پر واد، وِواد ہو گیا - دونوں پرمان دے دے کر اپنے اپنے پکش کو اونچا اور سریشٹھ بتانے لگے - دونوں اپنی اپنی جگہ پر بلوان تھے اور شاستروں کے جاننے والے تھے - جب شاستر ارتھ کرتے کرتے سمے بہت ہو گیا اور کوئی اُچت پھل نہ نکلا - تو

انت میں دونوں کے درمیان یہ بات ٹھہری کہ کسی تیسرے منشیہ کو نیائے کاری بنایا جائے۔ اور جو فیصلہ وہ کرے۔ اُس کو ٹھیک سمجھا جائے۔ یہ وچار کر کے دونوں وہاں سے چل پڑے۔ اور برہما جی کے پاس پہنچے۔ برہما جی بولے۔ مجھے اس معاملے میں نہ لاؤ۔ اور نہ میں آپ کا فیصلہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں جو کچھ کہوں گا۔ وہ ایک کے خلاف ہوگا۔ اور ممکن ہے۔ تم کو میری بات پر وشواس نہ آئے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تم شوجی کے پاس جاؤ اور جو آگیا وہ دیں۔ اُس پر عمل کرو۔ پھر دونوں رشی کیلاش پربت پر پہنچے۔ شو بھولے پربت کی چوٹی پر مرگ چھالا بچھائے ہوئے براجمان تھے۔ دونوں کی باتیں سُن کر ہنسے اور کہنے لگے۔ میرے ہاں نیائے نہیں ہُوا کرتا۔ کیونکہ گیان سم درشی ہوتا ہے۔ تم لوگ وشنو کے پاس جاؤ۔ وہ مریادا پُرشوتم ہیں۔ وہ تمہیں ہر بات کا نشچے کرا دیں گے۔ پھر دونوں رشی مہادیو جی سے وداع ہو کر بیکنٹھ میں گئے۔ وشنو بھگوان نے اُن کا یتھا یوگیہ سواگت کیا اور ستکار سہت دونوں کو بٹھایا اور شانتی کے ساتھ پُوچھا۔ آپ لوگوں کا شُبھ آگمن کیسے ہُوا؟

دونوں نے ہاتھ باندھ کر پرارتھنا کی۔ بھگون! ست سنگ اور تپ کی مہما پر جھگڑا ہو رہا ہے۔ آپ نیائے کریں کہ اِن دونوں میں وشیش کون ہے؟

وشنو بھگوان بولے۔ میں تمہارا جھگڑا نپٹا تو دوں۔ لیکن میرے وچار میں مناسب یہ ہے کہ تم دونوں شیش ناگ جی کے پاس جاؤ۔ وہ بھلی بھانتی اس جھگڑے کو سماپت کر دینگے۔

وشنو بھگوان کی آگیا پا کر دونوں وہاں سے وداع ہوئے اور پاتال میں پہنچے۔ شیش جی اپنے سہنسر مُکھوں سے بھگوان کے نام کی ستُتی گا رہے تھے۔ انہوں نے جاتے ہی پرنام کیا اور بیٹھ گئے۔ شیش جی اِن کو دیکھ کر بولے۔ آؤ رشیو! کیسے درشن دیئے؟ دونوں نے اپنی کتھا سنائی۔ شیش ناگ بولے۔ میں تمہارا جھگڑا سماپت کر دیتا۔ لیکن تم دیکھتے ہو۔ میرے سر پر سمپُورن دھرتی کا بوجھ ہے۔ اگر تم میں سے ایک تھوڑے سمے کے لئے دھرتی کو تھام رکھے تو مجھے سوچنے کا موقع مل جائے۔ وشوامتر کا سوبھاؤ بڑا تیز تھا۔ تُرنت اُٹھے اور اپنے تپ کا بل دے کر دھرتی کو کندھوں پر اُٹھانے لگے۔ لیکن جیوں ہی دھرتی کا بوجھ کندھوں پر پڑا۔ ایک دم گھبرا اُٹھے۔ مہاراج! یہ بوجھ مجھ سے نہیں سہارا جاتا۔

شیش ناگ بولے۔ وششٹھ جی! تم اُٹھاؤ۔ وششٹھ جی نے کہا۔ اے دھرتی! اگر میں نے یتھارتھ رُوپ میں ست سنگ کیا ہے تو ایک پل بھر کا پھل تجھے دیتا ہوں۔ تُو ٹھہر جا! وششٹھ جی کا یہ کہنا تھا کہ دھرتی اڈول ہو گئی۔ شیش ناگ بولے۔ دیکھو وِشوامتر! اب فیصلہ آپ سے آپ ہو گیا۔ اب بولو کیا چاہتے ہو؟ یہ سُن کر اُنہوں نے شیش ناگ کے چرنوں میں مستک جھکا دیا۔ اور وہاں سے وِداع ہو کر اپنے اپنے آشرم کو چلے آئے۔

دوھا

تپ کے ورش ہزار ہوں۔ ست سنگت گھڑی ایک
تو بھی نہیں برابری۔ سُکدیو کیا وِویک
(کبیر صاحب)

اِس پرکار یوگ یگیہ۔ جپ۔ تپ اور گیان وغیرہ کوئی بھی ست سنگ کی برابری نہیں کر سکتے۔ ست سنگ کی مہما اِن سب سے اُوپر ہے۔ جو لوگ سنتوں کے ست سنگ میں جا پراپت ہوتے ہیں۔ اُن کے مارگ میں یہ سیڑھیاں آپ سے آپ طے ہو جاتی ہیں اور شٹ سمپتی وغیرہ کے سادھن جو شاستروں میں کہے گئے ہیں۔ ست سنگ میں آجانے سے خودہی پراپت ہو جاتے ہیں۔ اُن کے لئے کچھ وشیش سادھن کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

پرشن

شٹ سمپتی کِسے کہتے ہیں؟

اُتّر

"شٹ" کہتے ہیں "چھ" کو اور "سمپتی" کہتے ہیں "پدارتھوں" کو۔ لیکن یہاں پر پدارتھ کی جگہ "انگ" کے ارتھ لئے جائیں گے۔ اَرتھات شٹ سمپتی چھ انگوں کا نام ہے اور وہ چھ انگ یہ ہیں

(۱) شم (۲) دم (۳) تتکشا (۴) اُپرام (۵) شردھا (۶) سمادھان۔
اب اِن کے بھاو سُنو ۔ شم نام ہے من کو وَش میں رکھنے کا ۔ دم نام ہے اِندریوں کو وِشے بھوگوں کی طرف سے روکنے کا۔ اور ہرش۔ شوک ۔سکھ ۔دُکھ وغیرہ دوندپنے کی اوستھا پر اَدھیکار کرنا، اَرتھات سہن شِیلتا کی شکتی پیدا کرنا تتکشا ہے ۔ سنسارِک وِشیوں کا تیاگ کرنا اور اُن سے اُداسین رہنا اُپرامتا ہے ۔ گُرو کے وچنوں میں پُورن وشواس رکھنا شردھا ہے ۔ اور من کی گھاتوں سے ہوشیار رہنا سمادھان ہے ۔ یہ چھ انگ شٹ سمپتی کے ہیں۔
سنتوں کے ست سنگ میں اِن کی وِدیا کھیا کی کوئی وِشیش ضرورت نہیں سمجھی جاتی ۔ اُن کے ست سنگ میں کیول جیون کو عملی بنانے پر زور دیا جاتا ہے ۔ کیونکہ جس کو کھانے کے لئے پھل مِل جائے، اُس کو پھر پیڑ۔ شاخیں ۔ پتّے اور پھل پھولوں وغیرہ کے نام یاد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پیڑ، پتوّں اور پھل وغیرہ کی گنتی گننے اور اُن کی قسموں کی چھان بین کرنے سے بُدھی اور چترائی تو ضرور بڑھ جاتی ہے ۔لیکن اصلی کام کچُھ نہیں نِکلتا ۔ سنسار کے وِدوانوں کا اکثر یہی حال ہے یہ لوگ تتّو کو نہیں جانتے اور شبدوں کی کٹھنتا کو بہت پسند کرتے ہیں اور سدا اِسی کٹھن پسندی میں دماغ لڑاتے رہتے ہیں ۔ اِن کو پھل کا کھانا نصیب نہیں ہوتا ۔ لیکن سنتوں کے ست سنگ میں کیول پھل کے کھانے کی شِکشا دی جاتی ہے ۔ پھل کا نام چاہے تُم جانو یا نہ جانو ۔ یہ ضروری نہیں ہے ۔ پھل کو کھالو ۔ سب کچُھ اِسی میں آ جائیگا ۔ یہ پرمارتھ ہے اور یہی ست سنگ ہے ۔ جو لوگ فضول بال کی کھال اُتارنے میں ہی لگے رہتے ہیں، اُن کو ابھی تک ست سنگ کی سمجھ نہیں آئی ۔ ست سنگ وہ وستو ہے ۔جس میں سب سادھن سمائے ہُوئے ہیں اور جو لوگ ست سنگ میں لگاتار آتے جاتے رہتے ہیں، وہ بِنا جانے سب سادھنوں کو پار کر جاتے ہیں ۔ اِس لئے جس کو ست سنگ مل گیا ہے ۔ اُس کو اور کہیں ملنے ملانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جس نے ست سنگ کر لیا ہے ۔ اُس کو اور کچُھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ ست سنگ سے سب کچُھ ہے اور ست سنگ ہی سب کچُھ ہے۔

ریختہ

بِنا ست سنگ نہ کتھا ہری نام کی ۔ بِنا ہری نام نہ موہ بھاگے

موہ بھاگے بِنا مُکتی نہ مِلے گی۔ مُکتی بِن ناہیں انُوراگ جاگے
بِنا انُوراگ کے بھگتی نہ مِلے گی۔ بھگتی بِن پریم اُر ناہیں جاگے
پریم بِن نام نہ، نام بِن سنت نہ۔ پلٹو ست سنگ وردان مانگے

پُرشن

جس ست سنگ کی اِتنی مہما ہے۔ اس کا تھوڑا سا رُوپ بھی ورنن کر دیجئے۔ جس سے اصلیت کا پتہ لگ جائے۔ کیونکہ عام طور پر تو سنسار میں جہاں کہیں بھی ست سنگ کا سِلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ یہی کچھ ہے کہ ایک آدمی نے پوتھی پڑھی اور گھر کے کام کاج سے بچے کھُچے دس آدمی اُس کے سُننے کے لئے آ اِکٹھے ہوئے۔ بس ست سنگ ہو گیا۔ یا کسی نے گانے بجانے کے پشچات کچھ لیکچر سُنا دِیا اور بات آئی گئی ہوئی۔ لیکن سنتوں کے وِچار انُوسار ست سنگ کوئی وِشیش وستو معلوم ہوتی ہے۔ اِس لئے آپ سمجھائیے کہ ست سنگ کا واستوِک سوَرُوپ کیا ہے؟

اُتّر

یہ بات آپ نے بہت اچھی پوچھی۔ سب سے پہلے اِسی کا سمجھنا لازمی ہے۔ پوتھی پُستک کا پڑھنا یا بھجن کیرتن کرنا بے فائدہ نہیں ہے۔ اِس سے بھی کچھ نہ کچھ جاگرتی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اُس کے بھاو کو سمجھ کر پڑھا سُنا جائے اور اگر کیول سمے گذارنے یا من پرچانے کا خیال ہے تو وہ جیسا ہُوا۔ جَیسا نہ ہُوا۔
ست سنگ واستو میں کیا ہے؟ اِس کے سمبندھ میں سنتوں نے اِس پرکار ورنن کیا ہے:-
"ست" نام ہے "ستیہ" کا۔ اور "سنگ" نام ہے "ساتھ" کا۔ جس نے اپنے انتر میں ست پُرش کا ساکشات کار کر لیا ہے۔ وُہی ست پُرش ہے۔ اُس میں اور ست پُرش

میں کوئی بھید نہیں ہے۔ جو بھید مانتے ہیں۔ وہ ابھی پرمارتھ کی سمجھ بوجھ سے خالی ہیں۔ اور نہ وہ وِچاروان اور پربت وان کہلانے کے اِدھیکاری ہیں "سنتیہ" کے جاننے والا "ست پُرش" ہے اور ست پُرش "ست گُورو" ہے اور اُسی کا "سنگ" ست سنگ ہے۔

شلوک

ست پُرکھ جِن جانیا۔ ست گُورِ تِس کا ناؤ
تِس کے سنگ سِکھ اُدھرے۔ نانک ہر گُن گاؤ

گُورو بانی صفحہ ۲۸۶ (سُکھمنی صاحب محلہ ۵)

یہ قدرتی بات ہے کہ جہاں جِن وِچاروں کے مُنشیہ رہتے ہیں۔ وہاں کا ویسا ہی پربھاو ہوتا ہے۔ کیونکہ مُنشیہ کی بول۔ چال، خیال۔ وِچار اور بھاو۔ سُبھاو، یہ سب اپنا اثر آکاش میں چھوڑتے رہتے ہیں۔ اور آکاش اِن سب کے پربھاووں کو اپنے اندر سمیٹتا رہتا ہے، جہاں سجّن پُرش نواس کرتے ہیں۔ وہاں کا وایُومنڈل اچھّے پربھاووں سے بھرا رہتا ہے اور جہاں دُرجن لوگ رہتے ہیں۔ وہاں کا آکاش منڈل بُرے پربھاووں سے بھرا رہتا ہے اور جو لوگ وہاں جاتے ہیں وہ جانیں یا نہ جانیں۔ وہاں کا پربھاو اُن پر پڑنے لگتا ہے اور وہ وِچار اُن کے اندر سمانے لگتے ہیں اور اُس ستھان پر پہنچتے ہی اُن کے من پر کچھ خاص قسم کا اثر پڑنے لگتا ہے۔

آپ نے سُنا ہوگا کہ جب شری رام چندر جی مہاراج نے رَن بھُومی کے اندر اپنے آپ کو ناگ پھاس میں بندھوا لیا تھا۔ تو نارد جی کے بھیجنے پر گرڑ جی نے آکر اُنہیں چھڑوایا۔ تو اِس کَوتُک کو دیکھ کر گرڑ جی کے من میں بھرم ہوگیا کہ یہ کیسے بھگوان ہیں۔ جن کو ایک راکشس نے بھی قید کر لیا ہے۔ اگر بھگوان ہوتے تو یہ ایک چھوٹے سے راکشس کے بندھن میں کیوں آتے؟

دوھا

بھو بندھن تے چھُوٹ ہیں۔ نر جپ جا کر نام
کھرو نِشاچر باندھیو۔ ناگ پھاس سوئی رام

اُرتھ۔ جس کا نام لینے سے جیو سنسار کے بندھنوں سے چھوٹ جائیں اور وہ آپ ایک چھوٹے سے راکشس کے بندھن میں آئے۔ یہ کبھی نہیں ہونا چاہیئے۔
یہ بھرم تھا۔ جس نے گرڑ جی کو ایک دم ویاکُل کر دیا۔ موہ بندھن کا پڑ جانا تو آسان ہوتا ہے۔ لیکن اُس کا کاٹنا بہت مُشکل کام ہے۔ بھرم پڑ تو تُرنت جاتا ہے۔ لیکن اُس کے دُور کرنے میں بڑا سمے لگتا ہے اور وہ ست سنگ کے بِنا دُور ہی کب ہوتا ہے۔ دُکھت ہو کر بے چارہ نارد جی کے پاس پہنچا۔ نارد جی نے برہما کے پاس بھیج دیا۔ لیکن برہما نے بھی اِس کارج کو اپنی شکتی سے باہر سمجھا۔ اُنہوں نے شِو جی کے پاس بھیج دیا۔ شِو جی نے کہا۔ اے گرڑ! یہ بھرم معمولی بھرم نہیں ہے۔ اشٹ دیو سے ٹوٹی ہوئی شردھا اور وشواس کا پھر جوڑنا سادھارن کام نہیں ہوتا۔ اِس کے لئے چِر کال تک ست سنگ کی ضرورت ہے۔ تب کہیں جا کر تمہارا بھرم دُور ہو سکتا ہے۔ اِس لئے میری رائے میں تُم کاک بھشنڈ جی کے پاس جاؤ وہاں پر ہر سمے ست سنگ ہوتا رہتا ہے۔ وہاں جانے سے یہ بھرم آپ سے آپ دُور ہو جائے گا اور پھر کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ وہاں سے آگیا پا کر گرڑ جی نے سمیرو پربت کا راستہ پکڑا۔ اور بھشنڈ جی کے آشرم پر جا پہنچے۔ لیکن اُس منڈل میں پرویش کرتے ہی من پر کچھ ایسا اثر پڑا کہ وچاروں نے تت کال پلٹا کھایا۔ اور جس بھرم کو لے کر وہاں گئے تھے، وہ تو راستے میں ہی صاف ہو گیا۔ لیکن پھر بھی اُنہوں نے کچھ وقت وہاں ٹھہر کر کاک بھشنڈ جی کے ست سنگ سے بہت کچھ لابھ پراپت کیا۔

دوھا

بِن ست سنگ نہ ہری کتھا۔ تِنہہ بِن موہ نہ بھاگ
موہ گئے بِن رام پد۔ ہوئے نہ درڑھ انُوراگ (رامائن)

مہاپُرش سنسار میں چمکتے ہوئے سُورج کے سمان ہوتے ہیں۔ اُن کی طرف رُخ کرتے ہی من کا اندھکار دُور ہونے لگتا ہے اور قُربت حاصل ہونے سے ملین واشنائیں آپ سے آپ

دُور ہو جاتی ہیں ۔ کیونکہ اُن کی رُوحانی کرنوں نے دشوں دِشاؤں میں پھیل کر پرکاش کیا ہوتا ہے اور اُن کے من وچن و کرم سے جو پوتّر دھارائیں نکلتی ہیں ۔ وہ اپنا منڈل باندھ کر اُس جگہ کو شُدھ اور صاف کر دیتی ہیں ۔ آپ نے کبھی سنتوں اور اوتاروں کے چتروں کو دیکھا ہوگا ۔ اُن کے سیس کے چاروں طرف سُورج کی کرنوں کے سمان گول سا چکر بنا ہوتا ہے ۔ عام لوگ اُس کے بھید کو نہیں جانتے ۔ لیکن دراصل اُس کا بھاو یہی ہوتا ہے ۔ ایسے ست پُرشوں کی سنگت کا پربھاو کچھ وشیش گُن دائیک ہُوا کرتا ہے اور جس ست سنگ کی شاستروں میں اِتنی اُونچی مہا گائن ہُوئی ہے، وہ اِنہی کا ست سنگ ہوتا ہے ۔ جن کو سو بھاگیہ سے ایسا ست سنگ مِل گیا ہے ۔ اُن کی قسمت کا کیا کہنا ہے ۔ سنسار میں آنا ہی ایسے لوگوں کا سپھل ہے جن کو ایسے مہا پُرشوں کی سنگت اور سمیپتا پراپت ہوئی ہے ۔

پرشن

اِن مہا پُرشوں کی سنگت سے اور کیا کیا لابھ ہوتے ہیں ؟

اُتّر

اُن ست پُرشوں کی سنگت کے لابھ کو کوئی کہاں تک ورنن کرے ۔ پہلا لابھ تو اُن کی سنگت کا یہ ہوتا ہے کہ جیو مایا وی کلیشوں اور کام ۔ کرودھ ۔ لوبھ ۔ موہ اہنکار وغیرہ شترُوؤں کے بھئے سے محفوظ رہتا ہے کہتے ہیں ۔ راجہ گوپی چند جب سادھو ہو گیا ۔ تو اُس کی ماتا نے اُس کو باہر بھیجتے وقت یہ شکشا دی تھی ۔ بیٹا ! قلعے کے اندر رہنا ۔ لیکن یہ بات گوپی چند کی سمجھ میں نہ آئی ۔ پُوچھنے لگا ۔ ماتا ! بن میں قلعہ کہاں ؟ وہ بولی ۔ بیٹا ! قلعہ ست گُورُو کا ست سنگ ہے ۔ اگر تُو ست گورُو کے ست سنگ میں رہے گا ۔ تو کام ۔ کرودھ اِتیادِک شترُوؤں سے بچا رہیگا ۔ یہ بھی آپ نے سُنا ہوگا ۔ کہا جاتا ہے کہ ست سنگ میں یم دُوت نہیں پرویش کر سکتے ۔ کیونکہ اُن کو دھرم راج کی آگیا نہیں ہے ۔ اِس لئے وہ اُس سے چار کوس دُور رہا کرتے ہیں ۔ اِس کارن سے ست سنگ میں رہنے والے جیو دھرم راج کے بھئے سے بھی چھوٹ جاتے ہیں ۔

یتھا:- کوٹ اپرادھ سادھ سنگ مِٹے
سنت کِرپا تے جم تے چھُٹے گُرُو بانی صفحہ ۲۹۶

تتھا

ہم سنتن کی رین پیارے ہم سنتن کی سرنا
سنت ہماری اوٹ ستانی سنت ہمارا گہنا (۱)
ہم سنتن سیوں بن آئی۔ پُورب لِکھیا پائی۔ ایہو من تیرا بھائی۔ رہاؤ
سنتن سیوں میری لیوا دیوی۔ سنتن سیوں بیوہارا
سنتن سیوں ہم لاہا کھاٹیا۔ ہر بھگتی بھرے بھنڈارا (۲)
سنتن مو کو پُونجی سونپی۔ تو اُتریا من کا دھوکھا
دھرم رائے اَب کہا کرے گو۔ جو پھاٹیو سگلو لیکھا (۳)
مہا آنند بھئے سُکھ پایا۔ سنتن کے پرسادے
کہو نانک ہر سیوں من مانیا۔ رنگ لگے بِسمادے (۴)
(سورٹھ محلہ ۵) گُرُو بانی صفحہ ۶۱۴

تتھا

ست گُرُ ساہ پایا وڈوانا۔ ہر کیئے بہو گن ساجھا
جِن کو کرپا کری جگ جیون۔ ہر اُر دھاریو من ماجھا
دھرم رائے در کاگد پھارے۔ جن نانک لیکھا سمجھا
(جیتسری محلہ ۴) گُرُو بانی صفحہ ۶۹۸

دُوسرا لابھ مہا پُرشوں کی سنگت کا یہ ہوتا ہے کہ جب وہ آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ زبان سے وچن کہتے ہیں۔ یا ہاتھ سے اِشارہ کرتے ہیں تو دیکھنے بولنے اور اشارہ وغیرہ کرنے سے جو پوِتّر کرنیں اُن کے شریر سے پھُوٹتی ہیں۔ وہ نکٹ رہنے والوں کے دِل و دماغ میں اپنا اثر ڈالتی رہتی ہیں اور چونکہ ایسے پُرش پُورن رُوپ سے شُدّھ اور پوِتّر ہوتے ہیں۔ اِس لئے اُن کی سنگت میں رہنے والوں کو بھی اُن کی پوِتّرتا کا بھاگ مِلتا رہتا ہے اور وہ بِنا جانے ہوئے آپ سے آپ پوِتّر بن جاتے ہیں۔

تیسرا لابھ ست پُرشوں کی سنگت کا یہ ہوتا ہے کہ وہ آتما کے اُونچے گھاٹ پر بیٹھ کر وچن کہتے ہیں۔ اِس لئے اُن اُونچے وچنوں کے پربھاو سے من میں اُونچے چڑھنے کی اُمنگیں اُٹھنے لگتی ہیں اور اِس طرح کچھ وقت برابر ست سنگ کرنے سے سُرت پوِتّر ہو کر اُونچی بنتی جاتی ہے۔

چوتھا لابھ یہ ہوتا ہے کہ چُونکہ وہ آپ نربندھ اور مُکت ہوتے ہیں۔ اِس لئے اُن کے ست سنگیوں کے ہردئے میں بھی مُکتی کا پیار پَیدا ہو جاتا ہے۔ اِسی پرکار اور بھی اننت لابھ ہیں جو خاص کر اندر سے تعلق رکھتے ہیں۔ پرتکش میں اُن کو ورنن نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصہ یہ کہ سنت ست گورو کے ست سنگ میں اِتنا لابھ ہے کہ زبان اُسے ورنن نہیں کر سکتی۔ منشیہ کی سمپُورن اِچھائیں اور کامنائیں پُوری ہو جاتی ہیں۔

کُنڈلی

پلٹُو میری بن پری، مُدعا ہُوا تمام
مُدعا ہُوا تمام، پرے ست سنگت ماہیں
رِنشدِن تولے پُور، گھاٹ اب سُپنے ہوں ناہیں
پُونجی پائی سانچ، دِنوں دِن ہوتی بڑھتی
ست گورو کے پرتاپ، بھئی ہے دَولت چڑھتی

کوٹھی دشویں دوار، سہس کی کھیپ چلاوو
کوئی نہ ٹوکن ہار، نفع گھر بیٹھے پاوو
دونوں پاؤں پسار کے، نِس دِن کرو آرام
پلٹو میری بن پری، مُدعا ہُوا تمام (پلٹو صاحب)

پرشن

یہ جو کچھ بھی آپ نے کہا۔ سب ستیہ ہے۔ لیکن یہاں ایک بات اور بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اکثر آدمی بہت عرصہ تک ست سنگ میں بھی رہتے ہیں۔ مگر اُن کی حالت میں کچھ بھی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اِس کا کیا کارن ہے؟

اُتّر

اِس کا کارن یہ ہوتا ہے۔ جیسے سنسار میں سب لوگ ایک طرح کے نہیں ہوتے۔ اِسی پرکار ست سنگی بھی سب ایک وِچار کے نہیں ہُوا کرتے۔ سب کے من میں شُدھ پرمارتھ کی بھاونا نہیں ہوتی۔ اُن میں کوئی ساکامی بھی ہوتے ہیں۔ جن کو اگر دھن۔ پتر وغیرہ کی نہیں تو کم از کم یہ اِچھیا تو ضرور ہوتی ہے کہ لوگ اُنہیں اچھا کہیں اور ست سنگ میں اُن کا آدر بھاو ہو۔ وہ اکثر اِسی خیال کو لے کر سیوا بھی کرتے ہیں اور کوئی اُن میں ایسے ہوتے ہیں جن کو اپنی سیوا کا اہنکار ہوتا ہے اور کئی کسی خاص غرض کو لے کر ست سنگ میں آتے ہیں۔ کچھ عرصہ ست سنگ میں رہ کر دیکھا۔ اگر مطلب پُورا ہُوا۔ تو اچھا۔ ورنہ باہر جا کر سنتوں کی نندا کرنی شروع کر دی۔ اِس لئے اُن کے بیچ فرق ہونا ضروری ہے۔

دُوسرے ست سنگ میں رہتے ہوئے اُس کے لابھ سے خالی رہنے کا کارن یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ لوگ سنت ست گُورو کی مہما اور بڑائی کو نہیں جانتے۔ کسی نہ کسی وجہ سے ست سنگ میں

آ تو جاتے ہیں ۔ لیکن اُن میں یہ سنسکار نہیں ہوتا کہ اُن کی اُپما کو سمجھ سکیں ۔ اِس لئے وہ وہاں رہتے ہوئے بھی اکثر بڑی لاپرواہی سے سمے بتیت کرتے ہیں ۔ گورُو کے وچن کی قدر اُن کے من میں بہت کم ہوتی ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی لوگ ست سنگ میں بیٹھے ہوئے بھی آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں ۔ ایسے پُرشوں کی بُدھی پر پردہ پڑا ہوتا ہے ۔ بلکہ کئی دفعہ ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ ست سنگ میں بیٹھے بیٹھے اُن کو نیند ستانے لگتی ہے اور وہ سو بھی جاتے ہیں ۔ اِس کارن سے ایسے منشیہ سنت ست گورُو کے لابھ سے خالی رہا کرتے ہیں ۔

لابھ تب ہوتا ہے کہ جب مہاپُرش وچن فرمانے لگیں ۔ اُس وقت من کی ساری برتّیاں ایکاگر ہو کر اُن کو سُننے میں لگ جائیں ۔ یہاں تک کہ اُن پوتر وچنوں کو سُنتے سُنتے اپنے شریر تک کا خیال بھی بھُول جائے ۔ کیونکہ سنسار میں ست پُرش کا ست سنگ پراپت ہونا بہت ہی دُرلبھ ہے ۔ نو جن کو اُن کے وچنوں کی قدر ہی نہیں ہے، وہ چاہے لاکھ ست سنگ میں بیٹھے رہیں ۔ حالت بہت کم بدلنے میں آئے گی ۔ لیکن پھر بھی مہاپُرشوں کے ست سنگ کا بڑا پرتاپ ہے ۔ باہر کی سنگت سے تو وہ ہزار درجے اُتم ہیں ۔ کیونکہ ست سنگ میں پڑے رہنے سے ایک نہ ایک دِن من کو چوٹ لگ ہی جاتی ہے اور منشیہ ایک دِن اصلیّت کو سمجھنے کا ادھیکاری بن جاتا ہے ۔

دوھا

دوار دھنی کے پڑ رہے ۔ دھکّا دھنی کا کھائے
کبھُوں تو دھنی نواز ہی ۔ جو دَر چھاڈ نہ جائے

پرشن

شریمد بھگوت گیتا میں پرسنگ آیا ہے کہ جس پرکار لاکھوں من سُوکھی لکڑیوں کو تھوڑی سی آگ جلا کر بھسم کر دیتی ہے ۔ اُسی پرکار مہاپُرشوں کے گیان کی اگنی منشیہ کے سبھی کرموں کو جلا دیتی ہے ۔ اِس کا بھاو کیا ہے ؟ اور وہ کون سے کرم ہیں جو سنتوں کی سنگت میں آنے سے جل

جاتے ہیں؟

اُتّر

اِس میں کچھ بھی سندیہہ نہیں ہے۔ کیونکہ مہاپُرشوں کی سنگت کا تھوڑا مہاتم نہیں ہے۔ ایک بزرگ کا وچن ہے :-

شعر

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مطلب :- پُورن مہاپُرشوں کا ایک گھڑی کا ست سنگ سَو سال کی بندگی سے بڑھ کر ہے۔

گوسوامی تُلسی داس جی کا کتھن ہے :-

دوھا

ایک گھڑی آدھی گھڑی۔ آدھی ہُوں پُنی آدھ
تُلسی سنگت سادھو کی۔ کٹے کوٹ اپرادھ

پرم سنت کبیر صاحب کی بانی میں اِس پرکار ورنن ہُوا ہے :-

دوھا

کبیر سنگت سادھ کی۔ نِت پرتی کیجے جائے
دُرمتی دُور بہاوسی۔ دیسی سُمتّی بتائے
کبیر کلہہ اور کلپنا۔ ست سنگت سے جائے

دُکھ وال سے بھاگا پھرے۔ سُکھ میں رہے سمائے
جاں پل درشن سادھ کا۔ تاں پل کی بلہار
ست نام رسنا بسے۔ لیجے جنم سنوار
تے دِن بھئے اکارتھی۔ سنگت بھئی نہ سنت
پریم بِنا پشو جیونا۔ بھگتی بِنا بھگونت
جاں گھر گورو کی بھگتی نہیں۔ سنت نہیں مہمان
تاں گھر جم ڈیرا کیا۔ جیوت بھئے مسان
گھڑی ہوں کی آدھی گھڑی۔ بھاو بھگتی میں جائے
ست سنگت پل ہی بھلی۔ جم کا دھکّا نہ کھائے

کرم تین پرکار کے ہوتے ہیں۔ سنچت۔ پرارَبدھ اور کریا مان۔ سنچت وہ کرم ہیں۔ جو جنم جنمانتروں سے من کے اندر جمع پڑے رہتے ہیں اور پرارَبدھ کرم شریر کے بھوگ کا نام ہے۔ اور کریا مان کرموں کا سمبندھ ورتمان کال سے ہے اور یہ اپنے آدھین ہیں۔ ان کو منشیہ جیسا چاہے، بنا سکتا ہے۔ پرارَبدھ کرم اپنے وش سے باہر ہیں۔ وہ شروع میں جیسے مِل گئے ہیں اُن میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ سنت ست گورو اُن میں دخل دینے کی ضرورت ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو شریر کے بھوگ ہیں۔ اچھے یا بُرے جیسے بھی ہیں بھگت جائیں گے۔ اُن کے سُدھارنے کا یتن کرنا فضول ہے۔ ہماری کام تو سنچت کرموں کا ہے جو چوراسی لاکھ یونیوں کا بیج اور مصالحہ ہے۔ ان کا علاج کرنا ضروری ہے۔ اور سنت ست گورو اِن ہی کو کاٹنے اور دگدھ کرنے کا کارج کرتے ہیں اور یہی اُن کی سنگت کا اصلی لابھ ہوتا ہے۔
کتھا ہے کہ ایک بار سکیت منڈی کا راجہ چھیویں پادشاہی شری گورو ہر گوبند صاحب جی

مہاراج کے درشنوں کو امرت سر آیا۔ ست سنگ ہو رہا تھا۔ اُس نے آتے ہی ساشٹانگ ڈنڈوت کی۔ گورو مہاراج نے اُس کے آنے پر کچھ سمے کے لئے ست سنگ بند کر دیا اور سیوکوں کو اشارہ کیا کہ وہ اُسے آدر ستکار کے ساتھ آگے لے آئیں۔ راجہ نے بڑی شردھا بھگتی کے ساتھ گورو کے چرنوں میں پرشاد اور بھینٹ آدک چڑھایا۔ اور آگیا پاکر سنگھاسن کے نکٹ ہی بیٹھ گیا۔ گورو مہاراج نے پھر ست سنگ کا سلسلہ شروع کیا۔ سُوبھاوک اُس گھڑی کرموں کی کتھا کا ورنن ہو رہا تھا۔ وچن وِلاس کے سلسلے میں جب آپ نے یہ فرمایا کہ منشیہ کو اپنے کئے کرموں کا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے۔ تو سُن کر راجہ کے من میں سندیہہ ہو گیا کہ اگر مہاپرشوں کی شرن میں آکر بھی منشیہ کو اپنے کرموں کا پھل بھوگنا ہی پڑتا ہے تو پھر یہاں آنے کا لابھ ہی کیا ہے؟ ست گورو اُس کے من کے بھاو کو جان تو گئے۔ پر اُس سمے کچھ اُتر نہ دیا۔ ست سنگ سماپت ہُوا۔ ست سنگی گورو کے چرنوں کو نمسکار کر کے اپنے اپنے آشرموں کو چلے گئے۔ ست سنگ کے کارج کرتاؤں نے گورو کی آگیا سے راجہ کے وشرام اور سمان پان کا ضرورت کے مطابق پربندھ کر دیا اور وہ بھی آگیا پاکر اپنے ستھان پر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر ست سنگ ہوا۔ پرنتو راجہ کے من میں وہی کل والا پرشن کھٹک رہا تھا۔ اس کارن اُسے ست سنگ کا کچھ رس نہ آیا۔ ست سنگ میں بیٹھے بیٹھے بھی من اُس کا بے چین سا بنا رہا۔ کیونکہ جب منشیہ کا من شُدھ نہیں ہوتا تو مہاپرشوں کے وچنوں کا رس بھی اُسے نہیں ملتا۔ اس لئے کہا ہے:۔

شعر

زِ دعوے تہی آ کہ تا پُر شوی

چُوں از خُود پُری زاں تہی مے روی

مطلب:۔ اگر من کے پاتر کو خالی کر کے ست سنگ میں آئے گا۔ تو بھرا جائیگا۔ لیکن چونکہ تیرا من پہلے ہی غیریت سے بھرا ہوتا ہے۔ جس کے کارن تو وہاں پہنچ کر بھی خالی لوٹ آتا ہے۔

دوسرے دن راجہ ست سنگ سُننے کے بعد جب اپنے آسن پر آیا اور بھوجن پاکر سو گیا۔ تو سوتے ہوئے اُس نے ایک سپن دیکھا۔ کہ میں ایک چنڈال کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ اور بڑا ہونے پر

میری شادی ہُوئی ہے اور بچے پیدا ہُوئے ہیں۔ پھر اُن بچّوں کا پالن پوشن اور بیاہ وغیرہ کیا ہے۔ پوتے دیکھے ہیں اور پھر بِردھ ہو گیا ہُوں۔ بہت کُٹمب بڑھ گیا ہے۔ اور سَو سال کی آیُو ہو جانے پر وہاں ہی میری مرتیُو ہو گئی ہے۔ یہ سب کو تنک رات کو سوتے ہوئے سپن کے اندر اُس کو دِکھائی دِیا۔ جب آنکھ کھُلی تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہ بَن ہے اور نہ بَن کی جھونپڑیاں ہیں۔ نہ وہ گھر ہے نہ وہ دیوار ہے۔ نہ کُٹمب ہے نہ پریوار ہے۔ نہ کوئی پیدا ہُوا ہے نہ کوئی مرا ہے۔ پرنتُو اُس سپن کی رچنا کو دیکھ کر اُس کے آشچرج کی کوئی حد نہ رہی۔ سوچنے لگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ دِن کو جو کام کیا جاتا ہے۔ وُہی رات کو سپن بن کر دِکھائی دیتا ہے یا رات کو جِن وچاروں کو لے کر منشیہ سوتا ہے۔ اُنہیں کے انُوسار سپن بھی دیکھتا ہے۔ پرنتُو یہاں تو نہ کوئی ایسا وِچار تھا۔ اور نہ اپنے جیون میں کبھی ایسے منُشیوں سے سمبندھ ہی ہُوا کہ وہ خیال رہ گیا ہو۔ بہت کچھ دماغ لڑایا۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ انت میں سب حال گُرو مہاراج کے چرنوں میں کہہ سُنایا۔ گُورو مہاراج سُن کر خاموش رہے۔

گُورو ہرگوبند صاحب کو شِکار کھیلنے کا شوق تھا۔ جب دو تین دِن راجہ کو وہاں رہتے ہُوئے گُذر گئے تو ایک دِن آپ راجہ کو ساتھ لے کر گھوڑوں پر سوار ہو کر بَن کی طرف چل پڑے اور بھی سکھ سیوک ساتھ تھے۔ آپ نے سب کو سُنا کر آگیا دی کہ جس کے آگے سے شِکار نکلے۔ وہی اُس کا پیچھا کرے۔ دُوسرے کو اُس کے پیچھے بھاگنے کی آگیا نہیں ہے۔ یہ موج تھی اور اِس موج میں بھید تھا اور وہی ہونا تھا۔ جو اُن کو منظور تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ راجہ کے آگے سے ایک ہرن اُٹھا۔ راجہ نے اُس کے پیچھے گھوڑا دَوڑایا۔ اور بھاگتے بھاگتے اپنے ساتھیوں سے دُور نکل گیا۔ جب راجہ دُور نکل کر ایک گھنے بَن میں پہنچا تو وہاں پر وہ ہرن بھی اُس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

راجہ کچھ تو اُس سپن کی چِنتا سے چِنتاتُر تھا۔ پرنتُو یہاں آکر اور بھی دیا کلتا بڑھ گئی۔ سگھن بَن۔ نہ منشیہ نہ منشیہ کی ذات۔ چاروں طرف بَن کے بھیانک پشوؤں کی گرجنا کے شبد۔ راجہ گھبرا گیا۔ اور نراش ہو کر ایک ٹیلے کے اُوپر جا چڑھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ دُور فاصلے پر دھُوآں نکل رہا ہے۔ اُس دھُوئیں کو دیکھ کر اُسے کچھ دھیرج ہُوا۔ اور نیچے اُتر کر اُس کی سیدھ پر چل پڑا۔ جب

نکٹ پہنچا تو اُسے وُہی سپُن کی رچنا کے نشان دِکھائی دینے لگے۔ جب اور آگے بڑھا تو وُہی بن اور وُہی بن کر جھونپڑیاں نظر آئیں۔ جن میں اُس نے ننّو سال آیُو بتیت کی تھی۔ بڑا حیران ہُوا جب اندر گیا۔ تو وُہی بال بچّے اور اپنا سارا کُٹمب دِکھائی دِیا۔ اُنہوں نے دیکھتے ہی اُسے پہچان لیا اور گھوڑے کے چاروں طرف اکٹھے ہو کر "بابا آگیا" "بابا آگیا" کہتے ہوئے خُوش ہونے لگے اور پرماتما کا ہزار ہزار دھنیہ واد کرنے لگے کہ ہمارا پِتا پھر زندہ ہو گیا ہے۔ کوئی اُس کے کپڑوں کو کھینچتا ہے۔ کوئی بھُجا پکڑ کر نیچے اُتارنا چاہتا ہے۔ پرنتُو یہ اِس دَشا کو دیکھ دیکھ کر من ہی من میں بڑا حیران ہوتا ہے۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ سوچتا ہے۔ اُدھر تو میں سکیت منڈی کا راجہ ہُوں اور گُورُو کے درشنوں کے لئے امرتسر آیا ہُوا ہُوں۔ جس کو لگ بھگ سات دن ہو گئے ہیں۔ پرنتُو اِدھر یہ پریوار بھی میرا ہی ہے۔ اِس میں بھی کچھ سندیہہ نہیں ہے۔ ننّو سال یہاں لبا ہُوں۔ پھر سوچتا ہے۔ مَیں راجہ ہُوں، یہ چنڈال جاتی ہے۔ اِن کا اور میرا میل کیسا؟ مطلب یہ کہ اِسی گھُمن گھیر میں پڑا ہُوا راجہ ویاکُل ہو گیا۔ اب جائے تو کِدھر جائے؟ اور کرے تو کیا کرے؟ نہ رہ سکتا ہے نہ چھُوٹ سکتا ہے۔ ویاکُلتا کے اتھاہ ساگر میں بہتا ہُوا غوطے کھا رہا ہے۔ بہتیرے ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کوئی پکڑ کر اُسے کنارے لگائے۔ لیکن یہاں تیسرا مُنشیہ کہاں؟ اُس سمے اُس کی ویاکُلتا کی کوئی حد نہ رہی۔ اِتنے میں جنہوں نے یہ کھیل رچا تھا۔ وہ انتریامی ست گُورُو بھی پیچھے سے آن پہنچے۔ پُوچھا۔ کیا جھگڑا ہے؟ اُن لوگوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ حضُور! یہ ہمارا پِتا ہے۔ آج تیسرا دِن ہے کہ یہ مر گیا تھا۔ لیکن یہ ہمارے سَو بھاگیہ سمجھیئے کہ پرماتما نے پھر اِس کو زِندہ کر دیا ہے۔ اب یہ ہم سے اپنا پلّہ چھُڑانا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں تمہارا پِتا ہی نہیں ہُوں۔ پرنتُو یہ لاکھ پڑا کہے۔ ہم کب چھوڑتے ہیں۔ مہاراج! یہی جھگڑا ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔

گُورُو مہاراج بولے۔ یہ تُمہارا پِتا نہیں ہے۔ یہ تو فلاں دیش کا راجہ ہے اور ہمارے ساتھ شِکار کھیلنے آیا تھا۔ ہم لوگ پیچھے رہ گئے تھے اور یہ شِکار کے پیچھے گھوڑا دَوڑا کر ہم سے آگے نِکل آیا ہے۔ تُم لوگوں کو بھُول ہُوئی ہے۔ جو اِس کو اپنا پِتا سمجھ رہے ہو۔ قُدرت میں ایک رُوپ کے دو مُنشیوں کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تُمہارا پِتا مر چُکا ہے۔ جہاں اُس کو دفن کیا تھا۔ کم سے کم اُس کی قبر کو کھود کر تو دیکھو۔ ممکن ہے۔ اُس کا مِرتک شریر

وہاں موجود ہو۔ یہ بات سب کو پسند آئی اور قبر کو کھودنے لگ پڑے۔ دیکھا تو وہ شریر جیول کا یتوں پڑا تھا۔ پتا کے مرتک شریر کو دیکھ کر سب کو دھیرج ہُوا۔ اور راجہ کو چھوڑ دیا۔ راجا اُن کے بندھن سے چھُوٹ گیا۔ پرنتو زبان میں شکتی نہ رہی کہ کچھ بول سکے۔ گورُو مہاراج نے کہا۔ دیکھ راجہ یہ اُس پرشن کا اُتر ہے جو ست سنگ سُن کر تیرے دل میں پیدا ہُوا تھا کہ اگر مہا پرشوں کی شرن میں آکر بھی منشیہ کو اپنے کرموں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے تو پھر ان کے پاس آنے کا لابھ ہی کیا ہے؟ یہ جو کچھ بھی سوپن کے اندر رچنا تُو نے دیکھی ہے۔ یہ تیرے اپنے ہی کرموں کا پھل ہے۔ تیرے سنچت کرموں میں ایک ریکھا ایسی تھی جس کے انُوسار تجھے چنڈال کے گھر میں ایک جنم ملنا تھا اور وہاں تُو نے سَو سال کاٹنے تھے۔ لیکن گورُو کے ست سنگ کے پربھاو سے وہ سَو سال کا چکّر ایک گھڑی کے اندر سوپن میں کاٹا گیا ہے۔

دوھا

ورتمان بھاوی وِپت۔ سنت بیثوتے ناش
جیول گنگودک اچن تے۔ دُرگت پیاس وِناش (بنیتی)

اے راجن! کئے ہوئے کرم تو ضرور بھوگنے پڑتے ہیں۔ پرنتو مہا پرشوں کی شرن میں آجانے سے وہ اکثر اس پرکار کٹ جایا کرتے ہیں۔ یہ سُن کر راجہ کی آنکھیں کھُل گئیں۔ نتراہ نتراہ کرتا ہوا وہ چرنوں پر گر پڑا۔ اور گورُو کی ستُتی کرنے لگا کہ دھنّیہ ہیں گورُو مہاراج آپ دھنّیہ ہیں۔ آپ سنسار میں ڈوبتے ہوئے جیووں کو پار کرنے کے لئے سچے جہاز ہیں۔ آپ کی مہما کون ورنن کر سکتا ہے۔

دوھا

دھرتی جہاں لگ دیکھیا۔ تہاں لگ سبھی بھکھار
داتا کیول ست گورُو۔ دیت نہ مانے ہار
جم گرجے بل باگھ کے۔ کہت کبیر پُکار
گورُو کرپا نہ ہوت جو۔ تو جم کھاتا پھار (کبیر صاحب)

پرشن

کئی منشیوں کا وچار ہے کہ کتھا ست سنگ کی جگہ کیول بھگوان کا کیرتن کر لینا ہی کافی ہوتا ہے کیونکہ اِس سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ کیا اُن کا یہ وچار درست ہے یا اِس میں کچھ فرق ہے ؟

اُتّر

ست سنگ اور کتھا کیرتن واستو میں ایک ہی وستو ہیں۔ اِن میں زیادہ فرق نہیں ہے کیونکہ مالک کا گُن گانا کیرتن ہے اور اُس کے بھگتوں و سنتوں کی شُبھ چرچا کرنا کتھا ہے۔ یہ دونوں مالک کی بھگتی کے مارگ ہیں لیکن پہلے پھر بھی ست سنگ ہے۔ کیونکہ جب تک ست سنگ میں بھگوان کے بھگتوں کی کتھائیں نہ شروَن کی جائیں تب تک بھگوان کے گُن کوئی کیسے گا سکتا ہے ؟ بھگوان کے سوروپ کو کسی نے اپنے آپ کیا جانا ہے۔ بھگتوں کے پوِتّر اتہاس ہی تو سُننے والوں کو بھگوان کا انومان کراتے ہیں کہ بھگوان بھی ہیں۔ اگر بھگتوں کی کتھائیں نہ سُنی جائیں تو بھگوان کو کوئی کیسے یاد کرے گا اور کب تک کریگا۔ جس پرکار پھل کے اندر رس چھپا رہتا ہے اِسی پرکار بھگتوں کے اندر بھگوان چھپا رہتا ہے۔ جب تک پھل ہی سامنے نہ آئے، تب تک اِس کے رس کا گیان کیسے ہو سکتا ہے ؟ یہ ستیہ ہے کہ اصلی وستو رس ہی ہے جو پھل کو بھی مانگی اور سندرتا بخش رہا ہے۔ پرنتو اِس کا وشواش پھل ہی کے دیکھنے سے ہوگا۔ بھگتوں کا شریر پھل ہے۔ جب تک اُن کا ست سنگ نہ کیا جائے گا۔ تب تک بھگوان کی بھگتی کے وچار اُتپن نہیں ہوں گے۔ اِس لئے سب سے پہلے مالک کے بھگتوں اور سنتوں کا ست سنگ ہے۔ اِس کے بعد مالک کا گُن انوواد ہے۔ اِس لئے جو جیو بھی بھگتی مارگ پر آئے ہیں۔ وہ پرتھم بھگتوں ہی کی شرن میں پڑے ہیں۔ کیونکہ جیسے پھل کے بنا رس کا گیان نہیں ہوتا۔ ایسے ہی بھگتوں کے ست سنگ کے بنا بھگوان کا گیان نہیں ہوتا۔ اِسی درشٹی سے بھگوان سے اُس کے بھگت اور سنت وشیش مانے گئے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے ہی بھگوان کی مہما کو سنسار میں پرگٹ کیا ہے۔ ورنہ بھگوان کا گیان کیسے ہو سکتا تھا۔ اِس آشے پر گوسوامی تلسی داس جی مہاراج اپنی رامائن میں اِس پرکار

ورنن کرتے ہیں :-

چوپائی

مورے من پربھو اَس وِشواسا ۔ رام تے اَدھک رام کرداسا
رام سِندھو گھن سجّن دِھیرا ۔ چنّدن ترُو ہری سنّت سمیرا

کاک بھشنڈ اور گرڑ جی کا سمواد ہے ۔ گرڑ جی کہتے ہیں ۔ اے پربھو! میرے من میں ایسا وشواس ہے کہ بھگوان سے بھگوان کے داس اَدھک ہیں ۔ بھگوان اگر سمندر ہیں تو اُس کے بھگت جن بادل ہیں ۔ اگرچہ بادل بھی سمندر سے ہی جل لے کر سنسار میں وَرشا کرتے ہیں ۔ پرنتو سنسار کے لئے بادل وشیش ہیں ۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہوتے تو سمندر کا جل ہم کو گھر بیٹھے بٹھائے کیسے مِلتا؟ دُوسرے بادلوں کی وشیشتا کا ایک کارن اور بھی ہے کہ وَیسے سمندر کا جل کھاری ہے لیکن بادلوں کے دوارا وُہی جل میٹھا بن کر سب کی پیاس بُجھا دیتا ہے ۔ یہی حال بھگوان اور اُس کے بھگتوں کے بیچ بھی سمجھ لینا چاہیئے ۔ پھر کہتے ہیں کہ بھگوان اگر چنّدن کا برکش ہے تو سنّت جن پَون کے سمان ہیں، جو اُس کی سُگندھی کو دِشوں دِشا میں پھیلا کر سب برکشوں کو چنّدن بنا دیتے ہیں ۔

آپ ایک اور جگہ پر کتھن کرتے ہیں :-

مُد منگل مئے سنّت سماجو ۔ جو جگ جنگم تیرتھ راجو (رامائن)

مطلب :- سنتوں کا سماج آنند اور منگل رُوپ ہے ۔ جو سنسار میں چلتا پھرتا پریاگ راج ہے اور گھر بیٹھے بٹھائے لوگوں کو اشنان کراتا پھرتا ہے ۔

پھر ست سنگ اِس لئے بھی وشیش ہے کہ اِس میں بھگتوں کے چرتر سُننے سے من میں بھگتی بھاو کی اُمنگیں آپ سے آپ اُتپن ہونے لگتی ہیں ۔ جو منشیہ کے من کو صاف اور شُدھ بناتی ہوئی اُوپر کی طرف لے چلتی ہیں ۔ جس سے آتم آنند کی مستی اور خوشی آنے لگتی ہے اور ہردے میں وَیراگ پیدا ہو جاتا ہے اور جس سمادھی کے سُکھ کو یوگی اور گیانی ڈھونڈتے ہیں ۔ اُس کا اندر ہی

اندر بھان ہونے لگتا ہے۔ اِسی واسطے ست سنگ کو مُکھیہ سمجھا گیا ہے جو مُنشیہ سچّے بھاؤ سے ست سنگ میں جاتا رہتا ہے اور شردھا بھگتی سے وچنوں کو سُنتا ہے۔ وہ سہج ہی پرم سُکھ کو پراپت کر لیتا ہے۔ پرنتو یہ مہا کیول ست پُرشوں کے ست سنگ کی ہے معمولی ست سنگ سے ایسا لابھ نہیں ہوتا۔ کچھ نہ کچھ پھل تو ہر جگہ ملتا ہی ہے۔ چاہے وہ کیرتن ہو، یا کسی پوتھی کا پاٹھ ہو۔ لیکن آتمک گیان تو ست پُرشوں کی سنگت سے ہی ہوتا ہے۔

دوہا

کبیرا سنگت سادھ کی۔ صاحب آوے یاد
لیکھے ہیں سوئی گھڑی۔ باقی کے دِن باد
سادھ مِلے صاحب مِلے۔ اَنتر رہی نہ ریکھ
منسا واچا کرمنا۔ سادھو صاحب ایک

پانچویں پادشاہی شری گورو ارجن دیو جی مہاراج اپنی بانی میں اِس طرح کتھن کرتے ہیں:-

شبد

جِن ڈِٹھیاں من رہسیئے، کیوں پائیے تِن سنگ جیو
سنت سجن من مِتر سے، لائن پربھو سیوں رنگ جیو
تِن سیوں پریت نہ تُٹئی، کبھوں نہ ہووے بھنگ جیو
پار برہم پربھو کر دیا، گُن گاواں تیرے نِت جیو
آئے مِلو سنت سجناں، نام جپہو مَن مِیت جیو
(شلوک محلہ ۵) گورو بانی صفحہ ۷۶۰

اِس لئے جو مالک کے بھگت اور سنت ہیں۔ وہ جیو کے سچّے مِتر ہیں جن کو سو بھاگیہ سے

اُن کی شرن پراپت ہو گئی ہے۔ پھر مالک اُن سے دُور نہیں ہے۔

شعر

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است!
من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست!
بر زمین و آسماں و عرش و نیز
من نہ گنجم ایں یقیں داں اے عزیز
در دلِ مومن بہ گنجم ایں عجب
گر مرا خواہی ازاں دلہا طلب
مسجدے ہست اندرونِ اولیا
سجدہ گاہِ جملہ ہست آنجا خُدا
من نہ گنجم بر زمین و آسماں
لیک باشم در دلِ مومن نہاں

پیغمبر نے کہا۔ خُدا کا فرمان ہے کہ میں اُوپر اور نیچے کہیں بھی نہیں رہتا۔ اے پیارے اِس بات کا تُو نِشچے کر۔ کہ مَیں دھرتی اور آکاش تھا اُس سے پرے مہا آکاش پر بھی نہیں رہتا لیکن یہ آشچرج کی بات ہے کہ اپنے بھگتوں کے دِلوں میں رہتا ہُوں۔ اگر تُو مجھے چاہتا ہے تو اُن کے ہردے میں تلاش کر۔ کیونکہ اَولیا (سنتوں) کا ہردے ہی اصل مسجد ہے اور وہی سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔ میں نہ دھرتی پر رہتا ہُوں اور نہ آکاش میں۔ لیکن اپنے پیاروں کے دِلوں

میں چھپا ہوا رہتا ہوں۔

دوھا

پربھو اپنے مکھ سے کہیو۔ سادھو میری دیہہ
اُن کے چرنن کی مجھے۔ پیاری لاگے کھیہہ

اور شری رام چندر جی مہاراج شری بھیلنی کو نودھا بھگتی کے پرسنگ میں اِس پرکار ورنن کرتے ہیں :-

سپتم سب موہی مئے جگ دیکھے۔ موتے سنت ادھک کر لیکھے
(راماین)

اے بھیلنی! ساتویں بھگتی یہ ہے کہ سب سنسار میرا روپ جانے لیکن سنتوں کو مجھ سے بھی زیادہ مانے۔ بس یہ نکتہ ہے، جس نے اِس کو سمجھ لیا۔ وہ بھگتی مارگ میں درڑھتا کے ساتھ چلتا ہوا بڑی سہولیت سے اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جس نے اِس کو نہیں جانا۔ اُس کو راہ میں بڑی کٹھنائیاں ہوتی ہیں اور ایسی مصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے، جس کے کارن وہ بے چارہ گھبرا کر پھر مایا کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔

پرشن

ایک بات اور بھی پوچھنے یوگیہ ہے۔ سنتوں کے ست سنگ میں کچھ منشیہ ایسے بھی دیکھے جاتے ہیں جو وہاں جاکر سنساری بیوہار کی باتیں چھیڑ بیٹھتے ہیں۔ اُن کو بھی سنتوں کی سنگت کا کچھ لابھ ہوتا ہے یا نہیں ؟

اُتر

یہ دو پرکار کے منشیہ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں۔ جو ست سنگ کی ضرورت تو رکھتے ہیں۔ پرنتو اگیانتا کے کارن اَور اُور باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ اِن کو اگر سمجھا دیا جائے تو سمجھ جاتے ہیں اور آگے کے لئے اِس اوگن کو نکالنے کا یتن کرتے ہیں اور دوسری پرکار کے منشیہ وہ ہوتے

ہیں۔ جن کے من میں سنساری واسنائیں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوتی ہیں۔ وہ جب بھی بات کرتے ہیں اپنے رونے دھونے کی کرتے ہیں۔ کیونکہ جس پاتر میں جو وستو دھری ہوتی ہے وہی نکلتی ہے۔ اُن کا ہردے سنساری کامناؤں سے بھرپور ہوتا ہے۔ اُس میں سنتوں کا وچن پرویش ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔ ایسے لوگ ست سنگی نہیں ہوتے یہ سنساری جیو ہوتے ہیں۔ اگر جانے نہ جانے کبھی ست سنگ میں آ بھی بیٹھتے ہیں تو ادھک سمے تک ٹھہر نہیں سکتے۔ بیچ میں ہی اُٹھ جاتے ہیں اور پھر اُس طرف مُکھ بھی نہیں کرتے۔ پہلی قسم کے آدمی تو ست سنگ سے لابھ اُٹھا لیتے ہیں۔ پرنتو دوسری پرکار کے منشیوں کا ست سنگ میں آنا نہ آنا ایک سمان ہوتا ہے، اور اصُول یہ ہے کہ ست سنگ میں سوائے ست سنگ کے کسی اور وِشے پر بات نہ چلائی جائے۔ جیسے کہا ہے:-

ست سنگت کیسی جانیئے، جتھے اِکو نام وکھانیئے

گورو بانی صفحہ ۷۲

پرشن

ست سنگ کے اندر ایک اور بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ وہاں کچھ آدمی تو بیچارے ایسے سرل سبھاؤ کے ہوتے ہیں جو ست سنگ کے وچنوں کو شانتی پُوروک خاموش ہو کر سُنتے رہتے ہیں لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں جو بڑے پرشن اُتر کرنا جانتے ہیں۔ اِن دونوں کے درمیان بھی کچھ فرق ہوتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ عام لوگوں کا خیال ہے۔ جو بہت پرشن اُتر سنتوں کے ساتھ کر سکے وہ بڑا ست سنگی ہے۔ آپ کا اِس میں کیا وِچار ہے؟

اُتر

اِن دو پرکار کے منشیوں کے درمیان فرق ہے بھی اور نہیں بھی۔ اگر ہے تو پھر بہت فرق ہے، اور نہیں تو بالکل نہیں۔ کیونکہ پرشن کئی پرکار کے ہوتے ہیں۔ کسی پرشن کے اندر تو پرشن کرنے والے کی وِدّیا اور چترائی کو جنتا پر پرگٹ کرنے کا وِچار ہوتا ہے کہ سُننے والوں کو یہ ظاہر ہو جائے کہ ہاں یہ بھی کچھ جانتا ہے اور کسی پرشن میں ہار جیت کا وِچار ہوتا ہے اور کوئی پرشن

وُکتا کی پریکشا کی خاطر کیا جاتا ہے۔ پرنتو ایک پرش ایسا ہوتا ہے۔ جو کرنے والا اُس بات کو نہیں جانتا اور اُس کے سمجھنے کے لئے شردھا بھگتی کے ساتھ وُکتا سے پُوچھتا ہے۔ اگر ایسا پرش ہے۔ تب تو اچھا ہے۔ کیونکہ من کے بھرم اور سنشئوں کو دُور کرنا ہی تو ست سنگ کا اصلی مقصد ہوتا ہے۔ اِس لئے چوتھے پرکار کا پرشن تو لابھ دائیک ہے۔ کیونکہ اس سے ست سنگ کے وِچار دل میں وِشالتا آتی ہے اور کئی نئے نئے راستے ملتے ہیں۔ جو مُمکشیہ کی اندرونی اُنتی کے لئے نہایت ضروری ہوتے ہیں لیکن یہ دھیان رہے کہ وہ بھی شردھا بھگتی اور نیتی کے نیّم انُوسار ہو۔ یہ شرط ہے۔ پرنتو پرتھم تین پرکار کے پرشن تو اتی نشیدھ ہیں۔ اِس طرح کے پرشن کرنے والوں کو ست سنگی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ اَتی گھٹیا درجے کے مُمکشیہ ہوتے ہیں۔ لوگ بھلے ہی اِن کو اچھا سمجھیں پرنتو سنتوں کے ست سنگ میں اِن کی کوئی قیمت نہیں سمجھی جاتی۔ یہ بڑے کٹھور ہوتے ہیں اِن پر وچن رُوپی بان نہیں لگتا۔ کیونکہ وہ اُسے راہ میں ہی کاٹ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہاں مہاراج! یہ بات تو میں پہلے ہی جانتا ہوں۔ اِن کو اپنی وِدّیا کا گھمنڈ ہوتا ہے — یہ ست سنگ میں کیول آتے ہی وِواد کی اِچھیا سے ہیں۔ کوئی گُن پراپت کرنے کی اِن کو خواہش نہیں ہوتی۔ ست سنگی ایسے لوگوں سے جِتنا بھی بچ کر رہے، اُتنا ہی اچھا ہے اور ایسے لوگ سنتوں کے بھنڈارے سے سدا خالی رہتے ہیں۔

دوھا

پلٹو پارس کیا کرے۔ جو لوہا کھوٹا ہوئے
ست گُورو سب کو دیت ہیں۔ لیتا ناہیں کوئے (پلٹو صاحب)

اَیسے پُرانی سنتوں کی مہما کو نہیں جانتے اور جن کو مالک نے شردھا بھگتی کی دات بخشی ہوتی ہے۔ وہ اور لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اِدھک باتیں کرنا نہیں جانتے۔ وہ تو سرل سُبھاؤ سادھارن برتی، شُدھ چِت اور نِش کپٹ ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں جانتے۔ اُنہیں اپنے کارج سے پریوجن ہے اور اُسی کے لئے مالک سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ یہ اَیسے ہی لوگوں کی آواز ہے اور اُن کی منو کامنا بھی یہی ہوتی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟

اساں نُوں خبر نہ کائی سائیں۔ تیں کتھوں اساں نُوں آندا
پھیر کِتھے لے ویسیں سانُوں۔ کرسیں اپنا بھاندا
اِک بینتی میری بھی منیئے۔ مینُوں سنتاں دا سنگ سُکھاندا
جتھے رکھیں تتھائیں رہساں۔ پر سنتاں بن دُکھ پاندا

کیسا بیدھا، سرل اور من کو پربھلت کرنے والا وچن ہے۔ جس کو نر کھ پرکھ کی آنکھ مالک نے دی ہے۔ وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔

گوسوامی تُلسی داس جی کی بانی ہے:۔

چوپائی

وِدھی ہری ہر کوی کووِد بانی۔ کہت سادھُو مہما سکُچانی
سو موسن کہی جات نہ کیسے۔ شاک وِنک منی گُن گن جیسے

(رامائین)

اَرتھ۔(وِدھی) برہما۔(ہری) وشنو (ہر) شوجی (کوی) وِلیشر (کووِد) پنڈت (بانی) شاردا (سرسوتی)، یہ سب ہی سادھُو کی مہما ورنن کرنے میں سکُچاتے ہیں۔ اَرتھات اِن کا بھی ساہس نہیں پڑتا۔ کہ سادھُو کی مہما اور بڑائی کہہ سکیں۔ پھر میری کیا شکتی ہے کہ اُن کی اُپما کا انت پا سکوں۔ بھلا ساگ اور مُولی گاجر کے بیچنے والا ہیرے اور منیوں کا دام کیا لگا سکتا ہے؟

دوھا

رِدھ سِدھ مانگوں نہیں۔ مانگوں تُم پہ یہ
نِشدن درشن سادھ کا۔ کہے کبیر موہے دے

پرشن

شاستروں میں سنتوں کے درشنوں کا بڑا مہاتم لکھا ہے ۔ اِس پر بھی کچھ دیا لکھیا ہونی چاہیئے کہ اِس سے پرانی کو کیا کیا پھل ملتے ہیں ؟

اُتّر

پیچھے لکھا جا چکا ہے کہ جس منشیہ کے اندر جیسے وِچار ہوتے ہیں ۔ وہ اُس کے رنگ رُوپ اور چہرے پر اپنا اثر جما لیتے ہیں بلکہ اُس کے شریر کے چاروں طرف اپنا منڈل بنائے رکھتے ہیں اور جو منشیہ اُس کی سنگت میں رہتا ہے یا اُس کے رُوپ کو دھیان سے دیکھتا ہے تو وہ وِچار اُس کے اندر بھی سمانے لگتے ہیں بُرے وچاروں کا پربھاو بُرا ہوتا ہے اور اچھے وِچاروں کا پربھاو اچھا ہوتا ہے ۔ سنت چونکہ ساکشات پرمارتھ کا رُوپ ہوتے ہیں اور اُن کے وِچار اَتی پوِتّر اور شُدّھ ہوتے ہیں اور اُن کا من مالک کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے ۔ اِس لئے اُن کے درشن کرنے سے منشیہ کو بھی اُن کے وِچاروں کا بھاگ ملتا ہے ۔ پھر بار بار درشن کرنے اور اُن کے رُوپ کا دھیان کرنے سے اُن کی پوِتّر بجلی شردھاوان کے اندر سمانے لگتی ہے اور جیسے اُن کے وچنوں کے سُننے سے منشیہ کی رُوح پوِتّر ہوتی ہے ، ویسے ہی اُن کے رُوپ کو دیکھنے ، چرنوں کو چھونے اور پھل پھول بھینٹ چڑھانے تتھا انیہ سیوا کرنے سے بھی وُہی دشا اُتپن ہوتی ہے ۔ یہ اُن کے درشن کا پھل ہوتا ہے اور ست سنگ کیول وچن سُننے کو ہی نہیں کہتے مگر یہ ساری باتیں اُس میں ملی ہوتی ہیں ۔ سنگت جس کی بھی کی جائے ۔ وہ اپنا پربھاو دکھاتی ہے تو پھر مہا پُرش گورُو اور سچّے سادھو کی سنگت کی تو بات ہی کیا ہے ؟ اُس کی مہما کون ورنن کر سکتا ہے ؟

دوھا

درشن کیجے سادھ کا ۔ دِن میں کئی اِک بار
آسوجا کا مینہ جیوں ۔ بہت کرے اُپکار

کئی بار نہ کر سکے۔ تو دوئی بار کر لے
کبیر سادھو درش تے۔ کال دغا نہیں دے
دوئی بار نہ کر سکے۔ دن میں کر اک بار
کبیر سادھو درش تے۔ اُترے بھوجل پار
اک دناں نہیں کر سکے۔ دُوجے دن کر لے
کبیر سادھو درش تے۔ پاوے اُتم دیہہ
دُوجے دن نہیں کر سکے۔ تیجے دن کر جائے
کبیر سادھو درش تے۔ موکش مُکتی پھل پائے
تیجے چوتھے نہ کرے۔ وار وار کر جائے
یا میں ولمب نہ کیجئے۔ کہے کبیر سمجھائے
وار وار نہ کر سکے۔ پکش پکش کر سوئے
کہے کبیر تا داس کا۔ جنم سپھل سب ہوئے
پکش پکش نہیں کر سکے۔ ماس ماس کر دھائے
یا میں دیر نہ کیجئے۔ کہے کبیر سمجھائے
ماس ماس نہیں کر سکے۔ چھٹے ماس البط
یا میں ڈھیل نہ لائیے۔ کہے کبیر اوگت

چھٹے ماس نہیں کر سکے۔ برس دناں کر لے
کہے کبیر وہ بھگت جن۔ جمے چنوتی دے
برس دناں نہیں کر سکے۔ تاں کو لاگے دوش
کہے کبیر وہ جیو سو۔ کبہوں نہ پاوے موکش
(کبیر صاحب)

ارتھ صاف ہے لیکن پھر بھی مختصر طور پر کر دیا جاتا ہے:۔
کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ سادھو کا درشن دن میں کئی بار کرنا چاہیئے۔ جیسے اسوج ماس کا مہینہ کھیتی کے لئے اتی لابھ دائیک ہوتا ہے۔ ایسے ہی سادھو سنت کا کئی بار درشن کرنے سے بھگتی کی کھیتی کو پانی ملتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر کئی بار نہ کر سکے تو دن میں دو بار ارتھات صبح اور شام کرے۔ ایسے جیو کو پھر کال دھوکا نہیں دیگا۔ اگر دو بار بھی نہیں کر سکتا۔ تو ایک بار جا کر کرے۔ ایسا جیو بھی سنسار ساگر سے پار ہو جائے گا۔ اگر وہ دن میں ایک بار بھی نہیں پہنچ سکتا تو کم سے کم دوسرے دن جا کر کرے۔ ایسے منشیہ کو بھی اُتم ہی سمجھنا چاہیئے۔ اگر دوسرے دن بھی نہیں کر سکتا تو پھر تیسرے دن جا کر کرے۔ ایسا جیو بھی مکتی کا ادھیکاری سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر تیسرے چوتھے دن بھی اس کے پاس سمے نہیں ہے۔ تو ساتویں دن درشن کرنے میں تو بالکل دیر نہ کرے۔ اگر وہ ساتویں دن بھی سنتوں کے درشن کے لئے نہیں پہنچ سکتا۔ تو پندرہویں دن ہی سہی۔ ایسا منشیہ بھی اپنے جنم کو سپھل کر لے گا۔ اور اگر پندرہویں دن بھی اسے سمے نہیں مل سکتا تو پھر مہینے بھر میں سہی۔ پرنتو اس میں تو بالکل ڈھیل نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کارن سے مہینے بھر میں بھی اسے سمے نہیں ملتا تو پھر چھٹے ماس ارتھات چھیویں مہینے تو ضرور پہنچے۔ کبیر صاحب کہتے ہیں کہ اس میں تو رتی بھر بھی آلسیہ نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر چھٹے ماس بھی اسے درشنوں کا موقع نہیں مل سکتا۔ تو بھائی سال کے بعد تو پھر آخری حد ہے۔ جو ست سنگی سال میں ایک بار بھی درشنوں کے لئے نہیں پہنچ سکتا۔ اس کو دوش لگے گا۔ وہ قصور وار ہے۔ کیونکہ اگر وہ برس میں بھی سمے نہیں نکال

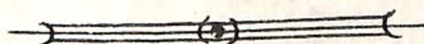
سکتا - تو پھر نکال بھی نہیں سکتا - ایسے جیو کو بھگتی مکتی کا بھاگ نہیں ملے گا - یہ مہما سادھو کے درشن کی ہے تو پھر گورو کے درشن کی تو بات ہی کیا ہے - اس کی مہما تو اننت اور اپار ہے - جب سادھو کے درشن کی اتنی ضرورت سمجھی گئی ہے تو پھر گورو کے درشنوں کی کتنی ضرورت ہونی چاہیئے؟ جو ست سنگی برس میں ایک بار بھی گورو کے درشن کو نہیں پہنچ سکتے - ان کی ترقی مشکل ہے - ہاں جن کے من کی تار گورو کے چرنوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے - ان کی بات کچھ اور ہے -

دوھا

رام رائے آ شرن شرن - موہے آپن کر لیہو
سنتن سنگ سیوا کروں - بھگتی مجوری دیہو
مایا نت نت بوڑتی - گہو ہاتھ بریار
بھگتی مجوری دیجیے - کیجیے بھوجل پار

(ملوک داس جی)

اس لئے جن کو بھگتی کی خواہش ہے - ان کے لئے یہ دو ہی چیزیں ہیں - ایک گورو کا درشن - اور دوسرے ان کا ست سنگ - تیسری کوئی وستو بھی سنسار میں ان کی سہائیک نہیں ہے - سنسار میں جس جیو کو یہ دو چیزیں پراپت نہیں ہیں - اس کو مایا کی گینڈ سمجھنا چاہیئے کہ مایا اس کو کبھی ادھر پھینکتی ہے اور کبھی ادھر پھینکتی ہے اور وہ سدا بے چینی اور پریشانی کا شکار بنا رہتا ہے - لیکن جس کو ایک بار گورو کے ست سنگ کا رنگ چڑھ گیا ہے - وہ مایا کے جھکولوں سے پھر چلایمان نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر کام میں مالک کی موج سمجھتا ہوا سدا پرسن چت اور شانت بنا رہتا ہے -



نام کا انگ

دوہا

نام جپت سب ہی مٹے۔ موہ ممتا کے داغ
جیوں ایندھن کے ڈھیر کو۔ بھسم کرے چھن آگ
نام رتن جن پائیا۔ سو جن بھئے نہال
بندھن چھوٹا کرم کا۔ سکھی بھئے تہوں کال
پونجی پائی سانچ کی۔ دوجی رہی نہ آس
ست لوک باسا کیا۔ کٹی کال کی پھاس
ست گورو کے پرساد سے۔ چالے جنم سنوار
آپ ترے اور تر گئے۔ تن سنگ جیو اپار

جیو کا سچا دھن ہری نام ہے۔ اِس کے بنا یہ شوبھا نہیں پاتا۔ سنساری وستوئیں چاہے منشیہ کتنی ہی اکٹھی کرے۔ پرنتو نام کے بنا اِس کا کچھ بھی مولیہ نہیں ہے۔ سنسار کی درشٹی سے چاہے وہ ہر پرکار سے ترقی یافتہ نظر آئے۔ اگر اُس میں بھگوان کے نام کی لگن نہیں ہے تو وہ پرمارتھ کی درشٹی سے کنگال سمجھا جائے گا۔ اور اُس کی نسبت ایک منشیہ دھن ہین۔ روپ ہین۔ نیچ جاتی اور ہر پرکار سے نربل ہے۔ لیکن اگر اُس کی بھگوان کے نام کے ساتھ پریت ہے تو وہ مالک

کے دربار میں آدر اور پرشنسا کا ادھیکاری ہے۔

دوہا

نام جپت کنیا بھلی - ساکت بھلو نہ پوت
چھیری کے گل گلتھنا - جا ہیں دودھ نہ موت
نام جپت دریدری بھلا - ٹوٹی گھر کی چھان
کنچن مندرا جار دے - جہاں بھگتی نہ سارنگ پان
نام جپت کُشٹی بھلا - چوئی چوئی پڑے جو چام
کنچن دیہہ کس کام کی - جا مُکھ ناہیں نام
(کبیر صاحب)

اَرتھ - نام جپنے والی بھگتی بھاؤ میں لین گھر بس اگر پُتری ہو - تو وہ ایسے پُتر سے ہزار درجہ اچھی ہے، جو نام سے بےمُکھ ہے۔

نام ونت مُنشیہ اگر ایسا کنگال بھی ہو کہ گھر کی جھونپڑی بھی ٹوٹی پھوٹی ہو - اور اِتنی شکتی بھی اُس میں نہ ہو کہ وہ اُسے ٹھیک کرا سکے - لیکن وہ اُس دھنوان سے لاکھ گُنا اُتم ہے جو سوَرن کے مندروں میں واس کرتا ہُوا بھگوان کے نام سے خالی ہے۔

نام جپنے والا اگر کُشٹی بھی ہے تو بھی مالک کو پیارا ہے - کیونکہ نام سے ہین کنچن کے سمان سُندر دیہہ رکھنے والا مُنشیہ کس کام کا؟

اِس واسطے سمپورن گرنتھوں اور شاستروں میں مُنشیہ کو نام جپنے کے لئے زور دیا گیا ہے - کیونکہ اِس کے بنا سنسار کے سارے پدارتھ تھوتھے ہیں اور جس پرکار دھن ہین مُنشیہ کا سنسار کی درشٹی میں کوئی مان نہیں ہوتا - اِسی پرکار نام سے ہین مُنشیہ سنتوں کی درشٹی میں کنگال سمجھا

جاتا ہے اور مالک کے دربار میں اُس کا کوئی آدر نہیں ہوتا۔

دوھا

کبیر سب جگ نردھنا۔ دھن ونتا نہیں کوئے
دھن ونتا سوئی جانیئے۔ جاں کے ست نام دھن ہوئے (کبیر صاحب)

ارتھ۔ سارا سنسار غریب اور کنگال ہے۔ اِن میں ایک بھی دھنوان نہیں ہے۔ اصلی دھنوان منشیہ وہ ہے جس کے پلّے ست نام کا دھن ہے۔ وچار وانوں کا کتھن ہے کہ "ودّیا کنٹھ اور مایا گنٹھ" ارتھات ودّیا وہ کام کی ہے جو تم کو کنٹھ یاد ہو تاکہ ضرورت کے سمے تم کو پوتھی پتر انہ ڈھونڈنا پڑے اور دھن وہ تمہارا ہے جو تمہاری گانٹھ میں موجود ہے۔ گھر میں تم لاکھ دھنی کہلاتے ہو، اگر پردیس میں تمہاری جیب میں پیسہ نہیں ہے تو وہ گھر کا دھن تمہارے کس کام؟ تمہارا دھن وہ ہے جو تمہیں کشٹ کے سمے کام دے۔ اِس لئے سنت کہتے ہیں کہ یہ دُنیاوی دھن چاہے تم جتنا بھی اکٹھا کر لو لیکن پرلوک میں تو کیول نام کا دھن ہی سہائیک ہوگا! —— مہاپُرشوں کا وچن ہے:-

جیہہ مارگ کے گنے جاہیں نہ کوسا
ہر کا نام اُوہاں سنگ توشہ
جیہہ پینڈے مہا اندھ غبارا
ہر کا نام سنگ اُجیارا
جہاں پنتھ تیرا کو نہ سِجانو
ہر کا نام تہہ نال پچھانو
جہہ مہا بھیان تپت بہُو گھام
تہہ ہر کے نام کی تم اُوپر چھام

جہاں تِرکھا من تجھ آ کر کھے
تہہ نانک ہر ہر امرت بَرکھے

گوُرو بانی صفحہ ۲۶۴ (سکھمنی صاحب)

یہ نام کا دھن کیسا ہے؟ سدا اُجر اور امر ہے۔ اِسے نہ چور لُوٹ سکتے ہیں، نہ آگ جلا سکتی ہے، نہ ہی اور کوئی ہانی پہنچ سکتی ہے۔ جس کی گانٹھ میں نام کا دھن ہے، اُسے پھر کمی کس بات کی ہے۔ وہ شاہوں کا بھی شاہ ہے۔ سب رِدّھیاں سدّھیاں ہاتھ باندھے اُس کی سیوا میں کھڑی رہتی ہیں۔

دوہا

جاں کی گانٹھی نام ہے۔ تا کے ہیں سب سِدّھ
کر جوڑے ٹھاری سبھی۔ اشٹ سِدّھ نَو نِدھ (کبیر صاحب)

نام پتت پاون ہے۔ یہ پاپیوں کے تارنے والا ہے۔ پراچین سمے میں اجامل۔ گنکا۔ بالمیک نامدیو۔ سدنا۔ سَین۔ روی داس اور شبری بھیلنی وغیرہ انیک ہی نیچ اور پاپ کرنتا جیو کیول نام کے پربھاو سے سنسار سمندر سے پار ہو گئے ہیں اور یہ نام بھگتوں کے سمپورن کشٹوں کو ہرنے والا ہے، جس کے ہاتھ میں نام کا کھڑگ ست گوُرو نے دیا ہے۔ وہ ہر بلا سے نِربھئے ہو جاتا ہے۔ اور پل بھر میں کرم بندھن کو کاٹ کر سنسار سے مکت ہو جاتا ہے۔

سورٹھا

کیوں چھوٹے جم جال۔ بہو بندھن جیو بندھیا
کاٹیں دِین دیال۔ کرم پھند اِک نام سے

کاٹو جم کے پھند - جیہی پھندے جگ پھندیا
کٹے تو ہوئے نشنک - نام کھڑگ ست گور دیو
(کبیر صاحب)

اور جس پرکار تھوڑی سی اگن بھی کروڑوں من سُوکھی لکڑیوں کو جلاکر بھسم کر دیتی ہے اسی پرکار سنت کہتے ہیں کہ گوِرو کے نام سے سنسار کے کروڑوں وِگھن پل بھر میں دُور ہو جاتے ہیں ۔

دوھا

کبیر ست گور نام سے - کوٹ وِگھن ٹر جائے
رائی سمان بسندرا - کیتا کاٹھ جلائے

نام اور نامی میں کوئی بھید نہیں ہے ۔سنت فرماتے ہیں ۔اے جیو! اگر تجھے سچ مچ اُس مالک کے درشن کی اِچھا ہے تو نام سے پریت کر ۔ کیونکہ وہ نام سے الگ نہیں ہے ۔جب تجھ کو نام کی پراپتی ہو جائے گی تو پھر مالک تجھ سے دُور نہیں رہے گا ۔
کسی مہاتما کا وچن ہے :-

شعر

وصالِ حق طلبی ہم نشیں نامش باش
بود وصالِ خدا در وصالِ نامِ خدا
یقینی بداں کہ باحق نشست شب و روز
چوں ہم نشیں تو باشد خیالِ نامِ خدا

مطلب :- اگر تجھے مالک سے ملنے کی خواہش ہے ۔تو اُس کے نام سے ملاپ کر ۔ کیونکہ

مالک کے نام کا ملاپ مالک ہی کا ملاپ ہے اور یہ نشچے جان کہ اگر تیرے من میں ہر سمے مالک کے نام کا خیال ہوگا۔ تو سمجھ لے کہ وہ مالک دِن رات تیرے پاس بیٹھا ہُوا ہے۔

واک

جب لگ جوبن ساس ہے۔ تب لگ نام دِھیائے
چلدیاں نال ہر چلسی۔ ہر انتے لے چھڈائے

گورو بانی صفحہ ۸۲۔ (سری راگ محلہ ۴)

ارتھات:۔ جب تک اِس دیہی کے اندر سوانس آجا رہے ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ نام کا سمرن کرتے رہیں۔ کیونکہ نام ہمارا پرلوک کا ساتھی ہے۔ اگر انت سمے نام کا کھڑگ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ تو ہم بے شک موہ مایا کے بندھنوں کو کاٹ کر مکت ہو سکتے ہیں۔

دوھا

نام جو رتّی ایک ہے۔ پاپ جو رتّی ہزار
آدھ رتّی گھٹ سنچرے۔ جار کرے تن چھار
نام جپت سب مِٹ گئے۔ من نشا کے داغ
مانو چنگی آگ کی۔ پڑی پرانے گھاس (کبیر صاحب)

اگر تم پاپ ونت ہو۔ اور جنم جنمانتروں سے پاپ ہی کرتے چلے آ رہے ہو۔ تو چنتا پھر بھی نہ کرو۔ کیونکہ نام میں اِتنی شکتی ہے کہ وہ اگر رتّی بھر بھی تمہارے گھٹ میں سما جائیگا تو کروڑوں جنموں کے پاپ پل بھر میں دگدھ ہو جائیں گے۔ جیسے پرانے گھاس کے ڈھیر کو ذراسی اگنی بھی جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ ایسے ہی نام جنم جنمانتروں کے پاپوں کو ناش کر دیتا ہے اور جیسے سورج کے نکلتے ہی اندھکار کا ناش ہو جاتا ہے۔ جیسے سردی کا موسم آتے ہی موسم گرما کا پربھاو جاتا رہتا ہے

جیسے پانی کے پینے سے پیاس بُجھ جاتی ہے۔ جیسے اَوشدھی کے سیون کرنے سے روگ نہیں رہتا۔ جیسے بھوجن پالینے سے بھُوک مِٹ جاتی ہے۔ اَیسے ہی نام کے سِمرن سے سب پاپ دُور ہو جاتے ہیں اور مُکتیہ شانتی کو پراپت ہوتا ہے۔ یہ گیان اگنی ہے جو کروڑوں جنموں کے سنچت کرموں کو جلاکر راکھ بنا دیتی ہے۔

دوھا

کوٹ کرم کٹ پلک میں۔ جو رنچک آوے نام
جُگ انیک جو پُنیہ کر۔ نہیں نام بن ٹھام
سبھی رسائن ہم کری۔ نہیں نام سم کوئے
رنچک گھٹ میں سنچرے۔ سب تن کنچن ہوئے
ست نام نج اَوشدی۔ ست گورُ دیئی بتائے
اَوشدھی کھائے سُپتھ رہے۔ تا کی ویدن جائے
(کبیر صاحب)

اور جیسے گھر میں دِیپک جلانے سے پرکاش ہو جاتا ہے۔ اَیسے ہی ہردے میں نام پرگٹ ہونے سے موہ رُوپی اندھکار جاتا رہتا ہے۔ کُبدھی ناش ہوکر سُبدھی پرکاشت ہوتی ہے اور جیو ترگُنی مایا۔ ست، رج، تم، سے نیارا ہوکر چوتھے پد میں جا نِواس کرتا ہے۔

کُنڈلی

دِیپک بارا نام کا۔ محل بھیا اُجیار
محل بھیا اُجیار۔ نام کا تیج بِراجا
شبد کیا پرکاش۔ مانسر اُوپر چھاجا

دسوں دِسا بھئی سُدھ۔ بُدھ بھئی نِرمل ساچی
چھُٹی کُمتّی کی گانٹھ۔ سُمتّی پرگٹ ہوئے ناچی
ہوت چھتّیسوں راگ۔ داغ ترگُن کا چھُوٹا
پُورن پرگٹے بھاگ۔ کرم کا کلسا پھُوٹا
پلٹُو اندھیاری مِٹی۔ باتی دِینہی ٹار
دِیپک بارا نام کا۔ محل بھیا اُجیار
(پلٹُو صاحب)

اِس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہم نام کے بِنا کسی دستُو کی بھی آشا نہ رکھیں اور گُورو کے چرنوں میں پہنچ کر نام دان مانگنے کے لئے اِس پرکار پرارتھنا کریں۔

شبد

ہر کے جَن ست گُورُ ست پُرکھا بنوں کرُوں گُورُ پاس
ہم کیڑے کِرم ست گُورُ سرنائی کر دَیا نام پرگاس
میرے مِیت گُورُ دیو مو کو رام نام پرگاس (۱)
گُورمت نام میرا پران سکھائی ہر کیرت ہمری رہ راس اِک ہاوٗ
ہر جَن کے وڈ بھاگ وڈیرے جن ہر ہر سردھا ہر پیاس
ہر ہر نام مِلے ترِپتا سہ، مِل سنگت گُن پرگاس (۲)
جِن ہر ہر ہر رس نام نہ پایا تے بھاگ ہین جم پاس
جو ست گُورُ سرن سنگت نہیں آئے دھرگ جیوے دھرگ جیواس (۳)

جن ہر جن ست گور سنگت پائی تن دھر مستک لکھیا لکھاس
دھن دھن ست سنگت جت ہر رس پائیا مل جن نانک نام پرگاس (۴)
گوروبانی صفحہ ۱۰ - (گجری محلہ ۴)

نام کیا ہے؟

مالک کے انیک نام ہیں - جو اپنے اپنے وقتوں میں سنتوں اور بھگتوں نے اُچارن کئے ہیں - کوئی اُسے رام رام کہتے ہیں - کوئی اُس کا اوم نام بتلاتے ہیں - کوئی ست نام - ایشور یا پرمیشور کہہ کر یاد کرتے ہیں - مطلب یہ کہ ایسے اننت نام ہیں - جو اُس کے بھگتوں نے رچے ہیں - ہم اِن سب ناموں پر بلہار ہیں - کیونکہ یہ سب اُس مالک کے نام ہیں لیکن نام کے سمرن میں لگنے سے پہلے جگیاسو کو اِس بات کے سوچنے کی ضرورت ہے کہ اصل میں وہ نام کونسا ہے جس کے جپنے سے جیو کے مایا وی بندھن ٹوٹتے ہیں اور سچی موکش ملتی ہے -

واک

کون کرم ودیا کہو کیسی دھرم کون پھن کریئی
کون نام گورو جا کے سمرے بھو ساگر کو تریئی
گوروبانی صفحہ ۶۳۲ (سورٹھ محلہ ۹)

سنتوں کا نام سے مطلب ذاتی نام ہے - یہ زبان دوارا جتنے نام جپے جاتے ہیں - یہ صِفاتی نام ہیں اور یہ سب رشی منیوں نے اُس مالک کی صفتوں کو پرگٹ کرنے کے لئے آپ اُچارن کئے ہیں -

چونکہ صفتیں اور نعمات گن اُس کے اننت ہیں - اِس لئے صِفاتی نام بھی مالک کے اننت ہیں لیکن ذاتی نام ارنعمات جو بیج نام ہے - وہ ایک ہی ہے اور وُہی اصلی نام ہے - جس کے

چلنے سے منشیہ مکتی کا ادھیکاری بنتا ہے۔
سنسار میں یہ بات عام طور پر دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ پاٹھ کرتے ہیں۔ مالا پھیرتے ہیں۔ اور نام بھی جپتے ہیں۔ لیکن یہ شکایت اُن کی پھر بھی دُور نہیں ہوتی کہ من کو شانتی نہیں ہے من نہیں ٹھہرتا۔ رام رام کہتے ہیں۔ لیکن من پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ گِلہ اُن کی زبان پر سدا بنا ہی رہتا ہے۔ پڑھتے ہیں۔ سُنتے ہیں۔ وِچارتے ہیں۔ مگر من کی دَشا ویسی کی ویسی ہی رہتی ہے۔
بھلا منشیہ نام بھی جپے اور پھر دُکھی بھی بنا رہے۔ بھجن کرے اور پھر کلیش اور کلپنائیں اُس کا پیچھا نہ چھوڑیں۔ آخر اِس کا کارن کیا ہے ؟ یہ بات ذرا سوچنے وِچارنے کے یوگیہ ہے۔

واک

رام رام سَب کو کہے۔ کہیئے رام نہ ہوئے
گُور پرسادی رام من وَسے تا پھل پاوے کوئے (گوجری محلہ ۳)
گورو بانی صفحہ ۴۹۱

کہنے کو تو ہم تُم سب ست نام۔ اوم۔ ایشور۔ پرماتما اِتیادِک انیک نام کہہ لیتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں۔ لیکن اُن کا پُورا لابھ ہم کو کیوں نہیں ہوتا ؟ اِس کا ایک کارن تو یہ ہے کہ یہ سب نام من مَتی سے لئے جاتے ہیں۔ گورمتی سے نہیں لئے جاتے۔ من متی سے جپا ہُوا نام پھل دائیک نہیں ہُوا کرتا۔ اور گورمتی دوارا جو نام جپا جاتا ہے۔ وہ لابھ دائیک ہوتا ہے۔ کارن یہ کہ من کی منی مایا کے گھیرے کے اندر رہے۔ من جو کچھ بھی سوچے گا۔ مایا کے اندر سوچے گا۔ اِس کی دَوڑ چاہے کتنی ہی دُور دراز کی ہوگی۔ مایا سے باہر نہیں ہوگی۔

یتھا

گو گوچر جہاں لگ من جائی
سو سب مایا جانو بھائی (رامائن)

جب من خود مایا سے بنا ہے اور مایا کا ہی رُوپ ہے تو پھر اِس کی رہنمائی جیو کو مایا سے مُکت کیسے کر سکتی ہے؟ مان لیا کہ سنسار میں لوگ نام - دان - اشنان - تیرتھ - برت - نیم - دھرم اور پاٹھ پُوجا وغیرہ شُبھ کرم کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اِن سب میں اُن کی رہنمائی کون کرتا ہے؟ اُتر ملے گا کہ من - وہ جو کچھ کرتے ہیں، من کی آگیا سے کرتے ہیں - ارتھات جو کچھ من اُن کو راستہ بتلاتا ہے - اُسی پر چلتے ہیں اور جو وہ حُکم دیتا ہے اُسی پر عمل کرتے ہیں - چاہے یہ سب شُبھ کرم ہی ہیں اور اِن کا پھل بھی شُبھ ہی ہوگا - لیکن ہر صورت میں مایا کے اندر ہوگا - مایا سے جیو چھُوٹ نہیں سکے گا - کیونکہ جب من خود مایا کے اندر ہے تو اُس کی رہنمائی جیو کو مایا سے باہر کیسے کر سکتی ہے؟

دوہا

من مُرید سنسار ہے - گُورو مُرید کوئی سادھ
جو مانے گُورو وچن کو - تاں کا متا اگادھ

اگیان نام اندھکار کا ہے - اگیانی جیو چاہے کتنے ہی ہاتھ پاؤں مارتے رہیں اُس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں ہے - کیونکہ اندھیرے میں کیا ہُوا کام کبھی بھی ٹھیک نہیں سمجھا جاتا - جب اگیانی جیو اندھیرے میں ہیں تو پھر ایسی حالت میں وہ اپنی بھلائی کی سوچ ہی کیا سکتے ہیں؟ شُبھ کرم کرنے اچھے ہیں - بالکل کچھُ نہ کرنے سے تو کسی نہ کسی نام کا جاپ کرنا بھلا ہے - لیکن جو گُورو متی دوارا نام جپا جائے گا - اُس کا پھل کچھ اَور ہوگا اور من متی سے نام جپنے کا پھل کچھ اور ہوگا - اِن دونوں میں فرق بہت ہے - گُورو متی نام بھگوان سے ملائے گا اور من متی نام مایا میں گرائیگا مان لو - اگر سوَرگ کا سُکھ بھی پراپت ہو جائے تو بھی کچھ نہیں - کیونکہ سوَرگ بھی مایا ہے - اِسی کارن سے سنتوں کا یہ اُپدیش ہوتا ہے کہ جیو کو من متی تیاگ کر گُورو متی دھارن کرنی چاہیئے جس سے وہ مایا کے بندھنوں سے چھُوٹ کر مُکتی کو پراپت کرے۔

اِس لئے اپنی من متی سے بھلے ہی ہم نام جپتے ہوں - لیکن گیان کا سُورج تب تک پرکاش مان نہیں ہوگا - جب تک گُورو متی دوارا نام کا سِمرن نہ کریں گے۔

دوھا

رام رام سب کوئی کہے۔ کہنے کا وِچار
وُہی رام سادھو کہیں۔ وُہی کہے سنسار

اور دُوسرا کارن نام سے لابھ نہ اُٹھانے کا یہ ہے کہ لوگ نام کے اصلی رُوپ کو نہیں جانتے اُن کو اصلی نام کا گیان نہیں ہے۔ اگر اصلی نام اُن کو مِلا ہوتا تو وہ ضرور ہی سچّے سُکھ اور شانتی کو پراپت ہُوئے ہوتے۔ لیکن دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ وہ رام رام کا پاٹھ کرتے ہوئے بھی دُکھوں کا شِکار بنے رہتے ہیں۔ اِس سے ثابت ہے کہ وہ ابھی تک نام کی اصلیّت سے دُور ہیں۔

نام دراصل کوئی اکشر نہیں ہے اور نہ وہ لکھنے پڑھنے اور جِیبھا پر لانے کا وِشے ہے اگر نام کوئی اکشر ہوتا تو پھر منُشیہ کو سنت ست گوُرو کی شرن میں جانے کی ضرُورت نہ ہوتی بے انت پوتھیاں پُستکیں اکشروں سے بھری پڑی ہیں، وہیں سے نام پراپت کر لیا جاتا۔ اگر نام لکھنے پڑھنے کی وستو ہوتی تو سنسار میں بڑے بڑے وِدوان اور پنڈت ہو گذرے۔ اُن کو نام مِل گیا ہوتا۔ راون چاروں ویدوں کا وِکتا تھا۔ لیکن نام کی مہما کو اُس نے کبھی نہ جانا گوسوامی تُلسی داس جی سب شاستروں کے گیاتا اور بڑے اُچیہ کوٹی کے وِدوان تھے۔ لیکن نام کے بِنا کامدیو کے ہاتھوں ایسے مُور چھِت ہوئے جس کا ورنن نہیں ہو سکتا۔ وِدّیا نے کچھ بھی سہایتا وہاں نہ کی۔ مگر جب گوُرو کا مِلاپ ہُوا تو اصلی نام کی خبر پڑی۔ اِس واسطے نام، پُستکوں میں نہیں ہے، وہ گوُرو کے آدھین ہے اور سدا گوُرو وشِش کے انتر گت سینہ بہ سینہ اُترتا چلا آتا ہے۔

واک

بِن ست گوُر ہر نام نہ لبھئی
لکھ کوٹی کرم کماؤ

گوُرو بانی صفحہ ۴۰ (شری راگ محلہ ۴)

یہ جتنے بھی شاستر اور گرنتھ ہیں - اِن سب کا کرتا مُنشیہ ہے - یہ مُنشیہ کے بنائے بنے ہیں اور مُنشیہ کے بُلائے بولتے ہیں - لیکن جس کے بُلائے مُنشیہ بولتا ہے - وہ کیا وستو ہے ؟ وہی نام ہے اور اُسی نام کی مہما کرتے کرتے گرنتھ اور شاستر ہار گئے ہیں - لیکن پار اُس کا پھر بھی نہیں پا سکے -

ذاتی نام کسی کا بنایا ہُوا نہیں ہے - وہ قُدرتی وستُو ہے بلکہ قُدرت کی بھی جان ہے اور کُل رچنا کا کرتا دھرتا ہے - بے انت کھنڈ - برہمانڈ - آکاش - پاتال - پُریاں اور بھون یعنی تمام لوکوں کی رچنا کا آدھار ہے - یہ سب جیو جنت - پشُو پکشی - مُنشیہ اور دیوتا وغیرہ اُسی کے آشرے چلتے پھرتے دِکھائی دیتے ہیں کیونکہ یہ نام سب جانداروں کی جان اور سب کے پرانوں کا پران ہے -

واک

نام کے دھارے سگلے جَنت
نام کے دھارے کھنڈ برہمنڈ
نام کے دھارے سِمرت بید پُران
نام کے دھارے سُنن گیان دِھیان
نام کے دھارے آگاس پاتال
نام کے دھارے سَگل آکار
نام کے دھارے پُریاں سبھ بھوَن
نام کے سنگ اُدھرے سُن سرون
کر کِرپا جِس آپنے نام لائے

نانک چوتھے پد مہہ سو جن گت پائیے (سکھمنی صاحب)
گورو بانی صفحہ ۲۸۴

جب نام کھنڈوں برہمانڈوں اور اُن میں بسنے والے سمپوُرن جیو جنتوؤں کو بھی شکتی بخشنے والا ہے اور سب پرانی اُسی کے آدھار پر چلتے پھرتے - کھاتے پیتے - بولتے چالتے اور سب کام کرتے دکھائی دیتے ہیں تو پھر وہ قلم دوات کا غذ اور اکشروں یا جیبھا کے آدھین کیونکر ہو سکتا ہے - ذاتی اور صفاتی نام میں بڑا فرق ہے - عام طور پر سنسار میں جہاں کہیں بھی نام کا سلسلہ نظر آتا ہے - وہاں یہی کچھ ہے کہ جیبھا ہلی تو نام بھی ہلا - جیبھا چلی تو نام بھی چلا - اگر کسی سمے جیبھا اور ہاتھوں میں ہلنے جُلنے کی شکتی نہیں رہی تو نام کا سلسلہ بھی ختم - اب آپ سوچ سکتے ہیں کہ یہ نام انت سمے جب جیبھا وغیرہ سب اِندریاں کام کرنے کے ناقابل ہو جاتی ہیں تب کہاں تک سہایتا کر سکتا ہے ؟

دوہا

ست گورو ایسا کیجئے پڑے نشانے چوٹ
سمرن ایسا کیجئے جیبھا ہلے نہ ہونٹ (کبیر صاحب)

زبان سے جو کچھ بولا جاتا ہے یا بولا گیا ہے (اِس میں سب گرنتھوں اور شاستروں کا سلسلہ آگیا ہے) یہ سب اُس نام کی ایک بوند کی پیدا وار ہے -

واک

بید پُران سمرت سُدھا کھر - کینے رام نام اِک آکھر
کنکا ایک جس جیا بساوے - تا کی مہما گنی نہ آوے
گورو بانی صفحہ ۲۶۲ (سکھمنی صاحب)

نام اکھُٹ بھنڈار ہے اور اتھاہ سمندر ہے - جس کا کوئی پارا وار نہیں ہے - اُس اتھاہ

سُمندر کی ایک بُوند نے جب زبان پر آ کر اُس کو حرکت دی تو یہ پڑھنے لکھنے کا سلسلہ پرگٹ ہو آیا۔ گرنتھ اور شاستر رچے گئے۔ اب وچار کرنا چاہیئے کہ وہ نام کیا وستو ہے؟ اور گرنتھوں، شاستروں و ذاتی نام کے درمیان کتنا فرق ہے؟

کہا جاتا ہے کہ جس سادھو یا سنت نے گرنتھوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ وہ سنت کیسا؟ لوگوں کے وچار میں شاید سادھو یا سنت اُس کو سمجھا جاتا ہے جو بہت سے گرنتھ پڑھا ہو۔ اِس حساب سے تو سنتوں کو بنانے والے شاستر ہُوئے کہ جو شاستروں کو پڑھ لے، وہ سادھو۔ اور جو نہ پڑھے، وہ سادھو ہی نہیں۔ اگر یہ خیال ٹھیک ہے تو پھر سوال اُٹھتا ہے کہ شاستر کہاں سے آئے ہیں؟ اُن کو کس نے بنایا ہے؟ یہ بھی تو آخر سنتوں کے ہی بنائے ہوئے ہیں جس وِدّیا کے بل سے سنتوں نے یہ وِدّیا رچی ہے، وہ کیا ہے؟ وہی نام ہے اور اُسی نام کا آدھار لے کر سنت وِچرتے ہیں۔ وہ اِس باہری وِدیا کے آدھین نہیں ہوتے بلکہ اُن کا وچن ہی اصلی وِدیا ہوتا ہے اور جو وہ فرماتے ہیں وُہی گرنتھ اور شاستر بن جاتے ہیں۔ اب سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ ذاتی نام اور صِفاتی نام کی حیثیت میں کتنا فرق ہے؟

شری بابا نانک دیو جی مہاراج جب بال پن کے سمے میں ماتا پتا کے کہنے پر وِدّیا پڑھنے کے لئے پاٹھ شالہ بھیجے گئے۔ تو پاندھے نے پٹی لکھ کر پڑھنے کو دی۔ لیکن آپ نے صاف اِنکار کر دیا۔ پاندھے نے پُوچھا:— نانک! اور لڑکوں کو تو مَیں جو کچھ لکھ دیتا ہوں۔ وہ میری شِکشا کے انُوسار اُسے پڑھتے ہیں لیکن تُو کیوں نہیں پڑھتا۔ آپ نے فرمایا:— مَیں اِس جھوٹے کاغذ پر جھُوٹی سیاہی سے لکھی ہوئی پٹی نہیں پڑھوں گا۔ پاندھا حیران ہوا کہ یہ عجیب بالک ہے؟ پُوچھا تُو کون سی پٹی پڑھے گا؟ آپ نے اُتّر دیا۔ سُن پاندھا! مَیں تجھے اصلی پٹی بتلاتا ہوں۔ اگر تُو اُس کو پڑھا سکتا ہے تو پڑھا۔ ورنہ جھوٹی پٹیاں پڑھنے کے لئے مَیں نہیں آیا ہُوں۔ آپ فرماتے ہیں:—

واک

جال موہ گھس مس کر مت کاگد کر سار
بھاؤ قلم کر چیت لیکھاری گور پچھ لکھ بیچار

سری راگ محلہ پہلا
گورو بانی صفحہ ۱۶

اُرتھ - موہ جال کو گھس کر اُس کی سیاہی تیار کر منیؔ اُتھات بُدھی رُوپی کاغذ بنا - بھاو اُتھات پریم کی قلم سے چِت لکھاری بنے - لیکن بُدھی رُوپی کاغذ پر پریم کی قلم سے چِت لکھے کیا ؟ جو گُورُو آ گیا دیں - بھاو یہ کہ اسے پاندھا ! من منی کو تیاگ کر گُورُو متی کو دھارن کر یہی اصل وِدیا ہے اور مَیں اِسی گُورُو متی وِدیا کا وِدیارتھی ہُوں -

اِس سے سِدھ ہوتا ہے کہ بابا نانک جی مہاراج نے اِس سنساری وِدیا کی کوئی خاص ضرورت نہیں سمجھی - اور نہ ہی اِس کو گرہن کیا ہے اور کرتے بھی کیوں ؟ جب وہ آتمک اُتھات برہم وِدیا کے مالک تھے اور جیوؤں کو برہم وِدیا کا دان دینے آئے تھے - تو اُنہیں باہر کی وِدیا کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

دوھا

پڑھ پڑھ کے پتھر بھئے - لِکھ لِکھ بھئے جو اینٹ
کبیرؔ انتر پریم کی - لاگی نیک نہ چھینٹ
پڑھ پڑھ کے پتھر بھئے - لِکھ لِکھ کیتی چوڑ
جس پڑھنے سے رَب مِلے - سو پڑھنا کچھ اور (کبیر صاحب)

دوھا

پڑھنا گڑھنا چاتُری - یہ تو بات سہل
کام دہن من بس کرن - گگن چڑھن مُشکل

اِسی پرکار صاحب بھی فرماتے ہیں :-

شبد

پڑھ پڑھ گڈی لدیئے پڑھ پڑھ بھریئے ساتھ

پڑھ پڑھ بیڑی پائیے پڑھ پڑھ گڈیئے کھات
پڑھیئے جیتے برس برس پڑھیئے جیتے ماس
پڑھیئے جیتی آرجا پڑھیئے جیتے ساس
نانک لیکھے اِک گل ہور ہَوں مَیں جھکنا جھاکھ
(آسادی وار) گُورُو بانی صفحہ ۴۶۷

اب آگے اِس کو اور بھی واضح کرتے ہیں :۔

لِکھ لِکھ پڑھیا تیتا کڑھیا بہُو تیرتھ بھَویا تیتو لَویا
بہُو بھیکھ کِیا دیہی دُکھ دِیا سہو وے جیا اپنا کیا
اَن نہ کھایا ساد گوایا بہُو دُکھ پایا دُوجا بھایا
بستر نہ پہرے اہنِس قہرے مون وِگُوتا کیوں جاگے گُور بِن سُوتا
پگ اُوپے تانا اپنا کِیا کمانا اَل مَل کھائی سِر چھائی پائی
مُورکھ انّدھے پَت گوائی بِن ناویں کِچھ تھائے نہ پائی
رہیے بییانی مڑھی مسانی انّدھ نہ جانے پھر پچھتانی
ست گُور بھیٹے سو سُکھ پائے ہر کا نام من وسائے
نانک ندر کرے سو پائے۔ آس انّدیسے تے نِہ کیول ہَوں مَیں سبد جلائے
(آسادی وار) گُورُو بانی صفحہ ۴۶۷

اِس کا اَرتھ کوئی یہ نہ سمجھے کہ پڑھنا منع ہے یا گرنتھوں کا پاٹھ نہیں کرنا چاہیئے۔ اصل بھاو یہ ہے کہ پڑھ کر اُن کے تتو کو سمجھنا چاہیئے۔ گرنتھ بھی ضروری ہیں۔ اِن کے پاٹھ سے منشیہ کو بہت کچھ لابھ

ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک اِن کی پہنچ ہے، وہاں تک ہی پہنچا سکتے ہیں۔ یہ آپ سب کچھ نہیں ہیں۔ اِن کے پرے اور بھی کچھ ہے۔ یہ ہم کو گورو کے دوارے تک پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔ اُس کے آگے پھر کام گورو کا ہے۔ راستہ گورو کی سہائیتا سے طے ہوگا۔ منزل پر گورو کی دیا سے پہنچنا ہوگا۔ شاستر گرنتھ پرمارتھ کے راستے میں پہلی سیڑھی ہیں۔ یہ صِفاتی نام ہیں لیکن صِفت یا گنوں کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ کِسی منشیہ کا اگر نام لیا جاتا ہے۔ تو وہ کِسی مطلب کے بِنا نہیں ہوتا۔ اور وہ مطلب خود اُس منشیہ کو مِلنے سے سِدّھ ہوتا ہے۔ صِفاتی نام ذات کی طرف کیولی اِشارہ کرتے ہیں۔ اُس کے آگے اِن کی پہنچ نہیں ہے۔ لیکن کام جب ہوگا۔ اصل کے ملاپ اور اصل کے پانے سے ہوگا۔ ایک منشیہ کا کوئی کام ہے جو کلکتہ میں ہو سکتا ہے۔ اُس نے کلکتہ کی صِفت سُنی اور اُس کا گیان پراپت کیا۔ ٹھیک ہے یہ ضروری تھا لیکن یہ بات اُس کو سدا کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ صرف کلکتہ کے حالات کو بار بار پڑھتے اور سُنتے رہنے سے وہ کلکتہ پہنچ نہیں سکتا۔ کلکتہ تب پہنچے گا، جب وہ گھر سے نِکل کر سفر کرنا شروع کرے گا۔ اُس مارگ میں ممکن ہے۔ اُسے کئی پرکار کے کشٹوں کا سامنا بھی کرنا پڑے۔ بھوک۔ پیاس گرمی۔ سردی اور بے آرامی وغیرہ کئی پرکار کی سختیوں سے گذرنا پڑے۔ مگر کام جب ہوگا۔ کلکتہ پہنچ کر ہی ہوگا اور سفر طے کرنے کے بعد ہوگا۔ ایسے ہی نام کی صِفتیں کرتے رہنے سے نام نہیں مِلتا۔ نام تب مِلے گا۔ جب نام کی کمائی کی جائے گی اور وہ کمائی گورو کی رہنمائی سے ہوگی۔

دوھا

بِن دیکھے بِن درس پرس کے۔ نام لئے کیا ہوئے
دَھن کے کہت دھنی جو ہوئے۔ تو نِردھن رہے نہ کوئے
(کبیر صاحب)

ارتھ۔ اگر خالی روپیہ روپیہ کہنے سے منشیہ دھنی ہو جاتا۔ تو سنسار میں ایک بھی نِردھن نہ رہتا۔ ایسے ہی نام نام کہنے سے پورا لابھ نہیں ہے۔ جب تک کہ نام مِل نہ جائے۔

کبت

کھانڈ ہی کو نام لیت مُکھ ناہیں میٹھا ہوت
ہوت پُنی میٹھا مُکھ کھانڈ ہی کے کھان سے
نیم کے نام لیت مُکھ ناہیں کڑوا ہوت
ہوت کڑوا مُکھ پُنی نیم کے چبان سے
پانی ہی کا نام لیت پیاس ناہیں بُجھے کبھی
پیاس سوئی بُجھے پُنی پانی ہی کے پان سے
رام رام کہنے سے ہی شانتی نہ ہوت کبھی
شانتی تو ہوئے پُنی رام کی پہچان سے

پانی پانی کہنے سے پیاس نہیں بُجھتی ۔ جب تک کہ پانی پیا نہ جائے ۔ روٹی روٹی کہتے رہنے سے پیٹ نہیں بھرتا ۔ جب تک کہ روٹی کھائی نہ جائے ۔ کسی شہر میں پہنچنے کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے ۔ خالی اُس کا نام لیتے رہنے سے منزل طے نہیں ہوتی ۔ تمہارے گھر میں اندھیرا ہے ۔ تم دیپک کا نام ہزار بار لیتے رہو ۔ روشنی نہیں ہوگی ۔ روشنی تب ہوگی ۔ جب تم دکان سے دیپک خرید کر اور اُس میں تیل ڈال کر جگاؤ گے ۔ جتنا فرق دیپک کے نام اور دیپک میں ہے ۔ اُتنا ہی فرق ذاتی اور صفاتی نام میں بھی سمجھ لو ۔ سب قادر بھی پونیاں اور گرنتھ جو تم دیکھ رہے ہو ۔ سب اُس پوتر ذات کی صفات ہیں ۔ جو اُس پوتر آدرش کی طرف انگلی کا اشارہ کر رہے ہیں ۔ اِسی درِشٹی سے سنت مت کے آچاریوں نے باہر مُکھی پڑھائیوں کی جگہ انتر مُکھ سادھن کی طرف اَدھک زور دیا ہے اور سُرت کو ہر طرف سے ایکاگر کر کے اپنے اندر میں چڑھانے

کی شِکشا دی ہے۔

واک

بید کتیب سِمرت سب ساست
اِن پڑھیاں مُکت نہ ہوئی
ایک اَکھر جو گوُرمکھ جاپے
تِس کی نِرمل سوئی

گوُرو بانی صفحہ ۷۴۷
(سُوہی محلہ ۵)

یہ قدُرتی بات ہے کہ مُنشیہ مُنشیہ سب ایک ہیں اور سب ایک ہی اِیشور کے بندے ہیں اور ایک ہی پرم پِتا کے پُتر ہیں۔ نیچ سے اُونچ۔ بھنگی سے برہمن۔ کنگال سے راجہ تک جتنے بھی پرانی ہیں۔ سب ایک ہی پِتا کی سنتان ہیں۔ اب سوچنا چاہئے کہ یہ سب ایک پِتا کے پُتر ہوتے ہُوئے اپنے پِتا کے وِشے میں بھن بھن وِچار کیوں رکھتے ہیں اور صِرف یہی نہیں بلکہ اِنہی اَنتروں (دَوَیت بھاوں) کے کارن آپس میں جھگڑا کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ اِس کا کارن یہی ہے کہ یہ سب صِفاتی ناموں میں اٹکے ہُوئے ہیں چُونکہ گُن (صِفات) مالک کے بھن بھن ہیں۔ اِس لئے گُونک (صِفاتی) ناموں کے جپنے سے وِچاروں میں فرق ہونا بھی ضروری ہے اور جہاں وِچاروں میں فرق ہوگا۔ وہاں جھگڑا بھی ضروری ہوگا۔ یتھا

جہاں سُمتّی تہاں سمپتی نانا
جہاں کُمتّی تہاں وِپتّی نِدھانا (رامائن)

اَرتھ۔ جہاں سُمتّی ہے وہاں سب پرکار کے سُکھ سمپتی کا بھنڈار بھرپور ہے اور جس جگہ کُمتّی اَرتھات پھُوٹ نے ڈیرے ڈالے ہُوئے ہیں۔ وہ جگہ ہر سمے دُکھ اور وِپتا کا ستھان بنی رہتی ہے

سنتوں کا مارگ بالکل صاف اور سیدھا ہے۔ اِس پر چلتا ہُوا منشیہ مذہبی جھگڑوں اور واد ودواد کا شِکار نہیں ہوتا۔ کیونکہ سنت سَدا منشیہ کو مالک کی ذات کی طرف لے جاتے ہیں جو سب جانداروں کے اندر ایک سمان ویاپک رُوپ سے بھرپُور ہے۔ جس کی طرف درِشٹی پھیرتے ہی منشیہ کا من شُدّھ ہونے لگتا ہے۔ کدُورتیں دُور ہو جاتی ہیں اور منشیہ سب پرانیوں کے اندر مالک کا پرکاش دیکھتا ہُوا سب سے پریتی اور بھراتری بھاو سے برتاؤ کرنے لگ جاتا ہے۔

واک

اوّل اللہ نور اُپایا قُدرت کے سب بندے
ایک نُور تے سب جگ اُپجیا کون بھلے کو مندے

گُورُوبانی صفحہ ۱۳۴۹ (راگ پربھاتی کبیر جی)

مہاپُرشوں نے جو جو اُپدیش جیو کے اُدھار کے لئے کئے ہیں۔ وہ یُگ یُگ پر سوچنے اور وِچارنے کے یوگیہ ہیں۔ اُنہوں نے نام کی حقیقت پر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے لیکن افسوس کہ منشیہ کیول اُن کی بانیوں کا پاٹھ کر لینا ہی کافی سمجھتا ہے۔ اُن کے انتریو بھاو کی طرف اُس کا دھیان نہیں جاتا۔

سُکھمنی صاحب کے اندر صاحب پنجم پادشاہ جی مہاراج فرماتے ہیں:-

سگل سرِشٹ کو راجا دُکھیا
ہَر کا نام جپت ہوئے سُکھیا
لاکھ کروری بندھن پرے
ہر کا نام جپت نِستَرے

گُورُوبانی صفحہ ۲۶۴ (سُکھمنی صاحب)

بھاو یہ کہ نام کے بِنا سمپُورن سرِشٹی کا راجیہ مِل جانے پر بھی جیو سُکھی نہیں ہو سکتا۔ ارتھات

جو سکھ نام کے اندر ہے۔ وہ تین لوک کے راجیہ میں بھی نہیں ہے۔ اب وچارنا چاہیئے کہ لوگ نام جپتے ہیں۔ لیکن سکھی پھر بھی نظر نہیں آتے۔ دُکھ سے چھُٹکارا پھر بھی اُن کو نہیں ہے آخر اِس کا کارن کیا ہے؟ کیا گھر میں پارس منی کے رکھنے والا کبھی کنگال رہ سکتا ہے؟ کیا سُورج کے سنمکھ کبھی اندھکار ٹھہر سکتا ہے؟ کیا سنتوں کی سنگت میں کبھی ہانی ہو سکتی ہے؟ کیا کھوٹی سنگت میں کبھی من شُدھ رہ سکتا ہے؟ کیا بھگتی کے سامنے کبھی موہ ٹھہر سکتا ہے؟ کیا سم بھاولی اوستھا میں کبھی کرودھ اُتپن ہو سکتا ہے؟ کیا گیان کے سامنے کبھی دویت بھاو آسکتا ہے؟ کیا دُشٹ کی سنگت میں کبھی کشل ہو سکتی ہے؟ کیا نیائے کاری راجہ کبھی بدنام ہو سکتا ہے؟ کیا پرمارتھ کے سامنے کبھی بھوساگر کا بھئے ویاپ سکتا ہے؟ کیا اِیرشاونت منشیہ کے اندر کبھی شانتی آسکتی ہے؟ کیا بُرائی کرنے والا منشیہ کبھی سنسار میں یش پا سکتا ہے؟ کیا بھلے اور شُدھ من والے کی بُرائی کبھی نشٹ ہو سکتی ہیں؟ کیا دھرم کے سامنے کبھی ادھرم ٹھہر سکتا ہے؟ کیا ستگورو کے سامنے کبھی شنشے بھرم رہ سکتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ اگر یہ سب باتیں ستیہ ہیں تو وہ بھی ستیہ ہونی چاہیئے جب نام سمپورن سکھوں کا بھنڈار ہے تو پھر اُس کو جپتے ہوئے جیو دُکھی کیوں ہیں؟ کیا وچن مِتھیا ہی کہے گئے ہیں۔

دوھا

کبیرؔ سب جگ دُکھ بھرا۔ سُکھیا نہیں سنسار
سُکھیئے کیول بھگت جن۔ جا کے نام آدھار (کبیر صاحب)

نہیں! سنتوں نے جو کچھ فرمایا ہے۔ سب ستیہ ہے۔ اُس میں جو کمی سمجھتا ہے وہ خود بھولا ہوا ہے۔

"بید کتیب کہو مت جھوٹھے۔ جھوٹھا جو نہ بچارے"
گورو بانی صفحہ ۱۳۵۰

اصل بات یہ ہے کہ لوگ نام کی حقیقت سے خالی ہیں۔ اُن کو ابھی نام مِلا ہی نہیں۔ اگر نام اُن کو مِلا ہوتا تو پھر کیا کارن تھا کہ وہ سُکھی نہ ہو جاتے مگر ابھی تک وہ نام کی اصلیت[1] سے بے خبر ہیں۔ مہاپُرشوں کا وچن ہے:-

ادرِشٹ اگوچر نام اَپارا اَتِ رس مِیٹھا نام پیارا (مارُو محلہ پہلا)
گورو بانی صفحہ ۱۰۴۱

[1] ا ت ی (?)

نام اصل میں اِندریوں کا وِشے نہیں ہے ۔ وہ ادرِشٹ اگوچر ارتھات آنکھ ۔کان اور
جیبھا وغیرہ سے پرے کی وستو ہے ۔
گوسوامی تُلسی داس جی مہاراج کا کتھن ہے :۔

چوپائی

بِن پد چلے سُنے بِن کانا کر بِن کرم کرے بِدھی نانا
آنن رہت سکل رس بھوگی بِن بانی وکتا بڑ یوگی
تن بِن پرس نین بِن دیکھا گہے گھران بِن واس اشیکھا
اَس سب بھانتی الوکِک کرنی مہما جا سُو جائے نہیں ورنی
(رامائن)

یہ بھیدکی باتیں ہیں جو سنکیت روپ میں کہی جا رہی ہیں ۔لیکن جو بھیدی نہیں ہیں وہ اِن کو نہیں سمجھ سکیں گے ۔
اب آگے سُنو ۔ مہا پرشوں کی بانی کیا کہتی ہے ؟

اکھیں باجھوں ویکھنا وِن کنّاں سُننا
پیراں باجھوں چلنا وِن ہتّھاں کرنا
جیبھے باجھوں بولنا ایوں جیوت مرنا
نانک حکم پچھان کے توُ خصمے ملنا گورو بانی صفحہ ۳۹

اصلیت سب میں ایک ہے اور جو اصلیت کا گیان رکھتے ہیں ۔ان سب کی آواز ایک ہے ۔ایک صوفی صاحب فرماتے ہیں :۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند۔ گر نہ بینی نُورِ حق بر من بخند
(مولانا رُوم صاحب)

اَرتھ۔ آنکھ بند کر کان بند کر۔ زبان بند کر کے اپنے اندر میں دیکھ۔ اگر پھر بھی تجھے ایشور کی جیوتی نظر نہ آئے تو مجھ پر ہنسی کر!

کبیر صاحب کا وچن ہے:۔

دوہا

آنکھ کان مُکھ ڈھانپ کے۔ نام نرنجن لے
اَنتر کے پٹ تب کھُلیں۔ جب باہر کے پٹ دے (کبیر صاحب)

اور سہجو بائی کا کتھن ہے:۔

دوہا

تینوں بند لگائے کے۔ انہد سُن ٹنکور
سہجو سُن سمادھی میں۔ نہیں سانجھ نہیں بھور (سہجو بائی)

اور بُلّھا شاہ بھی لکھتے ہیں:۔

بَیت

بَ بنّھ اکھیں اَتے کن دوویں۔ گوشے بیٹھ کے بات وِچار یئے جی
چھڈ خواہشاں جگ جہان کوڑا۔ کہیا عارفاں دا ہیئے دھار یئے جی
پیریں پا زنجیر بے خواہشی دے۔ ایس نفس نوں قید کر ڈالیئے جی
جان جان دی لوں لوں جان رُوپ تیرا بُلّھا شاہ ایوں خوشی گذاریئے جی
(بُلّھا شاہ)

سنتوں کے یہاں نام کی بڑی مہما ہے۔ لیکن جس نام پر وہ زور دیتے ہیں وہ ست لکھت یا جیبھا کا ورتن نہیں ہے۔ وہ نج نام ہے۔ اکھوا جس کو ست نام کہا جاتا ہے۔

واک

کِرتَم نام کتھے تیرے جیبھا
ست نام تیرا پرا پُوربلا　(مارو محلہ ۵)
گوروبانی صفحہ ۱۰۸۳

اکھوا

باون اَچھر لوک ترے سبھ کچھُو اِن ہی ماہیں
ایہہ اَکھر کھِر جائیں گے اوئے اَکھر اِن مہہ ناہیں
گوروبانی صفحہ ۳۴۰　(باون اکھری کبیر جی)

اِس لئے جب تک نج نام کے ساتھ سمبندھ نہ جوڑا جائے گا۔ تب تک نام کا پُورا لابھ نہ ہوگا کبیر صاحب کا وچن ہے :۔

دوہا

آد نام نج مُول ہے اور منتر سب ڈار
کہے کبیر نج نام بن ڈُوب مُوا سنسار
کوٹ نام سنسار میں تاں تے مُکتی نہ ہوئے
آد نام جو گپت جپ بُوجھے ورلا کوئے　(کبیر صاحب)

نام گپت وستُو ہے اور سدا گپت ریتی سے سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔ جس کی سمجھ خود نام کی کمائی کرنے والوں کی سنگت کرنے سے آتی ہے۔ لوگ رام رام جپتے ہیں لیکن گوسائیں تلسی داس جی اپنی

میں لکھتے ہیں کہ نام رام سے بھی اُوپر ہے۔

بیتھا

کہاں لگ کہوں نام بڑائی
رام نہ سکے نام گُن گائی (رامائن)

اَرتھات مَیں نام کی مہما کا کہاں تک ورنن کروں۔ بذاتِ خود رام بھی اُس کے گنوں کو نہیں گا سکتے!

واک

گُپتا نام وَرتے وِچ کل جُگ
گھٹ گھٹ ہر بھرپور رہیا
نام رتن تِناں ہِردے پرگٹیا
جو گُور سرنائی بھج پیا

گُورو بانی صفحہ ۱۳۳۴
(پربھاتی محلہ ۳)

نام باہر نہیں۔ وہ ہمارے اندر ہے۔ صِرف گُورو سے بھید لے کر اُس کی کمائی کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر نام کوئی باہر کی وستو ہوتی تو مہا پُرش یہ وچن اُچارن نہ کرتے :-

نَو ندھ امِرت پربھ کا نام
دیہی میں اِس کا بسرام

(سُکھمنی صاحب
گُورو بانی صفحہ ۲۹۳)

اکھوا

کایا نگری مہہ منگن چڑھے۔ جوگی تا نام پلّے پائی

گُورو بانی صفحہ ۹۰۸ (رام کلی محلہ ۳)

نام کی دُھنی ہمارے اندر ہر سمے ہو رہی ہے ۔ جو سُکھر کے ستھان سے اُتر کر نیچے کے منڈلوں میں سُنائی دیتی ہے ۔ ہماری سُرت یا رُوح کا اصلی سمبندھ اُسی کے ساتھ ہے ۔ جب گُورو سے اِس کا بھید مل جاتا ہے، تب سُرت اُس سے ملاپ کرتی ہے ۔ جیسے مکڑی تار کا آسرا لے کر اُوپر چڑھ جاتی ہے ۔ ایسے ہی سُرت نام کی ڈور کو پکڑ کر نام کے بھنڈار میں جا پہنچتی ہے ۔ یہ نِورِتی کا مارگ ہے ۔ اِس سے من کی وِرتیاں سمٹتی ہیں ۔ سنساریوں کے مارگ پر ورِتی کے ہیں ۔ اُن کا رُخ باہر مکھ ہے اور اُن سے من کی وِرتیاں بکھرتی ہیں ۔ لیکن یہ انتر مُکھ مارگ کہلاتا ہے ۔ اِس کی تھوڑی یا بہت جتنی بھی کمائی کی جائے رُوح کو شانتی ملتی ہے ۔ یہ رُوحانی رستہ ہے ۔ اِس میں من کی باگ ڈور کو اندر کی طرف موڑنا ہوتا ہے اور من کی وِرتیوں کو ایکاگر کر کے انتر مُکھ اُلٹانا پڑتا ہے اِس لئے اِس کو اُلٹا مارگ بھی کہتے ہیں ۔

پنتھا

اُلٹا جاپ جپا جگ جانا

بالمیک بھئے برہم سمانا (رامائن)

یہ اجپّا سادھن ہے اور نام سب جپنے پڑتے ہیں ۔ پرنتو اِس میں جیبھ تالو یا ہونٹ وغیرہ کسی بھی انگ کو ہلانے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ یہ آپ سے آپ ہوتا ہے ۔ اِس کی کمائی سے سُرتی کو اِکاگرتا اور ریک رُخی کی طاقت ملتی ہے اور گُورو کے بتائے ہوئے نشانے کو درشٹی کو چرم رکھ کر ابھیاسی سہج ہی ترقی کی طرف قدم اُٹھاتا جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ نشانے کا تیر ہے جو ابھیاس کی سہائتا سے ایک دِن اپنے نشانے پر جا لگتا ہے اور جو تیر یُونہی پھینکا جاتا ہے ۔ اُس کا نتیجہ وِشواس دائیک (تسلّی بخش) نہیں ہوتا ۔ یہی کارن ہے کہ منشیہ نام جپتے جپتے ہار جاتا ہے ۔ اور ہاتھ پلّے کچھ بھی نہیں آتا ۔

دوھا

مالا پھیرت جُگ بھیا ۔ پھرا نہ من کا پھیر

کر کا منکا ڈار دے ۔ من کا منکا پھیر

کبیر مالا کاٹھ کی ۔ بہت جتن کا پھیر
مالا سوانسوں سوانس کی ۔ جاں میں گانٹھ نہ میر
کریا کرے انگری گنے ۔ من دھاوے چہوں اور
جیہہ پھیرے سائیں ملے ۔ سو بھیا کاٹھ کٹھور
باہر کیا دکھلائیے ۔ انتر جپیئے نام
کہا مہولا خلق سے ۔ پڑا دھنی سے کام
سہجے ہی دُھن ہوت ہے ۔ ہر دم گھٹ کے ماہیں
سُرت شبد میلا بھیا ۔ مُکھ کی حاجت ناہیں
اجپا سُمرن گھٹ وِکھے ۔ دِینا سِرجن ہار
تاہی سُوں من رم رہیا ۔ کہے کبیر بچار (کبیر صاحب)

کہتا ہے کہ کوئی سیٹھ نام کا ابھیاسی تھا ۔ اُس کی اِستری اُوپر کے پاٹھ پُوجا وغیرہ تو بہت کرتی تھی ۔ لیکن اندرونی مارگ سے بے خبر تھی ۔ وہ چاہتی تھی کہ اُس کا پتی بھی کوئی نیم دھرم پاٹھ پُوجا یا سندھیا وغیرہ کیا کرے ۔ کبھی کبھی موقع پاکر وہ اِس خیال کو اپنے پتی کے سامنے پرگٹ بھی کردیتی تھی ۔ وہ اُس کی باتوں کو سُن تو لیتا ۔ لیکن کوئی خاص اثر نہیں دیتا تھا ۔ ایک دن اِستری نے اپنے من میں یہ پرن کیا کہ جب وہ اپنے پتی کے مُکھ سے بھگوان کا نام اپنے کانوں سے سُن پائیگی تو اُس خوشی میں وہ سادھو سیوا کے لئے ایک بھنڈارا کرے گی ۔ اُس دن سے وہ اِسی تاک میں رہنے لگی کہ کبھی نہاتے دھوتے، کھاتے پیتے، سوتے یا جاگتے کسی سمے پر بھی وہ پتی کے مُکھ سے بھگوان کے نام کا اُچارن سُنے ۔ لیکن اُسے سپھلتا نہ ہوئی ۔

ایک بار رات کے سمے سیٹھ سو رہا تھا۔ اور استری جاگ رہی تھی۔ جونہی سیٹھ نے کروٹ بدلی تو سُبھاوِک اُس کے مکھ سے رام نام کا شبد نکلا۔ یہ سُن کر وہ بہت پرسنّ ہوئی۔ من میں نشچے کر لیا کہ پراتہ کال ہوتے ہی سادھو مہاتماؤں کو نمنترن بھیجوں گی۔ جب دن چڑھا سیٹھ جی پلنگ سے اُٹھے۔ اشنان کر کے بھوجن پایا۔ اور نِت کرم سُبھاو کے انوسار دُکان پر چلے گئے۔

پیچھے استری نے کیا کیا؟ حلوائی کو گھر بلایا اور بھانتی بھانتی کی مٹھائیاں اور پکوان تیار کرا کر غریب انتھی ابھیاگت اور سادھو مہاتماؤں کو بانٹنے شروع کر دیئے۔ یہ چرچا سارے شہر میں چل نکلی۔ سیٹھ نے بھی سُنا کہ آج اُس کے گھر میں بھنڈارا ہے۔ شام کو دُکان بند کی اور گھر پہنچ کر جب بھوجن آدی سے نِورِت (فارغ) ہو چکے تو مسکراتے ہوئے بڑے حوصلے کے ساتھ اپنی استری سے پوچھا —— سُنا ہے کہ آج تُو نے بھنڈارا کیا ہے۔ یہ کیسا بھنڈارا تھا؟ وہ جھجک کر بولی —— پتی دیو! جب سے مَیں آپ کے گھر میں آئی ہوں۔ آپ کے مکھ سے بھگوان کا نام مَیں نے کبھی نہیں سُنا تھا میری یہ خواہش تھی کہ جس دن مَیں آپ کے مکھ سے رام نام کا شبد سُن لوں گی اُس دن سادھو سیوا میں کچھ اَن دان کروں گی۔ سو آج وہ خواہش پوری ہوئی ہے۔ رات کو جب آپ سو رہے تھے تو کروٹ لیتے سمے آپ کے مکھ سے رام نام کا شبد نکلا تھا۔ اسی خوشی میں یہ بھنڈارا کیا گیا ہے۔ سیٹھ بولا —— کیا سچ مچ نام نکلا ہے؟ وہ بولی —— مَیں نے اپنے کانوں سے سُنا ہے۔ اُس نے کہا —— اچھا جب نام باہر نکل گیا ہے تو نام کے بنا یہ شریر کس کام کا؟ اب تو اِس کا تیاگ دینا ہی اُتم ہے۔ کمرے میں جا کر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور دھیان میں مگن ہو کر پانچ بھوتِک چولے کا تیاگ کر کے بھگوان کے چرنوں میں جا پہنچا۔

دوہا

سُمِرن ایسا کیجیئے۔ دُوجا لکھے نہ کوئے

ہونٹ نہ پھرکت دیکھیئے۔ پریم راکھیئے گوئے (ملوک داس جی)

سہجو بائی کا کتھن ہے:-

دوھا

رام نام یوں لیجیئے - جانے سِرجن ہار
سہجو کے کرتار ہی - جانے نہ سنسار
بیٹھے لیٹے چالتے - کھان پان بیوہار
جہاں تہاں سُمرن کرے - سہجو ہیئے نہار
جاگت میں سُمرن کرے - سووت میں لِولائے
سہجو اِک رس ہی رہے - تار ٹوٹ نہیں جائے
ایسا سُمرن کیجیئے - سہج رہے لِو لائے
بِن جیبھا بِن تالوے - انتر سُرت لگائے
ہنسا سوہنگ تار کر - سُرت مکرِیا پوئے
اُتر اُتر پھر پھر چڑھے - سہجو سُمرن ہوئے
لگے سُنّ میں ٹکٹکی - آسن پدم لگائے
ناتھی ناسکا ماہیں کر - سہجو رہے سمائے
سہج سوانس تیرتھ بہے - سہجو جو کوئی نہائے
پاپ پُن دونوں چھُٹیں ہری پد پہنچے جائے
ہکّارے اُٹھ نام سوں - سکّارے ہوئے لین

سہجو اجپّا جاپ یہ۔ چرن داس کہہ دین
سب گھٹ اجپّا جاپ ہے۔ ہنساسوہنگ پُرکھ
سُرت ہیئے ٹھہرائیے۔ سہجو یا وِدھی نِرکھ (سہجو بائی)

بات تو صاف صاف سنتوں نے کہہ دی ہے۔ کوئی پردہ نہیں رکھا لیکن اصل بات پھر بھی گوُرُو کے آدِھین ہے۔ کیونکہ گوُرو کی آکرشن شکتی کا اثر ہمارے اندر کچھ خاص طرح کا پرِیورتن کرتا ہے اور سُرت سنسار کی طرف سے سمٹ کر آپ سے آپ انتر مُکھ ہونے لگتی ہے۔ جیسے مِقناطیس سُوئی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ ایسے ہی گوُرُو کا نام ہماری سُرتی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ کارن یہ کہ گوُرُو نے نام کی کمائی کی ہوتی ہے۔ اِس لئے اُس کے وچن میں کچھ خاص قسم کی تاثیر ہوتی ہے اور وہ اِدھیکاری سیوک کے من میں جیوں کا تیوں اُتر جاتا ہے۔

جو لوگ پُستکوں کو پڑھ کر اپنے آپ نام کی کمائی کرنے لگتے ہیں وہ نقصان اُٹھاتے ہیں۔ کارن یہ کہ اس مارگ میں قدم قدم پر کال اور مایا کے خطرے موجود ہیں جن کے ساتھ گوُرُو کا ہاتھ شامل نہیں ہے وہ بلا شک اُن خطروں کا شِکار بن جاتے ہیں۔ ایک صوفی صاحب کا وَچن ہے:۔

شِعر

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

مطلب:۔ ست گوُرُو کی شرن لے۔ کیونکہ یہ راستہ بنا سہایتا ست گوُرُو کی بہت ہی آپتیوں اور کشٹوں سے بھرا ہُوا ہے۔

کئی پُستکوں دوارا ابھیاس کرنے والے اِس مارگ کو ہٹھ یوگ سمجھ بیٹھتے ہیں اور اِس غلطی میں پڑ کر رُوحانی صحت کو پراپت کرنا تو ایک طرف رہ گیا بلکہ اپنی جسمانی صحت بھی بگاڑ لیتے ہیں۔ اور کئی رِدّھی سِدھیوں کے خیال سے اِس مارگ کی کمائی کرتے ہیں۔ یہ سب ہی

بھُولے ہوئے ہیں۔ اِن میں اصلیّت ایک کے پاس بھی نہیں ہے۔ مان لیا کہ چِت کی ایکاگرتا میں شکتی ہے اور کسی خاص کام کو مدِّنظر رکھ کر چِت کو ایکاگر کرنے سے سِدّھی شکتی کا آجانا ممکن ہے۔ مگر انت میں ہے تو وہ بھی مایا۔ مایا سے چھُوٹ کر کہاں جائیگا؟ پُورب کے شُبھ سنسکاروں کے کارن جگت سے وَیراگیہ تو اُتپن ہوگیا۔ لیکن گوُرو ملے نہیں۔ رُچی پُستکوں میں پرورِت ہوگئی۔ یا یُونہی کہیں سُنی ہوئی باتوں پر ابھیاس کرنا شروع کر دیا۔ سِدّھی شکتی نے درشن دیئے۔ اور ابھیاسی بےچارے اِسی کو سب کچھ سمجھ کر اصلیّت سے دُور جا پڑے اور چار دن سنسار میں اِس کا ڈھول بجا کر پھر خالی کے خالی ہوگئے۔ پچھلے وَیراگیہ کی طاقت بھی خرچ ہوگئی اور آگے کے لئے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ بےچارے پہلی حالت سے بھی کہیں نیچے جا پڑے۔ اور یہ گِراوٹ ضروری تھی۔ کیونکہ گوُرومت تو تھی نہیں۔ من مت تھی۔ اُس کا نتیجہ تو یہی ہونا تھا۔ اِس لئے سنت کہتے ہیں کہ جس کو اپنے کلیان کی خواہش ہے، وہ گوُرو کی شرن میں جائے۔ کیونکہ پرمارتھ کا پراپت ہونا بِنا گوُرو کے ممکن نہیں ہے۔

سورٹھا

بِن ست گوُرو اُپدیش، سُر نر مُنی نہیں نِسترے
برہما وِشنُو مہیش، اور سکل جیو کو گنے
ست گوُرو کھوجو سنت، جیو کاج جو چاہے ہو
میٹو بھوّ کو انک، آواگوّن نِوار ہُو
ست نام بِنج سوئے، جو ست گوُرو دایا کریں
اور جھُوٹ سب ہوئے کاہے کو بھرمت پھِرے (کبیر صاحب)

سورٹھا

گوُرو بِن ہوئے کہ گیان۔ گیان کہ ہوئے وِراگ بِن

گاویں وید پُران سُکھ کہ لہیں ہری بھگتی بِن (رامائن)

سنتوں کا مارگ بالکل آسان اور سرل ہے - اِس میں کوئی خاص کٹھنتا نہیں ہے - اِس کی کمائی اُٹھتے بیٹھتے - کھاتے پیتے - سوتے جاگتے اور سنشارک بیوہار کرتے ہوئے بنا کسی خاص پابندی کے کی جا سکتی ہے - اِستری پُرش - بچہ بُوڑھا اور جوان سب آسانی کے ساتھ اِس کو کر سکتے ہیں - صِرف ایک شرط ہے کہ گُورُو پُورے کی شرن پراپت ہو -

واک

نانک ست گُور بھیٹیئے پُوری ہووے جُگت !

ہسندیاں کھیلندیاں پہنندیاں کھاوندیاں وِچے ہووے مُکت

گُورُو بانی صفحہ ۵۲۲ (گُجری کی وار محلہ ۵)

جو لوگ بِنا سنت ست گُورُو کی سہایتا کے نام میں لگتے ہیں وہ دھوکھا کھاتے ہیں - اُن کی محنت اکارتھ جاتی ہے - اِس لئے مہاپُرشوں کا یہ اُپدیش ہوتا ہے کہ ست گُورُو کی شرن میں پہنچ کر نام کی کمائی کی جائے - تاکہ اُن کے وچنوں کی رگڑ سے ہمارے رُوحانی سنسکار اُبھر آویں - اور رُوح کو نج دیش کی طرف چلنے کا موقع ہاتھ آئے - یہ جیا دان ہے جو سوائے سنت ست گُورُو کے دُوسرا کوئی بھی نہیں دے سکتا -

واک

ہم گھر نام خزانہ سدا ہے - بھگتی بھرے بھنڈارا

ست گُورُو داتا جیا کا - سد جیوے دیون ہارا

گُورُو بانی صفحہ ۵۹۳ (وڈہنس کی وار)

دوہا

ست نام کے پٹ ترے، دیوے کو چھونا ہیں

کیا لے گُورُو سنتو شیئے، ہوس رہی من ماہیں (کبیر صاحب)

سنسار کا چکّر ہر سمے جاری ہے۔ اِس کی حالتیں سدا بدلتی رہتی ہیں۔ اِس تبدیلی کے قانون کے آدھین جب کل یُگ کے اندر لوگ پرمارتھک بل بُدھی سے ہین ہو جاتے ہیں۔ سب کی برتی باہرمُکھی بن جاتی ہے۔ انتر مُکھ سادھن کی طرف دھیان نہیں رہتا۔ شُبھ گُن نشٹ ہو کر اَوگُنوں کی پربلتا چھا جاتی ہے اور کسی کرم دھرم کی پیش نہیں چلتی۔ تب سچے گورو سنسار میں پرگٹ ہو کر جیووں کو نام کا دان کرتے ہیں۔ پراچین کال میں جتنے بھی مہاپُرش ہو گذرے ہیں، سب کے انترگت اِسی نام کا سلسلہ چلا آیا ہے۔ جو اُن کی بانیوں کو دھیان پُوروک دیکھنے سے پتہ لگتا ہے۔ ہر ایک مہاپُرش کی بانی کے اندر اِس کے اِشارے پائے جاتے ہیں۔ اِس کی اُتپتی کسی خاص سمے یا یُگ سے سمبندھ نہیں رکھتی اور نہ کسی رِشی مُنی یا اوتار نے اِس کو رچا ہے۔ یہ قدرتی وستو ہے جو کبھی پُرانی اور میلی نہیں ہوتی۔

واک

"سچ پُرانا نہ تھیئے نام نہ میلا ہوئے"

گورو بانی صفحہ ۱۲۴۸ (سارنگ کی وار محلہ ۳)

اور جیسے بھیدی کے بنا کسی وستو کا گیان نہیں ہوتا۔ ایسے ہی سنتوں کے بنا نام کی پراپتی نہیں ہوتی۔

کُنڈلی

سنت سنیہی نام ہے نام سنیہی سنت
نام سنیہی سنت نام کو وہی مِلاویں
وے ہیں واقف کار مِلن کی راہ بتاویں
جپ تپ تیرتھ برت کرے بہتیرا کوئی
بنا وسیلا سنت نام سے بھینٹ نہ ہوئی

کوٹِن کرے اُپائے بھٹک سگرو سے آوے
سنت دُوارے جائے نام کو گھر تب پاوے
پلٹو یہ ہے پران پر آدی سینتی اور انت
سنت سنیہی نام ہے نام سنیہی سنت (پلٹو صاحب)

واک

نام اِسٹ میت سُت کرتا من سنگ تہارے چالے
کر سیئوا ست گوُر اپنے کی۔گوُر تے پایئے پالے
گوُرو بانی صفحہ ۲۱۳ (گوڑی محلہ ۵)

تنھا

رسنا نام سب کوئی کہے
ست گوُرو سیوے تا نام لہے
گوُرو بانی صفحہ ۱۲۶۲ (ملار محلہ ۳)

اپنی من متی سے نام جپنا اور گوُر مُکھ ہو کر نام لینے میں بڑا فرق ہے۔ من مُکھ کے کئے ہُوئے کرم دھرم سپھل نہیں ہونے اور گوُر مُکھ کی کمائی سپھل ہوتی ہے۔ مہا پُرشوں کا وچن ہے:۔

شبد

جاپ تاپ گیان سبھ دِھیان
کھٹ شاستر سِمرت وکھیان
جوگ ابھیاس کرم دھرم کِریا

ئ اِشٹ

سگل تیاگ بن مدھے پھریا
انک پرکار کیئے بہو جتنا
پُن دان ہوں میں بہو رتنا
سر پر کٹائے ہوں میں کر راتی
ورت نیم کرئے بہو بھاتی
نہیں تُل رام نام بیچار
نانک گورمکھ نام جپیئے اِک بار (سُکھمنی صاحب)
گوروبانی صفحہ ۲۶۵

گورمکھ ہونے کی شرط ہے۔ کیونکہ نام کا ادھیکاری صرف گورمکھ ہی ہے۔ چاہے گورو اپنی دیا سے جو کوئی اُن کی شرن میں آجاتا ہے اُس کو نام کا دان بخش دیتے ہیں۔ لیکن لابھ وُہی اٹھاتا ہے۔ جو اُس کا پاتر ہوتا ہے جو پاتر یا سنسکاری نہیں ہوتا۔ وہ لے کر بھی اُس کی مہما کو نہیں جانتا۔ بادل سب جگہ ایک سمان ورشا کر جاتے ہیں۔ لیکن جو دھرتی اچھی ہوتی ہے اُس پر اُس کا اثر کچھ اور ہوتا ہے اور اوسر زمین پر کچھ اور ہوتا ہے۔ اسی پرکار ست گورو نام تو سب کو بخش دیتے ہیں مگر جو سنسکاری ہوتے ہیں وہ اُس میں رنگے جاتے ہیں اور جو سنسکار رہت ہوتے ہیں۔ وہ ویسے کے ویسے پڑے رہتے ہیں اور یہ بات پرتکش دیکھنے میں آتی ہے کہ سنتوں کے دربار میں دو سیوک آتے ہیں۔ اُن میں ایک تو اپنا سب کچھ بنا لیتا ہے اور ایک کے پلے کچھ بھی نہیں پڑتا۔ کارن یہ کہ جس پرکار شیرنی کا دودھ سونے کے برتن کے سوائے اور کہیں نہیں ٹھہرتا۔ ایسے ہی نام بھی گورمکھ کے ہردے کے سوائے نہیں ٹھہرتا۔ گورو کی طرف سے کوئی کسر نہیں ہوتی۔ وہ تو دانی ہوتے ہیں اور اسی دان کرنے کے لئے سنسار میں پدھارے ہوتے ہیں۔ اگر کچھ دیر ہوتی ہے تو وہ سیوک کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ابھی پاتر نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نام کا پاتر بننا ہی نام تک پہنچ پا لینا ہے۔ آگے منزل ہی ختم ہے۔ اِس لئے سنتوں نے من کی صفائی کے واسطے گورو کی

سیوا کا انگ ساتھ شامل کر دیا ہے کہ جب سیوا کرتے کرتے سیوک کا من شُدّھ ہو جائے گا تو وہ ترُنت ہی نام کی رنگت میں رنگا جائے گا۔ کیونکہ جیسے میلے کپڑے کے اُوپر بھلی پرکار رنگ نہیں چڑھتا۔ ایسے ہی میلے من پر بھی نام کا رنگ نہیں چڑھ سکتا۔ جب وہ شُدّھ ہوگا تو نام کی لالی کو گرہن کرنے میں اِسے دیر نہیں لگے گی۔ یہی مطلب گوُرمُکھتا اتھوا گوُربھگتی کو دھارن کرنے کا ہے۔

دوھا

گوُرو سے گیان جو لیجئے۔ سیس دیجئے دان
بہُوتک بھیدوں بہہ گئے۔ راکھ جیو ابھیمان (کبیر صاحب)

کہا جاتا ہے کہ نام کا حق اُتّم ادھیکاری کو ہے ــــ دُوسرے کو نہیں۔ یہ ٹھیک ہے لیکن سوال یہ ہے کہ منُشیہ اُتّم ادھیکاری بنے گا کہاں؟ اور اُسے بنائے گا کون؟ اُس کے لئے بھی تو آخر اُسے کچھ ہاتھ پیر ہلانے کی ضرورت ہوگی۔ یا یُوں ہی بیٹھے بیٹھے ادھیکاری بن جائیگا! مان لیا کہ سُنار کے یہاں جتنی قدر خالص سونے کی ہے۔ اُتنی کھوٹے کی نہیں ہے لیکن کھوٹے سونے کو وہ پھینک تو نہیں دیتا۔ اُس کا کھوٹ بھی تو آخر سُنار کی بھٹی پر ہی دُور ہوتا ہے۔ یہ سنتیہ ہے کہ نام کی قدر جتنی اُتّم ادھیکاری کو ہوگی۔ اُتنی مدّھم کے پاس نہیں ہو سکتی۔ مگر مدّھم بھی تو گوُرو کے ست سنگ سے ہی اُتّم کا درجہ پراپت کریگا۔ یہاں تک ہی تو منُشیہ کا سارا یتن ہوتا ہے کہ وہ نام کا پارکھو بنے۔ جب پرکھ پڑ گئی تو باقی اُسے کرنا ہی کیا ہے۔ جو لوگ اس خیال سے سنتوں کے ست سنگ میں نہیں جاتے کہ جب تک من شُدّھ نہ ہو۔ ست سنگ کا کوئی لابھ نہیں ہے اور یہی اُپدیش دُوسروں کو بھی کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ اُن سے اگر پُوچھا جائے کہ بھائی تُم جو ست سنگ میں اِس خیال سے نہیں جاتے کہ تمہارا من صاف نہیں ہے تو کیا ست سنگ سے دُور رہ کر تُم من کو صاف کر رہے ہو؟ یہ اُن کی بڑی بھُول ہے کیونکہ من کی صفائی کے لئے ہی تو ست سنگ ہے۔ اِس کے سوائے ست سنگ کا اور کام ہی کیا ہے! اِس لئے جو لوگ سنتوں کے مارگ میں کام کر رہے ہیں، اُن کو اِن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ جو ایک بار مارگ پر چل پڑے ہیں وہ اُٹھتے بیٹھتے ایک دن منزل پر جا ہی پہنچیں گے۔

اور جو چلے ہی نہیں خالی باتیں بنانا سیکھے ہیں۔ اُنہوں نے پہنچنا ہی کیا ہے؟

دوہا

چلتے مارگ جو گرے۔ تاں سر ناہیں دوش
کہے کبیر بیٹھا رہے۔ تاں سیر کرڑے کوس (کبیر صاحب)

اِس لئے اُٹھو، چلو اور طبیعت میں ہر وقت چلتے رہنے کی عادت ڈالو! آلسی جیووں کی مت سُنو۔ وہ آپ تو آلسی ہیں اور تم کو آلسی بنانا چاہتے ہیں۔ بُدھی مانوں کا کتھن ہے کہ "بیٹھے ہوئے شیر سے چلتا پھرتا گیدڑ لابھ میں رہتا ہے" اِس لئے جو کچھ گورو نے بتلایا ہے اُس کا تھوڑا بہت ابھیاس روز کیا کرو۔ اور ایسی عادت ڈالو کہ جس طرح نشئی منشیہ نشے کر بنا نہیں رہ سکتا۔ ایسے ہی تم کو بھی گورو کے نام کا ابھیاس کئے بنا بھوجن اچھا نہ لگے۔

ییتھا

واک:- بن ناویں مر جائیے میرے ٹھاکر
جیوں عملی عمل لبھانا (گوروبانی صفحہ ۶۹۷ جیتسری محلہ ۴)

جب ایسی عادت ہو جائے گی۔ پھر سمجھ لو کہ کبھی نہ کبھی اپنی منزل پر بھی جا پہنچو گے۔ اگر بھجن میں من نہیں لگتا ہے تو اِس کا خیال بھی مت کرو۔ پہلے ابھیاس میں بیٹھنے کی عادت کو دِرڑھ کرو۔ جب عادت دِرڑھ ہو جائے گی تو من آپ سے آپ لگنے لگ جائیگا۔

دوہا

کرت کرت ابھیاس کے۔ جڑ متی ہوت سُجان
رسری آوت جات ہے۔ سِل پر پڑت نشان

پانچ سال کا بچّہ شروع شروع میں اُستاد کی پابندی کو کب گوارا کرتا ہے۔ وہ آزاد رہ کر گلیوں میں کھیلنا کودنا جانتا ہے۔ اُسے جماعت میں پابندی کے ساتھ بیٹھنا اَتی کٹھن ہے لیکن ماتا پتا پیار پریتی سے اور لوبھ وغیرہ دے کر اُسے سکول میں بھیجنے کی کرتے ہیں۔ تاکہ اُسے کم سے کم بیٹھنے کی عادت پڑ جائے۔ جب دِھیرے دِھیرے لڑکا سکول میں جانے کی عادت سیکھ جاتا ہے۔ تو آگے آپ سے آپ چلنے لگتا ہے۔ اسی پرکار من کو بھی جنم جنمانتروں سے آزاد رہنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہ بھجن کی پابندی کب گوارا کرتا ہے؟ لیکن جب تم اُس بچّے کی طرح اِس کو دِھیرے دھیرے بھجن کی عادت سکھاتے رہوگے۔ تو یہ ضرور ایک دِن سیکھ جائیگا۔ اور پھر اِس کو بھجن کا رَس بھی آنے لگے گا۔ لیکن پہلے عادت کا بننا ضروری ہے۔

دوھا

کبیر یہ من لالچی۔ سمجھے نہیں گنوّار
بھجن کرن کو آلسی۔ کھانے کو ہوشیار

یہ ٹھیک ہے کہ من جیسے اَور اَور کاموں کو پُرشارتھ کے ساتھ کرتا ہے۔ وَیسے بھجن کی طرف نہیں لگتا بلکہ اِس سے جان چُھپاتا ہے۔ لیکن اِس کی ماننی نہیں چاہیئے اور نہ اِس کے کہنے پر بھجن کو آگے کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے یہ تُمہارے وَش میں نہیں آسکیگا بلکہ تُم کو ایک دن بھجن کے کام سے روک دیگا۔ اِس لئے اِس کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیئے۔ دُنیاوی کاموں میں چاہے دیر ہو جائے لیکن بھجن کے کام میں دیر بالکل نہیں کرنی چاہیئے۔

نام کے ابھیاس کے لئے کوئی خاص سمے مُقرّر نہیں ہے۔ اِس کو ہر گھڑی اور ہر سمے پر کیا جا سکتا ہے۔ دن ہو یا رات صبح ہو یا شام۔ گھر ہو یا باہر۔ اِس کو ہر سمے اور ہر جگہ پر کرنے کی کُھلی آگیا ہے۔

شبد

اُوٹھت بَیٹھت سووت دِھیایئے

ماڑگ چلت ہرے ہر گا یئے
شروَن سُنیجے امرت کتھا جاسُوسُنی
من ہوئے انند ا۔ دُوکھ روگ من سگلے لتھا اِک رہاؤ
کارج کام باٹ گھاٹ جپیجے
گوُر پرساد ہر امرت پیجے
دِنس رَین ہر کیرتن گا یئے
سو جَن جَم کی واٹ نہ پایئے
آٹھ پہر جس وِسرے ناہیں
گت ہووے نانک تِس لگ پایئں گوُروبانی صفحہ ۳۸۶ (آسا محلہ ۵)

لیکن پھر بھی پراتہ کال خاص کر کھل داشیک اور لابھ داشیک سے سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ اُس وقت من کی برتیاں قُدرتی طور پر کچھ شانت ہوتی ہیں اور من بھجن میں لگتا ہے۔ دُوسرے اُس سمے چاروں طرف شانتی چھائی ہُوئی ہوتی ہے۔ اِس سے بھی من کی ایکاگرتا میں سہائیتا ملتی ہے۔ اِن دونوں باتوں کا خیال رکھنا ابھیاسی کے لئے ضروری ہے۔

یتھا

جھالاگھے اُٹھ نام جپ نِس باسُر آرادھ
کارا تجھے نہ بیاپئی نانک مِٹے اُپادھ
گوُروبانی صفحہ ۲۵۵ (گوڑی باون اکھری)

کئی سجنوں کا خیال ہوتا ہے کہ جب شریر کسی کارن سے اپوتر ہو۔ نام نہیں جپنا چاہیئے۔

پرنتو یہ اُن کی بھُول ہے کیونکہ نام ہی تو ہمارا لوک پرلوک کا ساتھی - سچا متر - سچا سکھا - پوتر پاون اور کلیان داتا ہے - پھر ایسے متر کو کبھی سمے کیوں الگ کیا جائے ؟ اُسے تو ہر گھڑی اپنے ساتھ رکھنے کی ضرورت ہے !

یتھا

نام جات نام میری پت ہے نام میرے پروارئے
نام سکھائی سدا میرے سنگ ہر نام مو کو نستارئے

گورو بانی صفحہ ۱۳۴۷ (ٹوڈی محلہ ۵)

اور دُوسری بات یہ کہ ممکن ہے - اُس اپوتر دشا میں ہی شریر چھُوٹ جائے اور جس انتم سمے کے لئے نام کا سمرن بہت ضروری ہے - وہ انمول سمے ہم شُدّھ اشُدّھ کے بھرم میں رہ کر ہاتھ سے کھو بیٹھیں - یہ خیال غلط ہے - نام نِت پاون ہے - وہ پاپیوں کو بھی پوتر کرنے والا ہے - اُس نِت پاون وستو کو دُور کر کے ہم پوتر کس سے ہو سکتے ہیں ؟ کیونکہ نام کے بِنا تو شریر سے لے کر ساری وستوئیں جُوٹھی ہیں - یتھا :-

شبد

ماتا جُوٹھی پِتا بھی جُوٹھا جُوٹھے ہی پھل لاگے
آوہہ جُوٹھے جاہہ بھی جُوٹھے جُوٹھے مرہہ ابھاگے (۱)
کہو پنڈت سُوچا کون ٹھاؤں
جہاں بیس ہوں بھوجن کھاؤں اِک رہاؤ
جِہبا جُوٹھی بولت جُوٹھا کرن نیتر سبھ جُوٹھے
اندری کی جُوٹھ اُترس ناہیں برہم اگن کے لُوٹھے (۲)

اگن بھی جُوٹھی پانی جُوٹھا جُوٹھی بَیس پکایا
جُوٹھی کرچھی پروسن لاگا جُوٹھے ہی بیٹھ کھایا (۳)
گوبر جُوٹھا چوکا جُوٹھا جُوٹھی دِینی کارا
کہہ کبیرؔ تیئی نر سُوچے ساچی پری بچارا (۴)

گورو بانی صفحہ ۱۱۹۵ (بسنت ہنڈول بانی بھگتاں کی کبیر جی کی)

کتھا ہے کہ ایک بار کبیرؔ صاحب کہیں جا رہے تھے کہ مارگ میں ایک براہمن دیوتا سے بھینٹ ہو گئی - جو ہاتھ میں لوٹا اور کان پر جنیو لپیٹے ہوئے شوچ کر یا سے نپٹ کر گاؤں کی طرف آ رہا تھا - مہا پُرشوں کا اوتار سُبھاوِک ہی پر اُپکار کی خاطر ہوتا ہے اور وہ صرف جیووں کو بھرم جال کے بندھنوں سے مُکت کرانے کے لئے سنسار میں آتے ہیں - کبیرؔ صاحب نے اُس کو چِتانا چاہا - بولے ——— "پنڈت جی ! رام رام"

لیکن پنڈت جی نے مَون (چُپ) کے سوائے کوئی اُتّر نہ دیا - کبیرؔ صاحب نے پھر کہا ——— "پنڈت جی ! رام رام"

لیکن اُتّر پھر بھی نہ مِلا - تیسری بار پھر کہا گیا - مگر اُتّر میں پھر وہی چُپ - انت میں کبیرؔ صاحب اُس کے پیچھے پیچھے ہو لئے - براہمن نے کُوئیں پر پہنچ کر پانی سے ہاتھ پَیر صاف کئے - لوٹا مانجا - اشنان کیا اور دھوتی وغیرہ بدل کر جب چلنے لگا تو کبیرؔ صاحب نے سامنے سے ہو کر پھر وہی پرشن کیا ——— "پنڈت جی ! رام رام"

براہمن ——— رام رام - کبیرؔ جی ! رام رام -

کبیرؔ صاحب ——— جب مَیں نے پہلے آپ سے رام رام کہا تو آپ کیوں نہیں بولے ؟

براہمن ——— اُس سمے مَیں شوچ کر یا کے کارن اپوِتّر تھا - اور اُس اپوِتّر دشا میں رام رام کہنا ٹھیک نہیں تھا - اِس لئے مَیں نہیں بولا -

کبیرؔ صاحب ——— تو کیا اب آپ پوِتّر ہو گئے ہیں ؟

براہمن ——— جی ہاں !

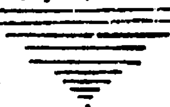
کبیر صاحب ——— کس سے ؟
براہمن ——— پانی سے۔
کبیر صاحب ——— تو پانی کس سے پوتر ہوتا ہے ؟
براہمن ——— وایو سے۔
کبیر صاحب ——— وایو کس سے شُدھ ہوتی ہے ؟
براہمن ——— جب شیش ناگ اپنے ہزار مکھ سے بھگوان نام کا اُچارن کرتے ہیں۔ تو وایو اُس نام کے ساتھ سپرش کرنے سے شُدھ ہو جاتی ہے۔
کبیر صاحب ——— تو پھر سب کو پوتر کرنے والا تو بھگوان کا نام ہُوا ؟
براہمن ——— اِس میں سنشے ہی کیا ہے ؟
کبیر صاحب ——— وہی نام لینے کو تو مَیں نے اُس سمے بھی آپ سے کہا تھا۔ پھر آپ بولے۔ کیوں نہیں ؟

کبیر صاحب کے اِن سادھارن وَچنوں سے براہمن دیوتا کی آنکھیں کھُل گئیں۔ چرنوں پر گر پڑا۔ اور آگے کے لئے اُن کے دربار میں حاضر رہ کر رُوحانی ست سنگ سے لابھ اُٹھانے لگا۔ اِس لئے نام ہی جیو کا اصلی کلیان کارک ہے۔ اِس کے جپنے سے جنم مرن کے بندھنوں سے چھُوٹ کر موکش ملتی ہے۔ کٹھنائیاں دُور ہوتی ہیں اور جیو اِس لوک اور پرلوک دونوں میں سُرخرو ہوتا ہے ٭

واک

نام تُل کچھُو اَور نہ ہوئے
نانک گورمکھ نام پاوے جن کوئے

گوروبانی صفحہ ۲۶۵ (سُکھمنی صاحب)



گُورُو بھگتی کا انگ

دوہا

جاپ تاپ اور گیان دھیان۔ پڑھیئے وید پُران
بن گُورُو بھگتی جیو کا۔ کبھوں نہ ہو کلیان
ست گُورُو کے اُپدیش بن۔ کو نہ ترے سنسار
گُورُو پگ لاگ انیک جن۔ ہو گئے بھوجل پار

گُورُو بھگتی کی ضرورت مُنشیہ کو کیوں ہے؟ کیوں اِس کا گیت اِس قدر زور شور کے ساتھ گایا جاتا ہے؟ اور کیوں وید شاستروں کے اندر اِس کی مہما کو اِتنا اُونچا بیان کیا گیا ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ مُنشیہ کال اور کرم کے چکّر میں آکر اپنے سوُرُوپ کو بھول بیٹھا ہے اور اپنی اصلی حالت سے گر کر اِس قدر گمراہ ہو گیا ہے کہ اُسے یہ گیان بھی نہیں رہا کہ وہ کون ہے کہاں سے آیا ہے؟ اور کہاں جائے گا؟ اسے کیا کرنا تھا اور کیا کر رہا ہے؟ مایا اور کال کے چکّر میں آکر ایسا گھِر گیا ہے، جیسے ریشم کا کیڑا اپنے اندر سے تار نکال کر اُس سے بندھ جاتا ہے، یا جیسے بندر چنے کی مُٹھی کے لالچ میں اپنے آپ کو قیدی سمجھنے لگتا ہے۔ اِسی طرح یہ مُنشیہ بھی بھرم جال میں بندھ کر سنساری بنا بیٹھا ہے۔

چوپائی

چیتن امل سہج سُکھ راشی ایشور انش جیو اوناشی
سو مایا وش بھیو گوسائیں بندھیو کیر مرکٹ کی نیائیں

جڑ چیتن ہیں گرنتھی پر گئی یدپی مرِشا چھوٹت کٹھنئی
تب تے جیو بھیؤ سنساری چھوُٹ نہ گرنتھی نہ ہوئے سکھاری

(راماین)

اُرتھ - یہ جیو ایشور کی انش ہے - جو سدا پاپ رہت - چیتن - اوناشی اور سُبھا وِک ہی سُکھوں کا بھنڈار ہے - لیکن مایا کے وش میں آ کر یہ اِس پرکار بندھن میں آگیا ہے جیسے طوطا اور بندر بندھن میں آجاتے ہیں - آتما چیتن ہے اور شریر جڑ ہے - ان جڑھ اور چیتن کے بیچ گانٹھ پڑ گئی ہے - اگرچہ یہ گانٹھ متھیا اور کیول بھرم ہے - لیکن چھُوٹنا اِس کا کٹھن ہو گیا ہے اور تب سے ہی جیو سنساری بن کر بڑا دُکھی ہوتا ہے - نہ یہ گانٹھ کھُلتی ہے اور نہ اِس کو سچے سُکھ کی پراپتی ہوتی ہے -

اِس دُکھ سُکھ کی اوستھا سے پار کرنے کے لئے اِس قید و بندھن کی حالت سے چھُڑانے کے لئے اِس بھرم جال کے چکّر سے مُکت کرنے کے لئے گوُرو کی جھلکتی ہوئی پوِتّر موُرتی مُنشیہ کے رُوپ میں پرگٹ ہوئی - اُس نے پرگٹ ہوتے ہی ہمارے دبے ہوئے آتمک سنسکاروں کو اُبھارا - ہمارا سمبندھ اُس کی ہستی کے ساتھ جُڑا - اُس کا آدرش سامنے رکھتے ہی اُس کی پوِترتا کا بھاگ ہم کو ملا - ہمارے دبے ہوئے سنسکاروں نے اُبھر کر اپنا رُخ اُوپر کی طرف کیا اور ہمیں اپنے سوُرُوپ کا گیان ہونے لگا - یہ گوُرو کی شرن میں آنے کا اصلی مقصد ہے -

گوُرو کے آدرش کا اور کیا پربھاو پڑا ؟ جیو کا کرم بندھن ٹوُٹا اور اِس کرم جال سے چھُوٹ کر وہ مالک کے نزدیک پہنچا اور چوراسی لاکھ یونیوں سے چھُٹکارا پا کر اُس نے سچے سُکھ کو پراپت کیا - یہ سب باتیں ہم کو گوُرو ہی کی کرپا سے پراپت ہوئیں -

جس کرم جال میں جیو اُلجھ رہا ہے - وہ کیا ہے ؟ سنت اِس کا اُتّر اِس پرکار دیتے ہیں - یہ مُنشیہ کچھ اِس پرکار کا جیو ہے جس کے دِل کی کوٹھڑی میں نانا پرکار کا سامان بھرا پڑا ہے اور یہ سامان آج کا نہیں - جنم جنمانتروں کا ہے - کیونکہ مُنشیہ جو جو کرم کرتا ہے - وہ سنسکار بن کر اِس کے دِل میں اکٹھے ہوتے رہتے ہیں - اِسی طرح بے انت جنموں کے کرموں کا خزانہ اِس کے اندر جمع پڑا رہتا ہے -

سنتوں نے کرم تین قسم کے کہے ہیں۔سنچت۔ پراربدھ اور کریامان - یہ تین پرکار کے کرم ہیں۔جن کے بنانے والا منشیہ آپ ہے۔سنچت نام اکٹھا ارتھات ذخیرے کا ہے۔جو کرم انیک جنموں سے اکٹھے ہو ہو کر دل کے اندر جمع پڑے رہتے ہیں - وہ سنچت کہلاتے ہیں اور جو اُن سنچت کرموں کے ڈھیر سے نکال کر ایک جنم کے بھوگنے کے واسطے دیئے جاتے ہیں وہ پراربدھ کرم ہوتے ہیں۔منشیہ کی موجودہ حالت اُنہی کا اثر ہے اور کریامان وہ کرم ہیں جو اب کئے جا رہے ہیں - جو کرم زمانہ حال میں کئے جاتے ہیں وہ ساتھ ساتھ اُسی پرانے ذخیرے میں شامل ہوتے رہتے ہیں - یہ کرم کتھا کا مختصر بیان ہے اور جب پراربدھ کرموں کو بھوگتا بھوگتا منشیہ اُن کو ختم کر دیتا ہے۔تب شریر چھوٹ جاتا ہے اور پھر اُسی خزانے سے ایک جنم کے لئے کرموں کا خرچہ اِس کو مل جاتا ہے۔جس کے مطابق پھر دوسرے شریر کو دھارن کر کے اُن کو بھوگنا شروع کرتا ہے۔یہی دھرم راج کی عدالت ہے - جو پرکرتی کے نیم کے مطابق ہمارے دل کے اندر بیٹھ کر انصاف کرتی رہتی ہے -۔یہاں کرموں کے سلسلے کو نشچے کرانے کے لئے ایک مثال دی جاتی ہے۔جس کے دوارا اِن کا سوروپ اور بھی واضح ہو جائیگا اور معمولی سمجھ بوجھ والے انسان بھی اِسے اچھی طرح جان جائیں گے۔

ایک منشیہ ہے جس نے بہت سا روپیہ بینک میں جمع کر رکھا ہے اور ایک سو روپیہ ماہوار اُس کا خرچ ہے - وہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو خرچ کے لئے ایک سو روپیہ بینک سے نکلوا لیتا ہے اور ساتھ ہی اپنی ماہواری آمدنی کو بینک میں جمع کرا دیتا ہے، بالکل اِسی نیم کے انوسار کرموں کا بھی سلسلہ ہے۔سنچت کرم دل کے بینک میں جمع کی ہوئی رقم ہے۔پراربدھ وہ کرم ہیں جو منشیہ کو اُس خزانے سے ایک جنم کے بھوگنے کے لئے ماہواری خرچ کے طور پر ملتے ہیں اور اُن کو وہ ہر جنم کے شروع میں اُس خزانے سے الگ کر لیتا ہے اور کریامان کرم اُس کی تازہ آمدنی ہے جس کو یہ ساتھ ساتھ جمع کرتا جاتا ہے۔چونکہ آمدنی خرچ سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔اِس کارن سے کرم کا خزانہ دن بدن بڑھتا اور ترقی کرتا جاتا ہے۔اِس طرح سے کروڑوں جنموں کے نقشے دل کے اندر جمع پڑے ہوتے ہیں -

یہ نقشے کیا ہیں ؟ سب یونیاں ہیں۔اِنہی کے اثر سے یہ جیو نانا پرکار کی یونیوں کے چکر میں

پڑا گھومتا اور ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے - ایک ایک چیز کا خیال - ایک ایک چیز کا نقشہ جو دِل کے اندر پڑا ہُوا ہے وہ ایک ہی نہیں بلکہ کروڑوں یُونیوں کے پیدا کر دینے کی بُنیاد ہے' وہ بیج ہے - جس طرح ایک بیج سے بے شمار بیج پیدا ہو جاتے ہیں اور اُن سے پھر بے شمار درخت بن جاتے ہیں - درخت سے پھر بیج اور بیج سے بے شمار درختوں اور بیجوں کا سلسلہ چل نکلتا ہے - اِسی پرکار ایک ایک خیال کے اندر لاکھوں یونیاں موجُود رہتی ہیں - اُن یونیوں میں پھر کروڑوں اور اربوں یونیوں کے بیج پیدا ہو ہو کر سلسلہ بڑھتا اور پھیلتا جاتا ہے - یہی کرم بندھن ہے جس میں جکڑا ہُوا جیو سدا دُکھ اور کلیشوں کا شکار بنا رہتا ہے -

جس کو موکش یا مُکتی کہتے ہیں وہ کیا ہے ؟ مُکتی کے ارتھ ہیں آزادی یا چھُٹکارے کے - یہ آزادی یا چھُٹکارا کس سے پانا ہے ؟ اِسی کرم بندھن سے' جس کا بیان اوپر ہُوا ہے - اِس کرم جال سے چھُٹکارا پانا - جنم مرن کے کشٹوں سے رہت ہونا - بھرم اور وہم کی زنجیر کو توڑ کر اپنے سوُرُوپ کی پہچان کرنا سچّی مُکتی کہلاتا ہے اور اِس مُکتی کا دھن صرف گُورو کے ہاتھ میں ہے - کیونکہ گُورو ہی مُکتی کا داتا ہے - وہ آپ مُکت ہے اور ہم کو مُکت کرتا ہے - وہ آپ آزاد ہے اور ہم کو آزاد کرنے کے لئے آتا ہے - وہ آپ پوِتر ہے اور ہم کو مایا کی گندگی سے صاف کر کے اپنے دیش میں لے جانے کا پربندھ کرتا ہے - یہ گُورو ہے اور یہ گُورو دھارن کرنے کا اصلی پریوجن ہے -

عام لوگ گُورو دھارن کرنے کا مطلب کم سمجھتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ گُورو شاید اُن کو کوئی وچتر اور نئی وستو بنا دے گا - لیکن گُورو دھارن کرنے کا بھاو یہ نہیں ہے - یہ جیو اصل میں جو کچھ ہے وہی رہے گا - گُورو اِس کو کسی نئی سرشٹی میں نہیں بھیجے گا - جس اپنی حقیقت کو یہ کافی عرصے سے سنسار میں رہتا ہُوا کھو بیٹھا ہے - گُورو اِس کی اُس حقیقت کو پھر اِسے واپس دیتا ہے اور جس بھُول بھرم میں پڑ کر اِس نے اپنی اصلی حالت کو کھو دیا ہے - گُورو اِس کی وہی کھوئی ہوئی حالت اِس کو بخشتا ہے - جب تک گُورو دھارن نہیں کیا جاتا - تب تک منشیہ میں منشیہ جیون کے اوصاف دبے پڑے رہتے ہیں - یہ گُورو ہی ہے جس کے ذریعے ہماری دبی ہوئی آتمک شکتیاں اُبھرتی اور چمکتی ہیں - سونا جب تک سُنار کے ہاتھ میں نہیں پہنچتا کسی کام کا نہیں ہوتا - اگر اُس کا مُولیہ ہے تو وہ صرف اِس کارن سے ہے کہ سُنار کے پاس جا کر اُس کے بھُوشن بن سکتے

ہیں - جب وہ سُنار کی بھٹّی سے گذر کر بھوشنوں کے رُوپ میں بدل جاتا ہے تب اُس کا اصل مُولیہ پڑتا ہے - وہ آپ سُندر بنتا ہے اور پہننے والوں کو سُندرتا بخشش کرتا ہے -

اِسی طرح بنا گوُرو کے مُنشیہ کی کوئی قیمت نہیں ہے - یہ گوُرو ہی ہے جو مُنشیہ کو سچ مُچ مُنشیہ بناتا ہے - ورنہ اِس کے سوائے مُنشیہ صرف نام کا مُنشیہ ہوتا ہے !

دوہا

نِگُورا مجھ کو نہ مِلے - پاپی مِلے ہزار
اِک نِگُورے کے سِیس پر - لکھ پاپیوں کا بھار (کبیر صاحب)

نِگُورے پُرش کو سنتوں نے آتم گھاتی کا نام دیا ہے - کیونکہ وہ اپنے آتما کا نقصان کر رہا ہے وہ جیون کے راستے میں نہیں ہے - وہ جیتا ہُوا بھی مَوت کے راستے پر جا رہا ہے - ایسے آتم گھاتی کے سمبندھ میں کبیر صاحب کا کتھن ہے کہ وہ ہزاروں پاپیوں سے بھی بُرا ہے - اس کے سر پر لاکھوں پاپیوں کا بوجھ سمجھنا چاہیئے - کیونکہ پاپیوں کے سدھار کا راستہ تو کبھی نہ کبھی کُھل جائیگا لیکن نِگُورے کے ترنے کا قدرت میں کوئی بھی پربندھ نہیں ہے -

دوہا

گوُرو بِن مالا پھیرتا - گوُرو بِن کرتا دان
گوُرو بِن سب نِشپھل گیا - پُوچھو وید پران
جو نِگُورا سُمِرن کرے - دِن میں سو سو بار
نگر نائیکا ست کرے - جرے کون کی لار
گربھ جوگیشور گوُرو بِنا - لاگا ہری کی سیو
کہے کبیر بیکُنٹھ سے - پھیر دیا شُکدیو

جنک ودیہی گُورو کیا۔ لاگا ہری کی سیو
کہے کبیر بیکنٹھ میں۔ پھیر مِلا شُکدیو
پُورے کو پُورا مِلے۔ پڑے سو پُورا داو
نِگُورا تو اوبھٹ چلے۔ جب تک کرے کداو
جو کامنی پردے رہے۔ سُنے نہ گُورو مکھ بات
ہوئے جگت میں کوکری۔ پھرے اُگھارے گات
کبیر گُورو کی بھگتی بن۔ ناری کوکری ہوئے
گلی گلی بھونست پھرے۔ ٹوک نہ ڈارے کوئے
چونسٹھ دیوا جوئے کے۔ چودہ چندا ماہیں
تیہی گھر کس کا چاندنا۔ جیہی گھر ستگُورو ناہیں
نِش اندھیاری کارنے۔ چوراسی لکھ چند
گُورو بن ایتے اُدے ہوئیں۔ تہو سارِشٹ ہیں مند
گگن منڈل کے بیچ میں۔ تہواں جھلکے نُور
نِگُورا محل نہ پاوئی۔ پہنچے گا گُورو پُور
(کبیر صاحب)

وِچار کرنا چاہیئے کہ ہم اِس سنسار میں کس لئے آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ اگر ہم کو سُکھ کی خواہش ہے اور اِسی خواہش کو لئے ہوئے پھر رہے ہیں تو وہ سُکھ باہر نہیں ہمارے اندر

ہے ۔سنتوں کا کتھن ہے کہ یہ جیو خود سُکھ رُوپ ہے ۔اِس میں سب شکتیاں بھرپُور ہیں مگر بھُول اور بھرم کے کارن یہ دُربل اور کمزور بنا بیٹھا ہے ۔ وہ شکتی کب پرگٹ ہوگی ۔جب یہ گوُرو کے ساتھ سمبندھ پیدا کریگا ۔جب گوُرو کا آدرش اِس کے سامنے ہوگا اور گوُرو کے ست سنگ و وچنوں کا لابھ اِس کو حاصل ہوگا ۔تو پھر سنشے اور بھرموں کی جڑ آپ سے آپ کٹ جائیگی ۔ اور اِسے اپنے اصلی سوُرُوپ کا گیان ہونے لگیگا ۔شری رام چندر جی مہاراج کا وچن ہے

دوھا

بھُومی جیو سنکُل رہے ۔ گئے شرد رتُو پائے

ست گوُرو مِلے تے جاہیں جمی سنشے بھرم سمدائے (رامائن)

اَرتھ ۔ اے لکشمن! وَرشا رِتُو کے اندر مچھّر ۔کیڑے ۔مکوڑے وغیرہ جس قدر بھی جیو جنتو پیدا ہوگئے تھے ۔ وہ شرد رِتُو آتے ہی اِس پرکار ناش ہوگئے ہیں ۔ جیسے ست گوُرو کے ملاپ سے سنشے بھرموں کا ناش ہو جاتا ہے ۔

عام لوگ گرنتھوں اور بانیوں کے پاٹھ کو قصّے کہانیاں سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن یہ اصلیّت میں قصّے کہانیاں نہیں ہوتے ۔ اِن کے اندر حقیقت کے بھید چھُپے ہوتے ہیں جن کو صِرف بھگتی بھاو کا دماغ رکھنے والے جیو ہی سمجھ سکتے ہیں ۔ اوروں کی سمجھ میں اِن باتوں کا آنا مُشکل ہے ۔یہ پُوران گوُرو کی نشانی ہوتی ہے کہ اُن کی شرن میں حاضر ہونے سے دِل سمپُورن سنشے بھرموں سے صاف ہو جاتا ہے ۔ جب دِل سے سنشے بھرموں کی مَیل دُور ہوگئی تو پھر سنسار کہاں! سنشے بھرموں کا نام ہی تو سنسار ہے ۔سنسار کی اور کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ جب تک یہ جیو سنشے بھرموں کے روگ سے دُکھی ہو رہا ہے ۔ تب تک سنساری ہے لیکن جب گوُرو کی دیا سے اِس کا عِلاج ہوگیا ۔تب اپنے سوُرُوپ کا گیان ہونے لگا ۔ اصلیّت پرگٹ ہوگئی اور جنم مرن کے روگوں سے چھُٹکارا مل گیا ۔

بس سچّا گوُرو جب کبھی بھی ملے گا ۔ وہ تُم کو باہری آڈمبروں سے ہٹا کر تمہارا رُخ اندر کی طرف کریگا اور تمہاری توجّہ اپنی طرف کریگا ۔ وہ جب لے جائیگا ۔ تُم کو تمہارے اندر لے جائیگا ۔

اور تمہارا اصلی سؤرُوپ اور تمہاری حقیقت تُم کو تنشچہ کرانے کا راستہ بتلائیگا۔ اِس لئے ایسے گُورُو کے اصُولوں کی پالنا شِشیہ کو ضرور کرنی چاہیئے۔ گُورُو کی وِدیا کا جو اصلی مقصد ہے۔ اُس کے سمجھانے کے لئے یہاں ایک مثال دی جاتی ہے جس سے گُورُو اور شِشیہ کے سمبندھ کا مطلب اور بھی صاف ہو جائیگا۔

ایک مہاتما کا وچن ہے:۔

سوّیا

ایک سمے بَن میں بسنے مرگ راج کی نارن کیہری جائیو

کرپالن پالی کے ہاتھ لگو اَن ایکر چھیری کے سنگ ملائیو

بسر گئے نِج کُل کے پراکرم مُوڑھ بھئے ہری دبھ چرائیو

تیسے ہی آتم سنگ شریرا آپ بھلا کر جیو کہائیو

ایک بار بَن میں بھاگتے بھاگتے کسی گربھ وتی شیرنی کا گربھ گر گیا۔ کسی کا ڈر سے آپ تو وہ بھاگ گئی۔ لیکن بچّے کو وہیں چھوڑ دیا۔ بچّے کی آنکھیں بند تھیں۔ اُس نے پیدا ہو کر اپنی ماتا کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی۔ آنکھیں کُھلنے پر وہ دو چار دن کے اندر اُس بن میں چلنے پھرنے لگا۔ اتنے میں ایک گڈریا بھیڑوں کو چراتا ہُوا وہاں آیا۔ اُس نے اُس بچّے کو دیکھا اور پیار سے اپنی بھیڑوں کے ریوڑ میں ملا لیا۔ دِن کو بھیڑوں کے ساتھ اُس کو چرانے لے جاتا اور رات کو گھر واپس لے آتا۔ اِس پرکار سے وہ شیر کا بچّہ گڈریے کے ہاتھوں پلتا ہُوا بڑا ہو گیا۔ مگر بھیڑوں کی سنگت سے اُس کی خوراک وہی گھاس پھُوس رہی تھی اور سبھاؤ بھی بھیڑوں کا سا بن گیا تھا۔

ایک بار اُس بن میں کوئی دُوسرا شیر آ نکلا۔ اُس نے دیکھا کہ یہ شیر ہے اور بھیڑوں کے ساتھ مل کر گھاس پھُوس کھاتا پھرتا ہے۔ اُس نے نزدیک جا کر اُسے بلایا اور کان میں کچھ کہنا چاہا۔ لیکن وہ اُس کی صُورت کو دیکھ کر ڈرا۔ اور بھاگنے لگا۔ جنگل کے بادشاہ نے اُسے دھیرج دے کر ٹھہرایا کہ مجھ سے ڈر مت، مَیں تیرا بھلا چاہنے والا ہُوں اور تجھے تیرے ہِت کی کہُونگا۔ تو ایک بار میری بات

کوسُن لے - یہ سُن کر وہ ٹھہر گیا - بَن کے شیر نے اُس کے کان میں کہا - تُو شیر ہے - اپنی شکتی کو سنبھال - یہ بھیڑیں تو تیری خوراک ہیں - جن کے ساتھ مِل کر تُو گھاس پھُوس کھاتا پھرتا ہے اور ڈرپوک بنا ہُوا ہے - میری طرف دیکھ - مَیں تیرا ہم جِنس ہُوں - ہم دونوں ایک ہی رُوپ کے ہیں - اپنی اصلیّت کی طرف دھیان دے اور اپنی شکتی سے کام لے - اِن بھیڑوں کے ساتھ تیرا کیا سمبندھ ہے ؟

اگرچہ یہ سچّی باتیں تھیں اور سیفارتھ اُپدیش تھا - لیکن بھیڑوں کی سنگت نے اُس کے دِل پر معمُولی اثر نہیں ڈال رکھا تھا - جو فوراً ہی مِٹ جاتا اُس نے جواب دِیا - نہ مَیں شیر ہُوں اور نہ شیروں کا ہم جِنس ہُوں - مَیں تو بھیڑ ہُوں اور یہ بھیڑیں ہی میری ماتا پِتا اور بھائی بندھو ہیں - مَیں نہیں جانتا کہ شیر کیسے ہوتے ہیں ؟ تُم جو کچھ کہہ رہے ہو، سب بھرمانے والی باتیں ہیں - میرے کُٹنب پریوار سے الگ کر کے نہ معلُوم تُم مُجھ کو کہاں لے جانا چاہتے ہو ؟ بَن کے راجہ نے کہا - تُو میرے ساتھ تالاب کے کِنارے چل - وہاں تیرے سب بھرم دُور ہو جائینگے - یہ کہہ کر اُسے اپنے ساتھ لیا اور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر اُس کو کہا - اِس پانی میں اپنی صُورت کو بھی دیکھ اور میرے رُوپ کا بھی دھیان کر - تیرے اور میرے میں کوئی فرق نہیں ہے - جب اُس نے نیچے پانی کی طرف سر جھُکا کر دیکھا تو بالکل دونوں صُورتیں ایک برابر نظر آئیں - دیکھتے ہی بھرم دُور ہو گیا اور اپنے آپ کو شیر سمجھ کر گرجنے لگا - شکتی تو پہلے موجُود تھی صرف بھرم کی وجہ سے اُس کا گیان نہیں تھا - لیکن جب دُوسرے شیر کا مِلاپ ہُوا تو اُس نے شکتی دوارا نشچہ کرا دیا کہ وہ سچ مچ شیر کا بچّہ ہے - صِرف اگیان اور بھرم کی وجہ سے اپنے سُوَرُوپ سے بے خبر تھا -

ریختہ

بھُولتے بھُولتے بھُول ایسی پڑی - اپنا رُوپ نہیں نیک جاناْ

گیان وچار وویک بِن بھُولیا - سِنگھ کا رُوپ لے بھیڑ جاناْ

سِنگھ کے سِنگھ جب سِنگھ ست گُورو مِلے - ٹیر کی اپنے نِکٹ آناْ

دیکھ تُو بُوجھ تُو رُوپ ہے کَونسا ؟ کون سے آن کے نیہہ ٹھاناْ

جیو سے برہم ہے - برہم سے جیو ہے - نیر اور شیر سے مِلا چھانا

کہے کبیر گورو گیان بن بھولیا۔ بھول کر وار کو پار جانا
(کبیر صاحب)

یہ گورو کی وِدیا کا اصلی اُدیشیہ ہے۔ ایشور کے چاہنے والے بے چارے ایشور کی تلاش میں دن رات پڑے گھومتے ہیں۔ کبھی بنوں میں چلے جاتے ہیں۔ کبھی پہاڑوں پر جا بیٹھتے ہیں۔ کبھی پُستکوں کے اندر ڈھونڈنے لگتے ہیں اور کبھی ٹھنڈے پانی میں غوطے لگاتے ہیں۔ اپنے اپنے وِچاروں اور نِشچے کے انوسار یہ سب ہی ٹھیک راستے پر ہوں۔ اِس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ لیکن سنتوں کے وِچار انوسار صحیح ارتھوں میں ایشور کی تلاش سچے گورو کی تلاش ہے۔ ایشور کا مِلنا کٹھن نہیں ہے۔ مِلنا گورو کا کٹھن ہے۔ جس وقت پورن گورو مِل جائیں تو پھر ایشور کا ملاپ سہج ہی ہو جائیگا لیکن سنسار ہے جو دِن رات ایشور ایشور تو کرتا ہے مگر گورو کے بارے میں کچھ بھی وِچار نہیں کیا جاتا۔ گورو جو کر لیا۔ سو کر لیا۔ چاہے وہ آپ بھی اصلی مارگ کا بھیدی نہ ہو۔ بھلا جو آپ ہی بے خبر ہے وہ دُوسروں کو کیا راستہ بتائیگا؟ لیکن کسی کو اِن باتوں کا وِچار کہاں ہے؟ سنت کہتے ہیں کہ تم ایشور کی کھوج میں وقت مت دو۔ اور نہ اِس طریقے سے کچھ ہاتھ آسکتا ہے۔ تمہارا جتنا یتن ہونا چاہیے وہ گورو کی تلاش میں ہونا چاہیئے۔ وقت جتنا دو۔ گورو کے ڈھونڈنے میں دو۔ محنت جتنی کرو گورو کے پیچھے کرو۔ جب گورو مِل جائیں گے تو ایشور کا ملاپ آپ سے آپ ہو جائیگا۔ اُس کے لئے تمہیں کچھ الگ محنت نہیں کرنی پڑیگی۔ اِس لئے جو وِچاروان ہیں، وہ ہمیشہ پورن گورو کی ہی تلاش کرتے ہیں۔ کیونکہ ایشور اور اُس کے گیان کا سمبندھ صِرف گورو کے ساتھ ہے۔ نام بھگتی اور پریم وغیرہ یہ سب گورو ہی کی کرپا سے پراپت ہوتے ہیں۔ بِنا پورن گورو کی سہائیتا کے اِن کا ہاتھ آنا کٹھن ہے۔

دوہا

ست گورو ملے تے پایئے۔ بھگتی مکتی بھنڈار
دادو سہجے دیکھیئے۔ صاحب کا دیدار

ست گُورو کاڑھے کیس گہہ۔ ڈُوبت ایہہ سنسار
دادُو ناؤ چڑھائے کر۔ کیا بھوجل پار
دادُو اُس گُورو دیو کی۔ مَیں بلہاری جاؤں
جہاں آسن امر الیکھ تھا۔ لے راکھے اُس ٹھاؤں
ست گُورو مارے شبد سوں۔ نرکھ نرکھ نج ٹھَور
رام اکیلا رہ گیا۔ چت نہ آوے اَور
شبد دُودھ گھرت رام رس۔ کوئی سادھ بلووَن ہار
دادُو اَمرت کاڑھ لے۔ گُورمکھ گہے وچار
یہ مسیبت یہ دیہرا۔ ست گُورو دیا دکھائے
بھیتر سیوا بندگی۔ باہر کاہے جائے (دادُو دیال)

گُورو کی مہما اننت اَور اپار ہے۔ بنا گُورو کے اِیشور کا گیان کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔ جن کو ہم بھگوان مانتے ہیں۔ اُنہوں نے بھی گُورو کی شرن لی ہے۔ شری رام چندر جی مہاراج کے گُورو وشِشٹھ مُنی تھے۔ اِس بات کو سب کوئی جانتے ہیں۔ وشِشٹھ پُران پڑھو!

شری رام چندر جی مہاراج سوال کرتے ہیں اور گُورو وشِشٹھ اُن کے سنشے نِوارن کرتے ہیں اور رامائن کا بھی پرسنگ ہے کہ شری رام چندر جی مہاراج بن باس کی حالت میں بالمیک رِشی کے آشرم پر جاتے ہیں اور اُن سے اپنے رہنے کے لئے کوئی شُبھ ستھان پُوچھتے ہیں کہ اے مُنی! آپ سوچ کر بتائیں کہ مَیں کہاں رہُوں؟

یہ ایک سوال تھا جو واشنوؤں میں بالمیک جی کی بُدھی اور بھگتی کو جانچنے کے لئے کیا گیا تھا۔ مگر جن پر بھگوان کی دیا ہوتی ہے اور جو اُس کی بھگتی کے رس میں رنگے ہوتے ہیں، اُن کے سامنے

ایسے سوال کا جواب کچھ مُشکل نہیں ہوتا۔ رِشی نے آنکھوں میں آنسُو بھر کر دونوں ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی۔

چوپائی

تُم تے اَدھک گُورُو ہیں جیہ جانی
سکل بھاو سیوہیں سنمانی
کام کرودھ مد مان نہ موہا
لوبھ نہ کشوبھ نہ راگ نہ دروہا
جِن کے کپٹ دمبھ نہیں مایا
تِن کے ہردے بَسہو رگھورایا

اَرتھ۔ اے بھگوان! جو تُم سے بھی اپنے گُورُو کو زیادہ جانے اور ہر پرکار سے اُن کی سیوا۔ پُوجا اور عزت کرے۔ اور جن کے اندر کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کے دوش نہیں ہیں اور جن کا ہردیہ راگ دویش سے رہت ہے۔ جو دمبھ کپٹ اور مایا کی گندگی سے صاف ہیں۔ اے رگھوکُل کے نندن رام جی! آپ اُن کے ہردیہ میں نواس کرو۔ آپ کے رہنے کے لئے وہی شوبھا دینے والی جگہ ہے

اِس پوِتّر گرنتھ میں اور بھی کئی جگہ پر گُورُو کی مہما کو سپشٹ رُوپ میں بیان کیا گیا ہے۔ مضمون کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہانڈی کا ایک دانہ دیکھ لینے سے ساری ہانڈی کا گیان ہو جاتا ہے اور عقلمند آدمی صرف ایک اشارے سے ساری حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں۔ گُورُو کی ضرورت کے سلسلے پر شریمد بھاگوت گیتا میں بھی اِشارے کئے گئے ہیں۔ چوتھے ادھیائے میں شری کرشن جی مہاراج ارجن کو اِس پرکار ورنن کرتے ہیں۔

خدمت و تعظیم سے جب تُو کرے گا التجا
رہبرِ کامل تجھے دینگے سبق اُس عِلم کا۔ ۳۴

جس کے باعث پنجۂ غفلت سے تو چھوٹ جائیگا
اپنے اندر اور پھر مجھ میں یہ عالم پائیگا - ۳۵
خواہ تو ہو سب گنہگاروں سے بڑھ کر شرمسار
کشتیٔ عرفاں میں قُلزمِ عصیاں سے پار - ۳۶
خاک کر دیتی ہے آتش لکڑیوں کے ٹال کو
آتشِ عرفاں جلا دیتی ہے کُل افعال کو - ۳۷

اَرتھ - اے ارجن! جب تو اُن برہم گیان کے جاننے والے اور تتو کو سمجھنے والے مہاپرشوں کی شرن میں پراپت ہو کر بھلی پرکار ڈنڈوت پرنام تتھا سیوا کر کے اور نشکپٹ بھاؤ سے پرارتھنا کرے گا، تب وہ پورن مہاپرش تجھے اُس گیان کا اُپدیش کرینگے! (۳۴)
کہ جس گیان کو جان لینے سے تو موہ مایا کے پنجے سے چھوٹ جائیگا اور پھر اُس گیان دوارا پہلے سنسار کے سمپورن بھوت پرانیوں کو اپنے انترگت دیکھے گا اور پھر سب کو مجھ میں پائیگا - (۳۵)
اور اگر تو سب پاپیوں سے زیادہ پاپ کرنے والا ہے - تو بھی اُن مہاپرشوں کے گیان روپی کشتی پر چڑھ کر تو اس پاپوں کے سمندر سے یقیناً پار ہو جائیگا! (۳۶)
کیونکہ جیسے جلتی ہوئی اگنی سوکھے ایندھن کو جلا دیتی ہے، ویسے ہی گیان کی اگنی سمپورن کرموں کو بھسم کر دیتی ہے! (۳۷)

دوھا

تیرتھ گئے تو ایک پھل - سنت ملے پھل چار
ست گورو ملے انیک پھل - کہے کبیر وچار (کبیر صاحب)

اَرتھ - تیرتھ پر جانے سے ایک پھل ملتا ہے اور سنتوں کی سنگت میں دھرم - ارتھ - کام اور موکش، یہ چار پھل پراپت ہوتے ہیں - دھرم اُسے کہتے ہیں کہ منشیہ کا جیون نیم انوسار ہو - ارتھ نام ہے مطلب یا پریوجن کا - اور کام کہتے ہیں کامنا یا خواہش کو اور موکش کے ارتھ ہیں

مُکتی یا آزادی - یہ چاروں پھل سنتوں کی سنگت میں جانے سے مُنشیہ کو پراپت ہوتے ہیں ۔

چار پدارتھ جے کو مانگے سادھ جنا کی سیوا لاگے (سُکھمنی صاحب صفحہ ۲۶۶)

لیکن جو جیو گوُرو کی شرن میں پہنچتا ہے ۔ ارتھات گوُرو کو دھارن کرتا ہے ۔ اُس کو بے انت پھل ملتے ہیں جو کہ حساب کتاب سے باہر ہیں ۔

دوھا

گوُرو دھوبی شِشّ کا پڑا ۔ صابُن سِرجن ہار
سُرت شِلا پر دھوئیے ۔ نِکسے رنگ اپار (کبیر صاحب)

من مَیلا ہے ۔ اِس میں کام ۔ کرودھ ۔ لوبھ ۔ موہ اور اہنکار وغیرہ کے بدنما دھبے پڑ گئے ہیں یہ ایک مَیلی چادر کے مانند ہے ۔ مہا پُرش اُپدیش کرتے ہیں کہ اے من ! جس طرح میلا کپڑا دھوبی کے گھاٹ پر دھویا جاتا ہے ۔ اِسی طرح اگر تجھے بھی اپنی صفائی کی ضرورت ہے تو تجھے گوُرو کے گھاٹ پر جانا چاہیئے ۔ کیونکہ تیری مَیل صاف کرنے کا دھوبی گوُرو ہے ۔ جب گوُرو کے ست سنگ رُوپی گھاٹ پر اُن کی سیوا کا صابن ۔ اُن کے پریم کا پانی اور اُن کے درشن کا غوطہ تجھ کو ملیگا ۔ تو تو کام کرودھ وغیرہ غلاظتوں سے پوِتر ہو جائیگا ۔ اور تجھ میں اصلیت کا پرکاش ہونے لگیگا ۔ جب یہ حالت ہو جائیگی تو تو اپنے بھاگوں کو سراہے گا ۔

دوھا

گوُرو سمان رتھوں لوک ہیں ۔ اور نہ دیکھے کوئے
نام لیئے پاتک نسے ۔ دھیان رکئے ہری ہوئے
گوُرو ہی کے پرتاپ سیوں ۔ مٹے جگت کے بیادھ
راگ دویش دُکھ نہ رہے ۔ اُپجے پریم اگادھ
گوُرو کے چرنن میں دھرو ۔ چِت بُدھی من اہنکار

جب کچھ آپا نہ رہے۔ اُترے سب ہی بھار
بلہاری گورو آپنے۔ تن من صدقے جاؤں
جیو برہم چھن میں کیو۔ پائی بھولی ٹھاؤں
(سوامی چرن داس جی)

کہا جاتا ہے کہ سنسار میں پُورے گورو نہیں ملتے۔ اُدھورے تو بہت مِل جاتے ہیں۔ لیکن کامل گورو کا مِلنا مہا کٹھن ہے۔ یہ سوال مُشکل سے مُشکل ہے اور آسان سے آسان ہے۔ آسان اِس لئے ہے کہ اِس سے زیادہ آسان بات اور کوئی نہیں ہے اور مُشکل اِس لئے ہے کہ اِس کے سمجھنے کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا۔ سنتوں کا کتھن ہے کہ جِن لوگوں کی یہ آواز ہے۔ اُن کے اندر گورو کی تلاش نہیں ہے۔ اگر گورو کی تلاش ہو تو اُنہیں اِس طرح کہنے کا موقع ہی نہ ملے کیونکہ اِس سنسار میں کوئی بھی چیز ناممکن نہیں ہے۔ جس کا نام ہے اُس کا رُوپ بھی ضروری ہے۔ نام اور رُوپ دونوں ہمیشہ سے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں۔

شعر

عالمِ اِمکاں میں ہر اِمکان کا اِمکان ہے
غیرِ اِمکاں کے بھی یاں اِمکان کا سامان ہے

پُورا اور اُدھورا دونوں نسبتی لفظ ہیں۔ جہاں اُدھورے کا شبد آیا ہے وہاں پُورے کی ہستی بھی ضروری بات ہے۔ کیونکہ سنسار میں ہر ایک وستُو کا جوڑا ہوتا ہے۔ اگر اُدھورے گورو ہیں تو پھر پُورے گورو کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر پُورے گورو کی ہستی کو نہیں مانو گے تو پھر اُدھورے گورو کی ہستی بھی مِٹ جائے گی۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ سنسار میں اُدھورے گورو بہت ہیں اور پُورے نہیں ہیں۔ اُن کے لئے کوئی دُوسری شہادت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُن کی اپنی آواز ہی اِس بات کو ثابت کرنے کے لئے گواہ اور ثبوت ہے کہ پُورے گورو سنسار میں ضرور موجود ہیں۔ کیونکہ جب وہ اُدھورے گورو کی ہستی کا ہونا مانتے ہیں تو پھر پُورے گورو

کی ہستی سے انکار کیسے کر سکتے ہیں ؟ ہاں - اگر اُنہیں پُورن گُورو کا ملاپ نہیں ہوتا تو اِس کا مطلب یا تو یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں گُورو کی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ اگر ضرورت ہوتی تو پھر کوئی کارن نہیں تھا کہ اُن کی ضرورت کا سامان قُدرت اُن کو نہ پہنچاتی - اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ ضرورت اُن کو ہے تو پھر دُوسرا جواب اِس کا یہ ہے کہ اُن میں ہمّت نہیں ہے اور نہ ہی پُرشارتھ ہے - وہ صرف اِس خیال سے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے ہیں کہ اگر ایشور کو منظور ہوگا تو آپ سے آپ راستہ مِل جائیگا - ایسے لوگوں کو کوئی کیا سمجھائے - بچّہ روتا ہے - تو ماتا اُس کو دُودھ دیتی ہے - بھلا جن میں خُود ہی پُرشارتھ نہیں ہے، اُن کی سہائیتا قُدرت کیا کرے گی ؟ ہمیشہ قُدرت کی طرف سے بھی اُن ہی لوگوں کو مدد مِلا کرتی ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں - کہاوت ہے کہ "ہمّتِ مرداں مددِ خدا" لیکن جو آلسی بن کر بیٹھے رہتے ہیں، ایشور بھی اُن کی طرف سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے - رامائین کا کتھن ہے :-

کادر مَن کر ایک آدھارا
دیو دیو آلسی پُکارا

ہمیشہ دیو دیو کی رَٹ لگاتے رہنا کہ جو کریگا، دیو کریگا - جو کریگا، دیو کریگا - یہ کائروں اور بزدِلوں کے مَن کا آدھار ہے - کیونکہ دیو دیو ہمیشہ آلسی جیو ہی پُکارا کرتے ہیں -

لیکن جِن کی ہمّت اور حوصلہ اُونچا ہوتا ہے، وُہ ایسی آواز نہیں دِیا کرتے - سنت کہتے ہیں - اَے جیو ! سنسار میں اور کوئی دیو نہیں ہے - تیرا پُرشارتھ ہی تیرا دیو ہے - دُنیا میں کوئی کام بھی ایسا نہیں ہے - جو نہ ہو سکے - لیکن صرف تھوڑی ہمّت اور دلیری سے کام لینے کی ضرورت ہے - کام آپ سے آپ ہوتا چلے گا -

شعر

مُشکلے نیست کہ آساں نہ شوَد
مَرد باید کہ ہراساں نہ شوَد

ارتھ۔ ایسی کوئی بھی مشکل نہیں ہے جو آسان نہ ہو سکے۔ صرف منشیہ کو چاہیئے کہ وہ پریشان اور نا امید نہ ہو۔ پھر کہا ہے :۔

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

ارتھ۔ جو کام ہمت اور حوصلے کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ اگر کانٹا بھی ہے۔ تو گلدستہ بن جاتا ہے!

پختہ خیالوں والے کی قدرت سہا بیک ہے۔ جس منشیہ کی ہمت اور حوصلہ اونچا ہوتا ہے اُس کا اعتبار زمین اور آسمان کے اندر اُس کے حوصلہ اور ہمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اور یہ بات بالکل صحیح اور سچی ہے!

لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے دو چڑیاں (نر اور مادہ) گھونسلا بنا کر رہتی تھیں۔ ایک بار جونہی سمندر کی اچھال جو باہر آئی۔ تو اُن کا گھونسلا اور انڈے بہا کر سمندر میں لے گئی۔ یہ دونوں جب باہر سے اُڑتی پھرتی اپنے گھر آئیں۔ دیکھا۔ تو نہ وہ گھر ہے اور نہ انڈے ہیں۔ پتہ لگا کہ سمندر نے اُچھل کر بہادئے ہیں۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئیں اور غصہ میں آکر کہنے لگیں اگر ہمارا نام چڑیا ہے تو ہم اِس سمندر کو خشک کر کے چھوڑیں گی۔ سمندر ہے کون؟ جو ہمارے انڈے بہا لے جائے۔ اِسے اہنکار ہو گا کہ میں بہت بڑا ہوں۔ لیکن اِسے ابھی تک کوئی سبق دینے والا نہیں ملا۔ اِسے حق کیا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی دوسرے کے گھر پر حملہ کرے۔ پرن کر لیا کہ جب تک اِس کو خشک نہ کر دینگی۔ سکھ کا سانس لینا ہمارے لئے بھی حرام ہے۔

یہ کہہ کر وہ دونوں پنچھی لگے سمندر کو سکھانے۔ اُن کا کیا کام تھا کہ کنارے سے ریت کی چونچ بھر کر سمندر میں پھینکتے اور سمندر سے پانی کی چونچ بھر کر باہر پھینکتے۔ لیکن سمندر تو سمندر ہے۔ اُس کا خشک کرنا تینوں کال میں ناممکن ہے۔ اور پھر ایک چھوٹے چھوٹے پنچھیوں کے ہاتھ سے۔ لیکن وہ چونکہ اپنے دل میں اعلیٰ درجہ کی ہمت رکھتے تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے آخر سمندر کو خشک کر کے دکھا دیا۔ اور سنسار میں ہمت اور حوصلہ کی ایک بہت ہی اُتم اور اونچی مثال

قائم کر دی۔ یہ کتھا اِس پرکار ہے:-
کہتے ہیں کہ جب وہ دونوں چڑیاں اِس طرح سمندر کو سُکھانے کے کام میں لگ گئیں۔ تو ایک دُوسری چڑیا نے آکر اُن سے اِس کا کارن پُوچھا۔ اُنہوں نے جواب دِیا۔ سمندر ہمارے انڈے بہا لے گیا ہے۔ ہم اِسے خُشک کرتی ہیں۔ اُس نے کہا۔ یہ کام تمہارے سے کیا سارے سنسار کی شکتی سے باہر ہے۔ اِس خیال کو چھوڑ دو۔ اور مُفت میں اپنے جیون کو نشٹ نہ کرو۔ اُنہوں نے جواب دِیا۔ ہم اِس طرح کا اُپدیش سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر تجھ سے کچھ ہو سکتا ہے تو ہمارے ساتھ لگ جا۔ نہیں تو پیٹھ دِکھا۔ ہم کو ایسے کایر اور کمزور خیال والے کے ساتھ بات چیت کر کے اپنا وقت برباد کرنا منظور نہیں ہے۔
اُن کی اِس طرح کی اُونچی ہمت اور دلیری کا کچھ ایسا اثر اُس کے من پر پڑا کہ وہ اپنے گیان اُپدیش کرنے سب بھُول گئی۔ اور اُن کے ساتھ مِل کر وہ بھی چونچ میں ریت بھر بھر کر سمندر میں ڈالنے لگ پڑی۔ ایک ایک اور دو گیارہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ تو تین ہو گئی تھیں اب تو بَن کی بہت چڑیاں اُن کے ساتھ مل کر سمندر کو سُکھانے لگ گئیں۔ جب اچھا خاصہ جھُنڈ چڑیوں کا اِس کام میں لگ گیا تو اِس شہرت کو سُن کر دیش دیش کی چڑیوں کے جھُنڈ وہاں پہنچنے لگے۔ اب بات پُوچھنے پچھانے سے آگے نکل گئی۔ جو بھی چڑیا آتی دُوسروں کو اِس طرح کرتے دیکھ کر وہ بھی اُسی طرح کرنے لگ جاتی ——— جب سنسار کی تمام چڑیاں وہاں آ پہنچیں تو دُوسرے پنچھیوں کا بھی اِدھر دھیان ہُوا اُنہوں نے دیکھا کہ دُنیا کی سب چڑیاں سمندر کو خُشک کرنے میں لگ گئی ہیں۔ تو وہ بھی وہاں پہنچے۔ لگے اور لگے اُن کے ساتھ مدد کرنے۔ مطلب یہ کہ کُل سنسار کے پنچھی اُس جگہ آ اِکٹھے ہوئے اور سمندر کو سُکھانے کے کام میں لگ پڑے۔ یہ بات چاروں طرف پھیل گئی جو سُنتا حیران ہوتا۔ پھرتے پھراتے وہاں نارد رِشی آن پہنچے۔ اُنہوں نے دیکھا۔ تمام پنچھی سمندر کا پانی باہر پھینک رہے ہیں اور اُس کے بدلے اُس میں ریت بھر رہے ہیں۔ اُنہوں نے اِس کا کارن پُوچھا۔ پتہ لگا کہ سمندر اُن کے انڈے بہا لے گیا ہے اور یہ اُس کو سُکھانا چاہتے ہیں۔ نارد جی کو بڑی حیرانی ہُوئی۔ بہتیرا سمجھایا۔ مگر وہاں اِن کی سُنتا کون تھا؟ سب پنچھی سر دھڑ کی بازی لگا کر پانی باہر اُچھال رہے تھے۔ نارد جی کو رحم آیا۔ فوراً ہی بیکنٹھ میں وشنو بھگوان

کے پاس پہنچے اور سب حال جوں کا توں کہہ سنایا۔ بھگوان نے فوراً گرڑجی کو بلایا اور کہا۔ اے گرڑجی! تمہاری رعایا سنسار میں اس قدر دکھی ہو رہی ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے اور تم یہاں سکھ کی نیند سو رہے ہو۔ فوراً جاؤ اور اپنی رعایا کو دکھ سے چھٹکارا دلاؤ۔ بھگوان کی آگیا پاتے ہی گرڑجی وہاں آئے اور پنچھیوں کی ایسی حالت دیکھ کر سمندر پر اتنا بھاری غصہ کیا کہ سمندر خوف زدہ ہو کر تراہ تراہ کرتا ہوا گرڑجی کے چرنوں میں آ حاضر ہوا۔ اور معافی مانگنے لگا۔ گرڑجی نے کہا جلدی اِن پنچھیوں کے انڈے واپس دے۔ نہیں تو ابھی تجھے سزا دیتا ہوں۔ پنچ! تجھے اتنا خیال نہیں ہے کہ یہ تمام پنچھی اس طرح سے اپنا جیون ختم کر دینگے۔ اور تو پھر بھی اتنا مست بیٹھا ہے۔ سمندر نے گرڑجی کے چرنوں میں نمسکار کیا اور اسی وقت ایک اچھال کے ذریعے وہ انڈے نکال کر کنارے پر رکھ دئے۔ وہ دونوں چڑیاں اپنے انڈے پا کر سکھی ہوئیں اور گرڑجی سب پنچھیوں کو آشیرواد دیتے ہوئے واپس بیکنٹھ دھام کو چلے گئے۔

یہ نظیر ہے۔ جب صاحبِ ہمت کسی کام پر کمر باندھ کر لگ جاتے ہیں تو وہ نہ ہونے والی بات کو بھی کر کے دکھا دیتے ہیں۔

کہتے ہیں۔ جب فرہاد تیشہ لے کر پہاڑ کو چیرنے لگا تو جب وہ ایک تیشہ مارتا تھا۔ تو کروڑ تیشے اُس کے ساتھ قدرت مارتی تھی۔ اِس طرح سے وہ جوانمرد پہاڑ کے چیرنے میں کامیاب ہو گیا۔ قدرت کی طرف سے بھی مدد انہی کے لئے اترتی ہے جو ارادے کے مضبوط ہوتے ہیں۔ کیونکہ کامیابی اور ناکامی سب آدمی کے اپنے ارادے اور دلیری پر منحصر ہے حوصلہ مند آدمی کے جوش کو ابھارنے میں زمین اور آسمان کی تمام طاقتیں مدد دینے کے لئے تیار کھڑی رہتی ہیں۔ ابھرنے والی شخصیت کو دنیا کی کوئی بھی طاقت دبا نہیں سکتی۔ اور نکمے اور سست آدمی کو سنسار کی کوئی طاقت ابھار نہیں سکتی۔ جس ناکامی کی آدمی شکایت کرتا ہے، وہ حقیقت میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے کام میں لگ جائے اور کام کا دھیان کرے۔ پھر وہ آپ ہی دیکھ لے گا کہ کامیابی اُس کے پاؤں چومنے کے لئے تیار کھڑی ہے یا نہیں!

جو منشیہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہتا ہے اُس میں طاقت نہیں آتی۔ وہ دن بدن

کاہل اور ڈرپوک بنتا جاتا ہے اور وہ بیکاری اُس کو یہاں تک نیچے گرا دیتی ہے کہ کال اور کرم پھر اُس کو دھر دبانتے ہیں ۔ اور جو منشیہ جس قدر زیادہ کام کرنے کا عادی ہوتا ہے اُتنی ہی اُس میں طاقت بھی زیادہ آتی جاتی ہے ۔ سنسار میں منشیہ کا جیون کوئی معمولی چیز نہیں ہے اگر وہ ہستی رکھتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کی ہستی کا اثر خالی چلا جائے ۔ صرف ذرا اُسے ہمّت اور دلیری سے کام لینا چاہیئے ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو منشیہ اپنا کام آپ کرنا چاہتا ہے اور کرنے لگتا ہے ۔ ایشور اُس کا ساتھ دیتا ہے اور جو اپنا کام آپ نہیں کرتا ۔ قدرت میں اُس کی سہائیتا کا کوئی سامان نہیں ہے ۔ ایشور کی طرف سے سہائیتا صرف ایسے ہی لوگوں کو ملا کرتی ہے جو اپنا کام آپ کرتے ہیں ۔ اُن بھگتوں کے پاس کونسی شکتی ہوتی ہے ۔ جو بھگوان کو وہیں کھڑے کھڑے پرگٹ کر لیتے ہیں ۔ یہ صرف خیال کی پختگی اور ارادے کی مضبوطی کا اثر ہوتا ہے کہ بھگوان جھٹ سامنے آموجود ہوتے ہیں ۔

لوگ بھگوان بھگوان کہتے ہیں ۔ بڑی بڑی اُونچی سُروں سے اُسے پکارتے ہیں " بھگوان تو آ ۔۔۔ بھگوان تو آ ۔" یگ یگ میں پرگٹ ہونے کے وعدے یاد دلاتے ہیں لیکن ہمّت اتنی نہیں ہوتی کہ سنسار کی تھوڑی سی دشمنی کا مقابلہ کر سکیں ۔ نندا کا مُنہ دیکھتے ہی گھبرا کر رونے لگتے ہیں اور بھگتی کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ ایسے لوگوں سے بھگوان بھی کروڑوں کوسوں کی دُوری پر رہتا ہے ۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس درجے کے وہ بھگت ہیں ۔ ایشور کوئی انجان نہیں ہے کہ اُسے کوئی زبانی جمع خرچ سے رِجھا لیوے ۔ اُس کے راستے میں بھی قربانی کی ضرورت ہے ۔ جو لوگ بھگوان کے بھگت بھی بننا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی سنسار کی لوک لاج اور نندا اُستتی سے بھی گھبراتے ہیں ۔ اُن کی مثال اُس استری کی سی ہے جو ناچنا بھی چاہتی ہے اور گھونگھٹ بھی لمبا نکالتی ہے ۔ دیہاتی لوگ کہا کرتے ہیں کہ " ناچن لاگی تو پھر گھونگھٹ کیسا ؟" یا " جب ندی میں کود پڑے تو پھر برسات کی بوندا باندی کا ڈر کیسا ؟" اسی طرح جب منشیہ بھگتی کے مارگ پر چلا ہے تو پھر اُسے لوک لاج کا بھئے تیاگ دینا چاہیئے ۔

کُنڈلی

لوک لاج نہیں مان ہوں تن من لجّا کھوئے
تن من لجّا کھوئے چھوڑ کے مان بڑائی

جاتی بَرن کُل کھوئے پروگے سرن میں جائی
لاکھ کوئو جو ہنسے جگت کی لاج نہ مانو
جیوں ہندُو جیوں تُرک سکل گھٹ صاحب جانو
ناچو گھُونگھٹ کھول گیان کی ڈھول بجاؤ
کاٹو جَم کی پھانس بھرم کو دُور بہاؤ
پلٹُو برہو نام کو ہونی ہوئے سو ہوئے
لوک لاج نہیں مان ہوں تن من لجّا کھوئے (پلٹُو صاحب)

دوھا

گگن دَماما باجیا پڑت نشانے چوٹ
کائر بھاجے کچھُو نہیں سُورا بھاجے کھوٹ
گگن دماما باجیا پڑت نشانے گھاو
کھیت پُکارے سُورما اب لڑنے کا داو
کھیت نہ چھاڈے سُورما جُوجھے دو دَل ماہیں
آسا جیون مرن کی مَن میں آنے ناہیں
اب تو جُوجھے ہی بنے مُڑ چالے گھر دُور
سِر صاحِب کو. سَونپتے سوچ نہ کیجے سُور
چوپڑ بازی چوہٹے اَردھ اُردھ بازار

ست گورو سیئتی کھیلیاں کبھوں نہ آوے ہار (کبیر صاحب)

بھگتی کے مارگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جیو کا سچّا اور اصلی سہائیک گورو ہے۔ سنسار میں کوئی منشیہ کسی کی لاکھ سہایتا کرے۔ لاکھ کسی کو کچھ دے۔ پھر بھی اُس کی شکائیتیں دُور نہ ہوں گی۔ دُنیا میں کوئی کسی کی کیا سہایتا کریگا؟ اور کہاں تک کریگا؟ کیونکہ سنسار کی طرف سے جو بھی سہایتا ہوگی، وہ ناش ہونے والی ہوگی اور تھوڑی دیر کے لئے ہوگی ایسی سہایتا سے منشیہ کی ترپتی نہیں ہوگی اور نہ اُس کے من میں شانتی کا ہونا ممکن ہوگا۔ اور نہ دُنیاوی سہایتا سے آج تک کسی کو سچی خوشی اور شانتی پراپت ہوئی ہے لیکن گورو کی دیا سے جیو کی تمام خواہشیں اور کامنائیں سدا کے لئے پُورن ہو جاتی ہیں۔ اِس کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ اُس کو پھر کسی دُنیاوی وستو کی خواہش نہیں رہتی۔

دوھا

چاہ گئی چنتا مٹی۔ منوآ بے پرواہ
جا کو کچھو نہیں چاہیئے۔ سوئی شہنشاہ (کبیر صاحب)

یہ سچّی مکتی۔ سچّی خوشی۔ سچّی شانتی اور سچّا آنند ہے۔ جسے یہ مِل گیا، اُسے سب کچھ مِل گیا اور جسے یہ نہیں مِلا۔ اُسے کچھ بھی نہیں مِلا۔ وہ سدا پریشانیوں کا شکار بنا رہتا ہے۔ اِس لئے سوچ سمجھ کر شاستر کاروں نے منشیہ کو گورو کی بھگتی کی ہدایت کی ہے۔ کہا گیا ہے:۔

شلوک

دھیان مُولم گورو مُورتی۔ پُوجا مُولم گورو پدم
منتر مُولم گورو واکیم۔ موکش مُولم گورو کرپا

بھگتی کے راستے میں سپھلتا پراپت کرنے کے لئے یہ چار سیڑھیاں بنائی گئی ہیں:۔

پہلی سیڑھی ہے کہ :۔
"پُوجا مُولم گُورو پدم" ارتھات گُورو کے چرن کملوں کی پُوجا کی جائے ۔کیونکہ گُورو کے چرنوں کی پُوجا مُول پُوجا ہے۔ اِس کے برابر دوسری کوئی پُوجا نہیں ہے۔ اِس پُوجا سے من کا اندھکار دُور ہو کر گیان کا پرکاش ہوتا ہے۔
گوسوامی تُلسی داس جی مہاراج کا کتھن ہے:۔

چَوپائی

شری گُورو پَد نکھ منی گن جیوتی
سُمرت دِوّیہ درِشٹی ہیئے ہوتی
دَلن موہ تَم سو سُپرکاسُو
بڑے بھاگیہ اُر آوہیں جاسُو (رامائن)

اَرتھ۔ گُورو کے چرن کملوں کے ناخنوں کا پرکاش اننت منیوں کی جیوتی کے برابر ہے۔ اُن کے سُمرن اور پُوجن کرنے سے موہ کا اندھکار دُور ہوتا ہے۔ اور دِوّیہ درِشٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ جیو بڑے بھاگیہ وان ہیں جن کے ہردے میں گُورو کے چرنوں کا دِھیان آتا ہے۔
پھر کہتے ہیں :۔

چَوپائی

گُورو پَد رَج مِردُو منجُل اَنجن
نَین امی درِگ دوش وِبھنجن
تیہی کر وِمل وِویک وِلوچن
ورنوں رام چرِت بھَو موچن

ارتھ۔ گورو کے چرن کملوں کی جو رج ارتھات دھولی ہے، وہ سُندر کومل انجن (سُرمہ) ہے جو نیتروں کے لئے امرت کا اثر رکھتا ہُوا اُن کے کُل روگوں کو دُور کرتا ہے۔ گوسائیں جی کہتے ہیں کہ میں اُسی گورو کے چرن رج روپی انجن سے اپنے نیتروں کو شُدھ اور صاف کر کے ارتھات اپنی آنکھوں کو نرکھ پرکھ والی آنکھیں بنا کر شری رام چندر جی مہاراج کے چرِتر ورنن کرتا ہوں جو سنسار کا بھئے دُور کرنے والے ہیں۔ بھاویہ کہ سب گورو ہی کے چرن کملوں کا پرتاپ ہے ورنہ مجھ میں اِتنی شکتی کہاں ہے۔ ایک فقیر کا کتھن ہے :-

شعر

عاشقم ذاتِ مُرشدِ کامِل

دِلِ من شُد بقولِ شاں مائِل

چُوں گرفتم قدم و خاکِ قدم

ظُلمتِ دِل شُدہ ہمہ زائِل

ارتھ۔ میں گورو کی صُورت کا عاشق ہُوں۔ میرا من اُن کے وچنوں سے صاف ہو گیا ہے جب میں نے اُن کے چرنوں اور چرنوں کی رج کو لیا تو من کا اندھکار سب دُور ہو گیا۔ دوسری سیڑھی دھیان مُولم گورو مُورتی ارتھات گورو کی مُورتی کا دھیان کیا جائے۔ کیونکہ مُول دھیان گورو ہی کی مُورتی کا دھیان ہے اور جتنے دھیان ہیں۔ پھل تو کچھ نہ کچھ سب کا ہوتا ہے لیکن وہ دھیانی کو مایا کے گھیرے سے باہر نہیں لے جا سکتے۔ گورو چونکہ خُود مایا سے رہت اور مُکت ہوتا ہے۔ اِس واسطے گورو کی مُورتی کا دھیان اُپاسک کو سب بندھنوں سے چھُڑوا کر مُکت کر دیتا ہے کیونکہ گورو کی مُورتی کا دھیان کوئی مُنشیہ کی مُورتی کا دھیان نہیں ہے وہ ایشور کا دھیان ہے بلکہ صحیح معنوں میں جو ایشور کا دھیان ہے وہ گورو ہی کا دھیان ہے۔ اِس بھید کو خاص خاص مُنشیہ سمجھتے ہیں عام جیووں کی سمجھ میں اِس بات کا آنا کٹھن ہے۔ جو لوگ گورو کو مُنشیہ خیال کرتے ہیں۔ وہ

بھگتی کے راستے میں ترقّی نہیں کر سکتے۔ کبیر صاحب کا وَچن ہے:۔

دوھا

گوُرو کو مانُش جانتے۔ تے نر کہیئے اندھ
مہا دُکھی سنسار میں۔ آگے یَم کا پھندھ
گوُرو مانُش کر جانتے۔ چرن امرت کو پان
تے نر نرکے جائینگے۔ جنم جنم ہوئیں سوان
کبیر تے نر اندھ ہَیں۔ گوُرو کو کہتے اَور
ہری رُوٹھے گوُرو شرن ہَیں۔ گوُرو رُوٹھے نہیں ٹھور
گوُرو ہَیں بڑے گوبند تے۔ مَن میں دیکھ وِچار
ہری سِمرے تو وار رہے۔ گوُرو سِمرے تو پار (کبیر صاحب)

گوسوامی تُلسی داس جی مہاراج اپنی رامائن کے شروع شروع میں گوُرو کی مہما کو اِس پرکار ورنن کرتے ہیں:۔

سورٹھا

بندوں گوُرو پد کنج۔ کرپا سِندھو نر رُوپ ہری
مہا موہ تَم پُنج۔ جاسُو وَچن روی کر نِکر (رامائن)

اَرتھ:۔ مَیں گوُرو کے چرن کملوں کو بندنا کرتا ہوں۔ نمسکار کرتا ہوں۔ کیسے ہیں گوُرو مہاراج منُشیہ رُوپ سے اندر سا کشات اِیشور ہیں۔ ارتھات مالکِ کُل نے ہمارے اُدّھار کے لئے نر رُوپ

دھارن کیا ہے اور من کے آکاش پر جو موہ کا اندھکار چھا رہا ہے۔ اُس کے ناش کرنے کے لئے بچن کے وَچن سُورج کی کرنوں کے سمان ہیں۔ بھاو یہ کہ جیسے سُورج کے چڑھتے ہی اندھیرا بھاگ جاتا ہے۔ ایسے ہی گُورو کے وَچنوں کے پرکاش سے من کا سب اندھکار دُور ہو جاتا ہے۔ ایک صُوفی صاحب کا وَچن ہے :۔

شعر

گر تُو ذاتِ پیر را کردی قبُول
ہم خُدا در ذاتش آمد ہم رسُول

اُرتھ۔ اگر تُو نے گُورو کے رُوپ کو قبُول کر لیا ہے تو اُس گُورو کے رُوپ میں خُدا اور رسُول دونوں شامل ہیں۔ اُرتھات گُورو کے سوُرُوپ سے اِیشور اور اِیشور کا اوتار الگ نہیں ہیں۔ وہ اُسی میں آ گئے ہیں۔ ایک اور صاحب فرماتے ہیں :۔

شعر

گر بجوئی ذاتِ حق را صُورتِ مُرشد بِبیں
عاشق شَو ذاتِ مُرشد اندرُول روشن بِبیں

اُرتھ۔ اگر تُو مالک کے درشن کا ابھلاشی ہے۔ تو گُورو کے سوُرُوپ کو دیکھ اور اُن کی صُورت پر عاشق ہو جا۔ پھر اُسی کے اندر اُس پاربرہم پرمیشور کے چمتکار کو دیکھ لے۔ پنچم بادشاہی گُورو ارجن دیو جی مہاراج کا وَچن ہے :۔

گُورو گُورو گُور کر من مور
گُورو بنا مَیں ناہیں ہور

گوُر کی ٹیک رہو دِن رات
جا کی کوئے نہ میٹے دات
گوُر پربیسر ایکو جان
جو تِس بھاوے سو پروان ایک رہاؤ
گوُر چرنی جا کا من لاگئے
دُوکھ دَرد بھرم تا کا بھاگئے
گوُر کی سیٔوا پائے مان
گوُر اُوپر سَدا قُربان -۲-
گوُر کا درشن دیکھ نہال
گوُر کے سیٔوک کی پُورن گھال
گوُر کے سیٔوک کو دُکھ نہ بیاپے
گوُر سیٔوک دَہ دِس جاپے -۳-
گوُر کی مہما کتھن نہ جائے
پار برہم گوُر رہیا سمائے
کہو نانک جا کے پُورے بھاگ
گوُر چرنی تا کا من لاگ (گوُڑ محلہ ۵)
گوُرو بانی صفحہ ۸۶۴

صاحب فرماتے ہیں - اے میرے من ! تو گورو کا سُمرن کر- کیونکہ بنا گورو کے اِس سنسار میں کوئی بھی اپنا نہیں ہے ہمیشہ گورو کی ٹیک - گورو کا آسرا اور گورو ہی کا آدھار رہے - گورو بھگتی کے داتا ہیں - اُن کی بخشی ہوئی دات کو کوئی بھی میٹ نہیں سکتا - گورو اور پرمیشور ایک روپ ہیں - اُن میں بھن بھید نہیں ہے - اِس لئے گورو کو منشیہ نہیں سمجھنا چاہیئے - بلکہ پار برہم پرمیشور جان کر اُن کے چرنوں کی پُوجا کرنی چاہیئے کیونکہ جس پر گورو کی پرسنّتا ہے، یا جس کو گورو نے پروان کر لیا ہے اور جو گورو کی درشٹی میں منظور ہے وُہی مالک کی درگاہ میں بھی سویکار ہوتا ہے - جو گورو کے دربار میں سویکار نہیں ہوا وہ مالک کے چرنوں میں بھی نہیں پہنچ سکتا اور جس کا گورو کے چرنوں میں پریم ہو جاتا ہے یا جس کا گورو کے چرنوں میں من لگ جاتا ہے اُس کے دُکھ درد اور کلیش سب دُور ہو جاتے ہیں اور گورو کی سیوا سے جیو سچّی درگاہ میں عزت پاتا ہے - اِس لئے اے میرے من ! تو گورو کے اُوپر اپنے آپ کو نچھاور کر دے - گورو کا درشن کر کے نہال ہو ——— اور اُن کے چرنوں کی شردھا بھگتی کے ساتھ سیوا کر - کیونکہ گورو کی سیوا سے من کی سب کامنائیں پُورن ہوتی ہیں - اور جو گورو کا سیوک ہے، اُس کو تینوں کال میں کوئی دُکھ نہیں ویاپ سکتا - وہ اِس سنسار میں سُورج کے سمان چمکتا ہوا دسوں دِشاؤں کو پرکاشمان بنا دیتا ہے - گورو کی مہما بے انت ہے - زبان میں اِتنی شکتی کہاں ہے کہ اُسے بیان کر سکے - پرمیشور گورو کے رُوپ میں سمایا ہوا ہے - مہاراج لکھتے ہیں کہ جن جیودں کے پُورن بھاگیہ ہوتے ہیں - اُن کا من گورو کے چرنوں میں لگتا ہے - عام جیوؤں کی سمجھ میں اِس بات کا آنا مشکل ہے - پھر ایک جگہ پر آپ اپنی بانی میں اِس پرکار کتھن کرتے ہیں :-

شلوک

گورُ دیو ماتا - گورُ دیو پتا - گورُ دیو سوامی پرمیسرا
گورُ دیو سکھا اگیان بھنجن - گورُ دیو بندھپ سہودرا
گورُ دیو داتا ہر نام اُپدیشے - گورُ دیو منت نِرودھرا

گوُر دیو شانت ست بُدھ مُورت۔گوُر دیو پارس پرسپرا
گوُر دیو تیرتھ اَمرت سروور۔گوُر گیان مجّن اپرم پرا
گوُر دیو کرتا سب پاپ ہرتا۔گوُر دیو پتت پوِت کرا
گوُر دیو آد جُگاد جُگ جُگ۔گوُر دیو منت ہر جپ اُدھرا
گوُر دیو سنگت پربھ میل کر کرپا۔ہم مُوڑھ پاپی جت لگ ترا
گوُر دیو ستگوُر پار برہم پرمیسر۔گوُر دیو نانک ہر نمسکرا

(گوڑی باون اکھری محلہ ۵) گوُرو بانی صفحہ ۲۵۰

اَرتھ۔ گوُرو ہی ماتا۔گوُرو ہی پتا۔گوُرو ہی سوامی اور پرمیشور ہے۔گوُرو سچّا سکھا۔ متر اور سچّا ہتکاری ہے۔جو گیان ناشک سکھ کا داتا اور سدا سیوک کے انگ سنگ رہتا ہے گوُرو نام کا داتا ہے۔وہ سچّی خوشی۔سچّی شانتی۔سچّا سُکھ اور سچّی بھگتی کے دان کرنے کی ساکشات مُورتی اور پارس ہے۔گوُرو سچّا تیرتھ ہے اور وہ امرت کا سروور ہے۔جہاں اشنان کرنے سے من پوتر ہوتا ہے اور گیان کی رنگت چڑھتی ہے۔گوُرو سب کا کرتا دھرتا اور پاپیوں کو پوتر کرنے والا ہے۔اِس لئے مجھے گوُرو کی سنگت پراپت ہو۔تاکہ اُن کے چرنوں کے ساتھ لگ کر مَیں اِس سنسار ساگر سے پار ہو جاؤں۔پُورن گوُرو میں سب شکتیاں بھرپور ہیں۔اِس لئے اُس پار برہم پرمیشور رُوپ ست گوُرو کو میری نمسکار ہے۔

شاستروں کا کتھن ہے:۔

شلوک

گوُرر برہما گوُرر وشنو گوُرو ساکشات مہیشورہ
-۱- گوُرو دیو پر برہم تسمئی شری گوُروے نمہ
اکھنڈ منڈلا کارم ویاپتم ییَن چراچرم

تت پدم درشِتم ییِن تسمئی شری گوُروے نمہ -۲-

اگیان تِمر اندھسیّیہ گیان انجن شلاکیا

چکشُر اُنمیلتم ییِن تسمئی شری گوُروے نمہ -۳-

بھاو ارتھ - گوُرو ہی برہما ہے - گوُرو ہی وِشنوُ ہے گوُرو ہی مہیشور ہے اور یہی نہیں بلکہ گوُرو ہی ساکشات پار برہم پرمیشور ہے۔ ایسے جو ستگوُرو دیو ہیں - اُن کو میری نمسکار ہے -

سنسار کے اکھنڈ منڈلاکار اور چراچر میں وِیاپک پرمیشور کو جس نے درسایا ارتھات جس کی دیا سے ہم کو اُس مالکِ کُل کا گیان ہُوا - ایسے ست گوُرو دیو کو میری نمسکار ہے -

اگیان رُوپی اندھکار سے اندھ نیتروں کو جس نے گیان کی شلاکا (سلائی) سے پرکاش دیا بھاو کہ جس نے ہِردیہ سے موہ رُوپی اندھکار کا ناش کر کے گیان رُوپی سُورج کا پرکاش کیا ہے ایسے ست گوُرو دیو کو میری نمسکار ہے -

جب گوُرو کی یہ پدوی ہے تو پھر گوُرو کو چھوڑ کر اور کسی طرف کیوں دھیان دیا جائے - اِس لئے کہا گیا ہے کہ "دھیان مُولم گوُرو مُورتی" ارتھات مُول دھیان گوُرو ہی کی مُورتی کا دھیان ہے!

واک

گوُر کی مُورت - من مہہ دھیان

گوُر کے شبد منتر من مان

گوُر کے چرن ہِردے لے دھارو

گوُر پار برہم - سدا نمسکارو (گونڈ محلہ ۵)

گوُرو بانی صفحہ ۸۶۴

دو باتیں ہو گئیں - اب تیسری سیڑھی کامیابی کی "منتر مُولم گوُرو واکیم" ہے ارتھات

جو گوُرو کا واکیہ ہے وُہی سیوک کے لئے مُول منتر ہے۔ منتر کسی پوتھی پُستک کے الفاظوں یا شبدوں کا نام نہیں ہے۔ منتر کے اَرتھ صلاح یا مشورہ کے ہیں۔ یا ترکیب یعنی یُکتی کو منتر کہا جاتا ہے اور یہ مشورہ یا ترکیب رُوحانی معاملے میں صرف گوُرو کا وچن ہی ہو سکتا ہے اور گوُرو ہی اِس مارگ میں سچّا منتری اور سچّا صلاح کار ہے۔ جس کو گوُرو کا یہ منتر مِل گیا۔ اُس کا کام بن گیا۔ اُس کی بھٹکنا مِٹ گئی اور وہ شانت چِت ہو کر ایک جگہ پر آرام سے بیٹھ گیا اور جس کو یہ منتر نہیں مِلا۔ وہ اِدھر اُدھر منتروں کی اُلجھن میں پڑ کر گیند کی طرح کبھی کہیں اور کبھی کہیں ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے۔ کیونکہ نہ اُسے کوئی اچھا منتری مِلا ہے اور نہ وہ منتر کے اصل بھاو کو ہی جانتا ہے۔ اِس لئے ایسے آدمی کو کبھی اِیشور پر بھروسہ نہیں آتا۔ منتر صرف صلاح مشورہ کو کہتے ہیں اور جو گوُرو کا وچن ہے۔ وُہی صحیح اَرتھوں میں سچّا منتر ہے اور اُسی کی کمائی کرنا شِشیہ کا پرم دھرم ہے۔ جس نے گوُرو کے وچن کو درِڑھتا سے گرہن کر لیا ہے۔ وہ سنسار میں رہتا ہُوا مُکت رُوپ ہے۔ کال اور مایا اُس پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ گوُرو کا وچن دھُر پد کی ٹکٹ ہے۔ جس نے اِس ٹکٹ کو ہردیہ کے بٹوے میں سنبھال کر رکھ لیا ہے اور نام رُوپی گاڑی پر سوار ہے۔ اُسے دھُر پد تک پہنچنے میں کوئی بھی شک نہیں ہے۔ مایا کی کوئی بھی طاقت اُسے راہ میں روک تھام نہیں کر سکتی۔ وہ سب خطروں سے نِربھے ہو کر سہج ہی اپنی منزل پر جا پہنچتا ہے۔ یہ گوُرو کا وچن کیا ہے؟ دُوسرے شبدوں میں اِس کا گوُرو مت یا گوُرو کی آگیا کہنا چاہیئے۔ جو سیوک گوُرو کی آگیا میں رہتا یا اَرتھات گوُرو مت انوسار چلتا جاتا ہے۔ وہ بلا شک کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

دوھا

گوُرو آگیا درِڑھ کر گہے۔ گوُرو مت سہجو چال
روم روم گوُرو کو رٹے۔ سو شِشیہ ہوئے نہال

چوپائی

گوُرو کی آگیا درِڑھ کر گہیئے
گوُرو کی آگیا ہی میں رہیئے

گوُرو آگیا بن کاج نہ کیجے
ہانی ہوئے تو ہونے دیجے
گوُرو کی آگیا وِگھن نہ کوئی
گوُرو کی آگیا گوُرمکھ ہوئی
گوُرو کی آگیا بھگتی بڑھاوے
گوُرو کی آگیا پار لنگھاوے
گوُرو کی آگیا سکل شرومن
گوُرو کی آگیا چلے سوہری جن
گوُرو آگیا مانے سوئی سادھو
گوُرو آگیا پد بھید اگادھو
جو کوئی گوُرو کی آگیا بھولے
پھر پھر کشٹ گربھ میں جھولے
چرن داس گوُرو آگیا پوُری
بن آگیا کرنی سب کوُڑی
آگیا کاری گوُرمکھ نیکے
سہجو لوک بھوگ سب پھیکے (سہجو بائی)

دوھا

گُورو آگیا مانے نہیں۔ گُورو ہیں لگاوے دوش،
گُورو نندک جگ میں دُکھی مُوئے نہ پاوے موکش (سہجو بائی)

کتھا ہے۔ گُورو ارجن دیو جی مہاراج کے دربار میں ایک سکّھ رہتا تھا۔ جو بھنڈارے سے بھوجن وغیرہ تو کھا لیتا۔ لیکن سیوا گُورو دربار کی نہیں کرتا تھا۔ اگر ست سنگی اُس سے سیوا کے لئے کہتے تو وہ یہ جواب دیتا کہ مَیں گُورو کا سیوک ہُوں۔ تمہارا سیوک تو نہیں ہُوں۔ جو تمہارے کہنے پر سیوا کرُوں۔ جب گُورو مہاراج کہیں گے تو سیوا کرُونگا۔ جب کبھی بھی کوئی سیوا کے بارے میں اُس سے کہتا تو وہ یہی جواب دیتا۔ ہوتے ہوتے یہ بات پھیل گئی۔ گُورو مہاراج نے بھی سُنا کہ فلاں منشیہ دربار میں رہتا ہے مگر سیوا نہیں کرتا۔ ایک دن آپ ست سنگ کر رہے تھے ست سنگ کے بیچ آپ نے فرمایا۔ سیوا ایک سار وستُو ہے۔ اِس سے من شُدّھ ہوتا ہے۔ اور جن انگوں کے ساتھ سیوا کی جاتی ہے۔ وہ انگ پوتر ہوتے ہیں۔ ان تھات ہاتھ پَیر تب ہی سپھل ہوتے ہیں۔ جب منشیہ اِن سے سیوا کا کام لے۔ ورنہ یہ شریر کس کام کا ہے۔ اِس لئے گُورو کی سیوا سے ہی جیو کا کلیان ہے۔ جو لوگ سچّے من سے گُورو کی سیوا کرتے ہیں۔ گُورو کی اُن پر پرسنّتا ہوتی ہے۔ بھائی گُورداس جی لکھتے ہیں:-

دھرگ سِر جو گُورو نہ نِوَے۔ گُور لگے نہ چرنی
دھرگ لوئن گُور داس وِن۔ ویکھے پر ترنی
دھرگ سروَن اُپدیش وِن سُن سُرت نہ دھرنی
دھرگ جِیبھا گُور شبد وِن۔ ہور منتر سِمرنی
وِن سیوا دھرگ ہتھ پَیر ہور نہپھل کرنی
پَیر مُریداں پِرہڑی۔ سُکھ ست گُور سرنی

(وار ۲۷ بھائی گُورداس جی)

اِسی پرکار گوسائیں تُلسی داس جی مہاراج بھی اپنی رامائن میں لکھتے ہیں :-

چوپائی

نَینن سنت درش نہیں دیکھا
لوچن مور پنکھ کر لیکھا
تے سِر کٹُو تُمری سم تُولا
جے نہ نمت ہری گُورو پد مُولا
جن ہری بھگتی ہردے نہیں آنی
جیوت شو سمان تے پرانی
جے نہیں کرہیں رام گُن گانا
جیہہ سو دادُر جیہہ سمانا
کُلِش کٹھور نٹھر سوئی چھاتی
سُن ہری چرت نہ جو ہرشاتی (رامائن)

اور مہاپُرشوں کا بھی وچن ہے :-

پاو شُہاوے جاں تو دھِر جُلدے
سیس سُہاوا چرنی
مُکھ شُہاوا جاں تو جس گاوے
جیوُ پیا تو سرنی (رام کلی کی وار محلہ ۵) گورو بانی صفحہ ۹۶۴

کبیر صاحب کا بھی وچن ہے:-

دوھا

سیوک سیوا میں رہے۔ سیوک کہیئے سوئے
کہے کبیر سیوا بنا سیوک کبھوں نہ ہوئے (کبیر صاحب)

ستگورو کا سہج ہی سبھاو ہوتا ہے کہ وہ ہر سمے اپنے شش کے اوگنوں کو ڈھکتے اور اُن پر پردہ ڈالتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر شش کی خامیوں کو بھی اُس پر پرگٹ نہ کریں تو پھر اُس کا کچھ بنتا نہیں۔ اِس لئے وہ اپنے ست سنگ دوارا اُس کی غلطیوں کو کبھی کبھی جتلا دیا کرتے ہیں اور جسے اپنے کلیان کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اُن کے وچنوں کا سنمان کرتا ہے اور جو صرف دیکھا دیکھی یا کسی کامنا کو لے کر آیا ہوتا ہے اُس کے لئے یہ بات مشکل ہو جاتی ہے۔

جب گورو کا اِس پرکار کا ست سنگ سُنا۔ تو وہ سکھ اُٹھ کر پرارتھنا کرنے لگا۔ کرپا ندھان! مَیں آپ کا سیوک ہُوں اور آپ کی آگیا پالن کرنے کے لئے تیار ہُوں۔ آپ اگر مجھے دریا میں ڈوبنے یا آگ میں جلنے کا بھی حکم دینگے تو انکار نہیں کرونگا۔ لیکن اِن لوگوں کے کہنے سے سیوا نہیں کر سکتا۔ گورو مہاراج مسکرائے۔ اچھا بھائی! اگر تو ہماری آگیا کا پالن کرتا ہے تو اگر ہم تجھ کو آگ میں جلنے کی آگیا دیں تو کیا اُسے مان لیگا؟ وہ بولا۔ ضرور مانوں گا۔

کہنا آسان اور کرکے دکھانا مشکل ہوتا ہے۔ ہاں تو کر لی۔ لیکن گورو کے وچنوں کی پالنا تو وہ کرے۔ جو گورمکھ ہو۔ اور جسے گورو کے وچنوں کی قدر ہو۔ لیکن جس کو گورو کے وچنوں کی قدر ہی نہیں ہے۔ وہ اُن کی پالنا کیا کریگا؟ اور ساتھ ہی جو منش سیوا کرنے والا ہوتا ہے اُس کی زبان پر ایسی باتیں آتی ہی کب ہیں؟ کیونکہ اگر وہ سیوک ہے تو اُسے سیوا کرنا دھرم ہے۔ چاہے جس کے دوارا بھی ہاتھ آئے۔ بلکہ بھگتی کا نیّم تو یہ ہے کہ جس کے دوارا تمہیں گورو کی سیوا ہاتھ آئے۔ اُس کا احسان مانو۔ کیونکہ وہ تمہیں گورو کی سیوا دیتا ہے۔ جس سے تمہارا اصلی کلیان ہے۔ دوسرے یہ کہ جو شخص سیوا کرنے والا ہوتا ہے۔ اُسے تو کن کن سے یعنی ذرّہ ذرّہ سے گورو کا حکم مِل رہا ہوتا ہے۔ وہ ہر کام میں گورو کا ہاتھ اپنے ساتھ دیکھتا ہے اور ہر بات میں

گورو کا حکم سننا ہے۔ اُسے روک ہی کون سکتا ہے؟ اور اُسے سیوا کی کمی ہی کیا ہے؟ جسے اپنے گورو کی پرسنتا کی ضرورت ہے۔ اُسے تو قدم قدم پر گورو کی سیوا کا موقع ملتا ہے۔ بھیلنی کو کس نے آگیا دی تھی اور یہ یکتی اُس کو کس نے سکھائی تھی؟ کہ وہ رات کو چھپ کر کے بھی رشیوں کے آشرموں پر داتن کاٹ کر رکھ آتی اور اُن کے راستے صاف کر آیا کرتی تھی۔ جو کرنے والے ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے مارگ ہر وقت کھلا ہے اور جو یُوں ہی باتیں بنانے والے ہوتے ہیں۔ اُن کو چاہے خود بھی ستگورو آگیا کر دیں تو بھی وہ اُس کی قدر نہیں جان سکتے!

دوھا

سیوک سکھی کہاوئی۔ سیوا میں درڑھ ناہیں
کہے کبیر گو سیوکا۔ لکھ چوراسی ماہیں
سیوک سیوا میں رہے۔ سیو کرے دن رات
کہے کبیر گو سیوکا۔ سنمکھ نہ ٹھہرات
سیوک سیوا میں رہے۔ نت کہوں نہیں جائے
دکھ سکھ سر اوپر سہے۔ کہے کبیر سمجھائے
دات دھنی یاچے نہیں سیو کرے دن رات
کہے کبیر تاں سیوک ہیں۔ کال کرے نہیں گھات
یہ من تاکو دیجئے۔ جو ساچا سیوک ہوئے
سر اوپر آرا سہے۔ تؤ نہ دوجا جوئے
کبیر گورو کے بھاوتے۔ دُورے تے دیسنت

تن چھینا من اُنمنا۔ جگ تے رُوٹھ بچھڑ نت
اَنرا تے سُکھ سوونا۔ راتے نیند نہ آئے
جیوں جل ٹُوٹے ماچھری۔ تڑفت رین بہائے
راتا راتا سب کہیں۔ اَنراتا کہے نہ کوئے
راتا سوئی جانیئے۔ جاں تن رکت نہ ہوئے
کبیر خالق جاگیا اور نہ جاگے کوئے
کے جاگے وِشیا بھرا۔ کے داس بندگی جوئے (کبیر صاحب)

گورو اور شِشیہ کا آتمک سمبندھ کچھ اِس پرکار کا پرسنگ ہے۔ جو ہر مُنشیہ کی سمجھ میں آنا مُشکل ہے۔ کئی مُنشیہ تو صرف تھوڑے دِن ہی گورو کی سنگت میں رہ کر بھگتی کو حاصل کر لیتے ہیں اور کئی اُن کے دربار میں برسوں رہتے ہوئے بھی اُن کی دات سے خالی رہتے ہیں۔ وقت دونوں کے اُوپر گذر جاتا ہے۔ لیکن اُس وقت میں ایک تو پُورا پُورا لابھ اُٹھا لیتے ہیں اور دُوسرے تیلی کے بیل کی طرح دن رات چلتے ہوئے بھی وہیں کھڑے رہتے ہیں سیوا بھی کرتے ہیں۔ لیکن اُس کے پھل کو پراپت نہیں کر سکتے۔ وجہ اُس کی یہ ہے کہ وہ سیوا کے بھاو کو نہ سمجھ کر سیوا کرتے ہیں۔ گورو کی طرف سے کوئی کسر نہیں ہوتی۔ وہ تو سب کا بھلا چاہتے ہیں اور سب کی بہتری میں ہوتے ہیں۔

دوھا

کبیر گورو سب کو چہیں۔ گورو کو چہے نہ کوئے
جب لگ آس شریر کی۔ تب لگ داس نہ ہوئے (کبیر صاحب)

سیوا سب ہی کرتے ہیں لیکن اُس کے بھاو کو کوئی وِرلے سمجھتے ہیں۔ وہی سیوا ہے۔ اگر اُس کو

پریم کے ساتھ کیا جائے تو وہ پوری پھل دائیک ہوتی ہے۔ لیکن اِس کے خلاف اگر اُسے بھگتان سمجھ کر اُوپر اُوپر سے ہی بھگتا دِیا جائے اور من کا پریم اُس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ تو جتنا لابھ اُس سے ہونا چاہیئے۔ نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں اگر شِشیہ زندگی بھر بھی سیوا کرتا رہے تو بھگتی کے راستہ میں اُس کے من اور بُدّھی کے وچاروں کو ترقّی نہیں ملے گی اور نہ ہی کبھی اُس کے آتم سمبندھی سنسکاروں کو اُبھرنے کا موقع ملے گا۔ بلاشک سیوا ایک سار وستو ہے۔ یہ مالک کی پرسنتا کا سب سے آسان اور بالکل سہل مارگ ہے پر شرط یہ ہے کہ سیوا کے بھاو کو سمجھ کر سیوا کی جائے!

دوھا

سیوک سیوا بھاو بِن۔ بھوَ نہ ترے اُرگار

بھجو رام پد پنکج۔ اس سِدّھانت وِچار (راماین)

کاک بھشنڈ جی کہتے ہیں۔ اے گرڑ جی! سیوک کا سیوا اور پریم کے بنا اِس سنسار ساگر سے پار ہونا ناممکن ہے۔ اِس لئے اِس سدھانت کو درِڑھ نِشچے کر کے بھگوان کے چرن کملوں کا بھجن کرو۔

سنتوں کا وچن ہے کہ بھگتی کے راستے میں اِن دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک "سیوا" اور دُوسرے "پریم"۔ جس پرکار پنچھی دو پروں کی سہایتا سے پُھر پُھراتا ہوا آکاش میں اُڑ جاتا ہے اُسی پرکار بھگت کا بھی ایک پَر "سیوا" اور دوسرا پَر "پریم" ہے۔ اِن دونوں کو برابر حالت میں رکھ کر وہ سہج ہی مالک کی طرف اُڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اِن دونوں میں ایک پَر بھی اگر کمزور ہو۔ تو وہ پورے طریقہ سے چل نہیں سکتا اور جیسی کہ چاہیئے ترقی نہیں ہوتی۔ اِس واسطے اِن دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ سیوا سے بھاو "کرم" ہے۔ اور پریم سے بھاو "اُپاسنا" ہے۔ اِن دونوں کے مِلاپ سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ کرم کہتے ہیں کرنے کو۔ اِس شریر کے ساتھ جو کارج کیا جاتا ہے۔ اُس کا نام کرم ہے۔ یہ دو پرکار کا ہوتا ہے۔ ایک اُپاسنا سہت اور دُوسرا اُپاسنا رہت۔

اُپاسنا سہت کرم وہ ہے۔ جس کے ساتھ من کا پریم بھی شامل ہو۔ اور اُپاسنا رہت کرم وہ ہے جو محبّت اور پریم کے بغیر ہو۔ جو کرم محبّت اور پریم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ وہ منشیہ کو گیان کی پدوی تک پہنچا دیتا ہے۔ گیان نام ہے جاننے کا۔ کام چاہے کسی پرکار کا بھی ہو۔ دلی شوق کے ساتھ کرنے سے منشیہ اُس کا پُورا پُورا انبھو اُٹھا لیتا ہے اور اُس میں طرح طرح کے تجربے حاصل کرتا ہُوا اپنی بُدھی اور وچاروں کو وسیع بنا لیتا ہے اور شوق کے بغیر جو کام کیا جاتا ہے۔ اُس میں آدمی کے مانسک وچاروں کو اُبھرنے کا موقع نہیں ملتا اور اُس کی گیان شکتی پرکاش مان نہیں ہوتی۔ یہی کارن ہے کہ بھگتی کے مارگ میں سیوا اور پریم ان دونوں کا ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ تاکہ جگیاسو اپنی اصلی منزل تک آسانی سے پہنچ سکے۔

دوھا

نربندھن بندھا رہے۔ بندھا نربندھ ہوئے
کرم کرے کرتا نہیں۔ داس کہاوے سوئے (کبیر صاحب)

ارتھات جو گورُو کا سیوک ہے۔ وہ بندھا ہُوا بھی نربندھ ہے اور نربندھ ہوتا ہُوا بھی جان بُوجھ کر بندھن میں پڑا ہُوا ہے۔ کرم کرتا ہُوا اکرمک ہے اور اکرمک ہوتا ہُوا اکرمی بنا ہُوا ہے۔ اُس کو کرم پھل کی خواہش نہیں ہے۔ وہ گورُو کی موج کے آسرے چلتا ہے سُکھ ہو یا دُکھ۔ وہ دونوں حالتوں میں ایک سمان رہتا ہے۔ جیسے استری ایک پتی کے پیچھے سارے کُٹمب کی سیوا کرتی ہے۔ اسی طرح وہ گورُو کو پرسن کرنے کے لئے سب سیولوں کا سیوک بن کر رہتا ہے۔ گورُو کے گھر کو اپنا گھر سمجھتا ہے اور سچّے من سے سب کاموں کو پُورا کرتا ہے۔ کسی سے حسد اور دشمنی نہیں رکھتا۔ سب سے ایک چِت بھاو اور نمرتا سے برتتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کے ساتھ پیار کرتا ہے لیکن کسی جگہ اُس کے من کی پکڑ نہیں ہے۔ من کا اہنکار اُس نے تیاگ دیا ہے۔ تکلیف اور آرام کا سوال اُس کے نزدیک پیدا نہیں ہوتا۔ کشما اور سہن شیلتا اُس کے سُبھاو میں داخل ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے من کے رُخ کو دیکھتا ہُوا چلتا ہے۔ دِل کو کسی دُشتو

کے اندر اٹکنے نہیں دیتا۔ ہر وقت اپنی منزل کو نگاہ میں رکھتا ہے۔ من کو نیچا کرنے کے یتن میں لگا ہُوا ہے۔ اِسی طرح اپنی زندگی کو گذارتے ہوئے اُس کو کئی طرح کے تجربے حاصِل ہو جاتے ہیں اور نِرکھ پرکھ کی حالت اُس میں پیدا ہو جاتی ہے اور اُس کو اتنی سمجھ بُوجھ ہو جاتی ہے۔ کہ بندھن کیا ہے اور مُکتی کیا ہے؟ کیونکہ وہ ہر وقت اپنے من کی حالت کی پرکھ کرتا رہتا ہے کہ مَیں کہاں تک بندھن میں ہُوں اور کہاں تک مُکت ہو گیا ہُوں۔ اَرتھات میری سُرتی کہاں تک پدارتھوں میں اٹکی ہُوئی ہے اور کہاں تک چھُوٹ چُکی ہے۔ کِس قدر بندھن ٹُوٹ گئے ہیں اور کس قدر باقی ہیں۔ اِس پرکار سب اوستھاؤں کی دیکھ بھال کرتا ہُوا دِنوں دِن آگے کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ اُس کے بندھن ٹُوٹتے جاتے ہیں اور وہ مُکتی کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔

دوھا

کاجر کیری کوٹھری۔ ایسا یہ سنسار
بَلہاری وا داس کی۔ پَیٹھ کے نِکسن ہار
کاجر کیری کوٹھری۔ کاجر ہی کا کوٹ
بَلہاری وا داس کی۔ رہے نام کی اوٹ
کبیرؔ پانچوں بَلدِھیا۔ اُوجر اُوجر جائیں
بَلہاری وا داس کی۔ پکڑ جو راکھے واہیں (کبیرؔ صاحب)

سیوکائی کا مارگ مُشکل سے مُشکل ہے اور آسان سے آسان ہے۔ مُشکل اِس لئے ہے کہ یہ مارگ کرنی کا ہے۔ اِس میں اپنے جیون کو عملی بنانا پڑتا ہے اور دُنیا خالی باتوں سے کام نکالنا چاہتی ہے جو کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے اور آسان اِس لئے ہے کہ اِس کے برابر دُوسرا کوئی بھی آسان مارگ نہیں ہے۔ پر شرط یہ ہے کہ جو اِس کی حقیقت کو سمجھ کر اِس پر چلے۔ ورنہ اگر زبانی جمع خرچ کا کام ہے تو ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

دوہا

داسا تن ہردے نہیں۔ نام دھراوے داس
پانی کے پیئے بنا۔ کیسے مٹے پیاس (کبیر صاحب)

وہ سکّھ بے چارہ گورو دربار میں تو بے شک رہتا تھا۔ لیکن سیوک بھاو یا داسا بھاو کا آنا تو بنا سنسکاروں اور بنا سچّی شردھا اور سیوا کے کٹھن ہوتا ہے۔ گورو کا گیان یا گورو مت کے نیموں کو سمجھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ جب اُس نے اِس طرح پرارتھنا کی کہ اگر گورو مہاراج جی مجھے آگ میں جلنے کی بھی آگیا دیں تو بھی میں تیار ہوں۔ تو ست گورو فرمانے لگے "بھائی اگر تو ہمارے کہنے پر آگ میں بھی جلنے کو تیار ہے۔ تو فلاں بن میں چِتا جلاکر اُس میں اپنے آپ کو جلا دے" گورو کی اِس پرکار کی آگیا سُن کر بَن کی طرف چل پڑا۔ اور چِتا کے لئے لکڑیاں اکٹھی کرنے لگا۔ لکڑیاں چُن رہا تھا۔ مگر من میں جلنے کا خیال کہاں تھا؟ وہ سمجھ رہا تھا کہ ابھی گورو مہاراج کی طرف سے کوئی حکم آتا ہے کہ تو واپس چلا آ۔ لکڑیاں جوڑ کر آگ لگا دی۔ لیکن جلنے کو جی نہیں چاہتا — چِتا کے چاروں طرف چکّر لگانے لگا۔ بار بار پیچھے کو دیکھتا ہے کہ شاید کوئی آدمی اُسے چِتا میں جلنے سے روکنے کے لئے آ رہا ہو۔ اِتنے میں ایک چور وہاں آ نکلا۔ جو کسی سیٹھ کا دھن لوٹ کر لایا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک شخص چِتا جلا کر اُس کے چاروں طرف پھر رہا ہے۔ پوچھا۔ بھائی! اِس کا کیا کارن ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ مجھے گورو کا حکم ملا ہے کہ میں اِس بَن میں چِتا جلا کر دیہہ تیاگ دوں۔ آگ تو جلا دی ہے۔ لیکن جلنے سے جی گھبراتا ہے۔ سوچتا ہوں کہ اِس طرح بنا کارن جیون کو نشٹ کر دینے میں کیا لابھ؟ اور دُوسرے یہ بھی خیال ہے کہ ممکن ہے گورو مہاراج اِس کام سے روکنے کے لئے کسی سکّھ کو پیچھے بھیج دیں۔

چور نے اُس کی باتوں کو سُنا۔ سُنتے ہی پُورب کے شُبھ سنسکاروں نے پلٹا کھایا۔ بھاگیہ جاگ پڑے اور گورو کا نام سُنتے ہی پریم میں گدگد ہو کر کہنے لگا۔ متر! ایک بینتی ہے اگر تُو سویکار کرے تو۔ وہ بولا۔ کہیئے کیا بینتی ہے؟ چور نے کہا۔ میرے پاس لاکھوں روپے

کا مال ہے۔ اگر تجھے پسند ہو تو یہ سارا مال تُو لے لے۔ اور اِس کے بدلے گُورُو کا حکم مجھے دے دے۔ میں اِس چِتا میں جلنے کے لئے تیار ہوں۔ اُس نے سوچا۔ واہ بھئی واہ! پرماتما نے عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا بن میں ہی بھیج دیا ہے۔ اِیشور جب دینے پر آتا ہے تو مکان کی چھت سے پھینک دیتا ہے۔ ایسا سودا پھر کہاں ہاتھ آئے گا کہ ایک تو جان بچتی ہے اور دُوسرے مال ہاتھ آتا ہے۔ گُورُو کا ایسا حکم ماننے سے لابھ ہی کیا ہوگا؟ کہ جس سے شریر بھی جائے اور ہاتھ پلّے بھی کچھ نہ آئے۔ یہ سوچ کر چور سے کہنے لگا۔ لے بھائی گُورُو کا حکم! اور مال جتنا تیرے پاس ہے میرے حوالے کر۔ چور نے خُوشی خُوشی اِس بات کو منظور کر لیا۔ اور سارا دھن اُس کے حوالے کر کے آپ چِتا میں کُود پڑا۔ اُس سمے وہاں ایک نرالے رنگ کی روشنی پیدا ہوئی۔ جو دسوں دِشا کو پرکاشت کرتی ہوئی اُوپر کو چڑھ گئی لیکن اِس ادبھُت کوتک کو دیکھ کر بھی اگیانتا نے اُسے جاگنے کا اوسر نہیں دیا۔

چور سے پراپت ہوئے دھن کی دیکھ بھال کرتا ہوا اُسے گِن رہا تھا کہ اِتنے میں مال کے کھوجی بھی پیچھے سے آن پہنچے۔ اُنہوں نے آتے ہی اُسے باندھ لیا اور دھن مال سمیت حاکم کے سامنے جا کر پیش کیا۔ حاکم نے پُوچھا۔ ارے اِس چوری کے بدلے تجھے کیا ڈنڈ دیا جائے؟ وہ بولا۔ حضور! نہ میں چور ہوں اور نہ میں نے کسی کی چوری کی ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ مجھے گُورُو ارجن صاحب کا حکم مِلا تھا کہ میں بن میں چِتا جلا کر جل جاؤں۔ میں نے چِتا تو جلائی۔ پرنتو جلنے کو من نہیں چاہتا تھا اِتنے میں ایک چور آیا۔ اُس نے یہ دھن مال میرے حوالے کیا۔ اور اُس کے بدلے گُورُو کا حکم مجھ سے لے لیا اور چِتا میں کُود پڑا۔ اِس لئے جناب! اپرادھی آپ کا وہ ہے جو جل گیا ہے۔ میں اپرادھی نہیں ہوں۔ اور نہ مجھے ڈنڈ بھگتنے کا کوئی ادھیکار ہے۔ حاکم نے کہا۔ یہ چترائی یہاں کام نہیں دیگی مُورکھ! تُو صِرف ہمارا چور ہی نہیں۔ بلکہ گُورُو کا بھی چور ہے۔ پاپی! تیرا تو مُکھ دیکھنا بھی دھرم نہیں ہے۔ دیکھ! میں ابھی تجھے اِس پاپ کا ڈنڈ دیتا ہوں۔ گُورُو کے حکم سے تو تُو بچ کر نِکل آیا۔ لیکن کال کے حکم سے بچ کر کہاں جائیگا؟ یہ کہہ کر سپاہیوں کو حکم دِیا کہ کتّوں سے اِس کا مانس نچوایا جائے۔ دیکھیں یہ کہاں تک اپنی جان بچاتا ہے۔ حکم ملتے ہی

سپاہیوں نے اسے کٹھن سے کٹھن سزائیں دینی شروع کیں اور وہ بُری طرح سے مارا گیا۔

دوہا

گوُرو کا وَچن اُلنگھ کر۔ جو سیوک کہیں جائے
جہاں جائے تہاں کال ہے۔ کہے کبیر سمجھائے
گوُرو ماتھے سے اُتر ے۔ شبد وِہُونا ہوئے
تاں کو کال گھسیٹ ہے۔ روک سکے نہیں کوئے

چوپائی

گوُرو سے کرے کپٹ چترائی سو ہنسا بھو بھرمے جائی
جو ششیہ گوُرو کی نِندا کرئی سُوکر سوان گربھ میں پرئی

(کبیر صاحب)

اِس کتھا میں ایک بات وِچار نے یوگیہ مِل گئی۔ وہ یہ کہ اصل چیز گوُرو کا وَچن ہی ہے جو گوُرو اور ششیہ کے بیچ بھگتی کا سمبندھ پَیدا کرتا ہے اور جس کے دوارا گوُرو ششیہ کو بھگتی کا دھن بخشش کرتا ہے۔ اگر وَچن کی پابندی نہ ہو تو گوُرو کی سنگت میں رہتا ہوا بھی ششیہ اُن کے لابھ سے خالی رہ جاتا ہے اور وَچن کی پالنا کرنے والا دُور رہ کر بھی رنگا جاتا ہے۔ جیسا کہ اِس کتھا سے سِدھ ہے۔ اِس لئے گوُرو کی آگیا انوسار کرم کرنا گوُرو بھگت کا سب سے پرم اُتّم اور آتم دھرم ہے۔ کیونکہ جس کو گوُرو کے وَچنوں میں وشواس نہیں ہے۔ اُس کو یہ لوک اور پرلوک دونوں دُکھ رُوپ بنے رہتے ہیں۔ یتھا:۔

گوُرو کے وَچن پرتیت نہ جیہی سُپنے ہوِ سُگم نہ سُکھ سِدّھی تیہی

(رامائن)

اِس واسطے شاستروں نے گوُرو بھگتی کی مہما کو نِشچے کر کے یہ حُکم دِیا ہے کہ" منتر مُولم گوُرو وائیم" اَرتھات سمپوُرن منتروں کا مُول منتر گوُرو کا واکیہ ہے۔

اِسی طرح چوتھی سیڑھی" موکش مُولم گوُرو کرپا" اَرتھات جو مُکتی کا پراپت ہونا ہے۔ اُس میں بھی کیول گوُرو ہی کی کرپا ضروری ہے۔ بِنا مہر اور دَیا ست گوُرو کی اُس کا پراپت ہونا ممکن نہیں ہے۔ شاستروں میں جہاں بھی موکش یا مُکتی کا سوال ہوتا ہے تو وہاں گوُرو ہی کا نام آتا ہے۔ اور خاص کر اُس کو گوُرو ہی کی کرپا اور دَیا کے اُوپر رکھا گیا ہے۔ کارن یہ ہے کہ پُورن گوُرو بذاتِ خود پوِتّر اور مُکت رُوپ ہوتے ہیں۔ شِشیہ جُوں جُوں اُن کی سیوا پُوجا اور درشن کرتا ہُوا اُن کی پوِتّرتا کے خیال کو اپنے من میں پری پکّ کرتا جاتا ہے۔ اُس میں پوِتّرتا آتی جاتی ہے اور وہ گوُرو کی دَیا کا پاتر بنتا جاتا ہے اور جب گوُرو کی دَیا کا عکس چیلے کے من پر پڑتا ہے تو وہ صاف شُدھ ہو کر گوُرو کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ بھاو یہ کہ جب شِشیہ پر ستگوُرو دیال ہو جاتے ہیں تو پھر اُس کو کچھ کرنے دھرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اُس کے سب منورتھ پُورن ہو جاتے ہیں اور وہ ہر بلا سے بَری ہو کر اور نِشچِنت ہو جاتا ہے

مہا پُرشوں کا وَچن ہے :-

شبد

ست گوُرو ہوئے دیال تا سردھا پُورییٔے
ست گوُرو ہوئے دیال نہ کبھُوں جھُورییٔے
ست گوُرو ہوئے دیال تا دُکھ نہ جانییٔے
ست گوُرو ہوئے دیال تا ہر رنگ مانییٔے
ست گوُرو ہوئے دیال تا جَم کا ڈر کیتھا
ست گوُرو ہوئے دیال تا سدہی سُکھ دیتھا

ست گورو ہوئے دیال تا نو ندھ پائیے

گورو بانی صفحہ ۱۴۹؛

ست گورو ہوئے دیال تا سچ سمائیے (ماجھ کی وار محلہ ۱)

جو گورو کی سیوا اور پوجا کے نیم کو پری پک رکھتے ہیں۔ اُن میں بھگتی کا گُن اُتپن ہو کر وہ گورو اور شِشیہ کے بیچ ایک ایسی پریت کا سمبندھ پیدا کر دیتا ہے جس کے دوارا پھر دونوں میں ایکتا کی اَوستھا پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا پھل قدرتی طور پر یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ گورو کے اندر ہوتا ہے وہ جوں کا توں شِشیہ کے من میں اُتر جاتا ہے اور سیوک سوامی دونوں ایک ہو رہتے ہیں۔

دوھا

سیوک سوامی ایک مت۔ جو مت میں مت مل جائے

چترائی ریجھے نہیں۔ ریجھے من کے بھائے (کبیر صاحب)

یہ گورو بھگتی ہے اور اِس گورو بھگتی کے اندر مُکتی کا بھید چھپا ہُوا ہے۔ بنا گورو کی بھگتی کے مُکتی کا پراپت ہونا ممکن نہیں ہے۔ اِس واسطے سنتوں نے سوچ سمجھ کر گورو نِست کے ابھلاشیوں کو اور طرف سے چت ہٹا کر کیول ست گورو ہی کی شرن میں آنے کی ہدایت کی ہے۔

شبد

چل ست گورو کی ہاٹ گیان بُدھی لائیے

کیجے صاحب سے ہیت پرم پد پائیے -۱-

ست گورو سب کچھ دینہہ دیت کچھ نہ رہیو

ہم ہیں ابھاگن ناری امرت تج وِش گہیو -۲-

گئی پیا کے محل۔ پیا سنگ نہ رچی

ہردے کپٹ رہیو چھائے مان لجا بھری -۳-
جھواں گیل سہلی - چڑھوں گر گر پڑوں
اُٹھوں سمار سمار چرن آگے دھروں -۴-
جے پیا ملن کی چاہ کون تیرے لاج ہو
اُدھر ملو نہ جائے بھلا دِن آج ہو -۵-
بھلا بنا سنجوگ پریم کا چولنا
تن من ارپوں سیس صاحب ہنس بولنا -۶-
جو گورو روٹھے ہوئیں تو تُرت منائیے
ہوئیے دین ادھین چُوک بخشائیے -۷-
جو گورو ہوئے دیال دیا کر ہیرہیں
کوٹ کرم کٹ جائیں پلک چت پھیرہیں -۸-
کہے کبیر سمجھائے سمجھ ہردے دھرو
جُگن جُگن کرو راج کہ دُرمتی پر ہرو -۹-
(کبیر صاحب)

گورو کی منشیہ کو بڑی محتاجی ہے - کیونکہ گورو کے ملتے ہی کال اور کرم کے سب جھگڑے مِٹ جاتے ہیں لیکن یہاں آکر پھر وہی سوال اُٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ گورو پُورن ہو - اُدھورے گورو سے یہ باتیں پراپت ہونی کٹھن ہیں - جس کو پُورن گورو مل گیا - اُس کو سب کچھ مِل

گیا۔ وہ لوگ بہت بھوُلے ہوئے ہیں۔ جو گوُرو کو کسی کرم۔ دھرم اور سادھن کا کارن سمجھتے ہیں۔ گوُرو اِشٹ ہے اور باقی کرم دھرم اور سادھن آدی سب اُس کی پراپتی کے کارن ہیں۔ سنتوں کا کہنا ہے کہ سنسار میں اگر کوئی اِشٹ ہے تو وہ گوُرو ہی کی پوِتر صوُرت ہے۔ اُس پوِتر رُوپ تک پہنچ پانے کے لئے ہی جیو کے سب یتن اور پُرشارتھ ہیں اور اُسی کی پرسنتا کی خاطر ہی گوُرمُکھ کی ساری کارروائی ہوتی ہے۔ اگر گوُرو رُوٹھ جائیں تو شِشیہ کی بڑی بھاری ہانی ہے۔ کیونکہ جس پرکار اُن کی پرسنتا سے سیوک کا لوک پرلوک سنوّرتا ہے۔ وَیسے ہی اُن کی درِشٹی سے گِر جانے سے بھی اُس کے پلّے پھر کچھ نہیں رہ جاتا۔ بنی بنائی بھگتی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اِس لئے اِس خیال کو سمجھتے ہوئے سنتوں نے یہ وَچن فرمائے ہیں:-

شبد

کوئی آن مِلاوے میرا پریتم پیارا

ہَوں تِس پہہ آپ وِیکائی ۔۱۔

درسن ہر دیکھن کے تائی

کِرپا کریہہ تا ست گوُر میلہہ

ہر ہر نام دھیائی ۱ رہاؤ

جے سُکھ دیہہ تا تُجھہ ارادھی

دُکھ بھی تُجھے دھیائی ۲

جے بُھکھ دیہہ تا اِت ہی راجا

دُکھ وِچ سُوکھ مناَئی ۳

تن من کاٹ کاٹ سب ارپی
وِچ اَگنی آپ جلائیٔ ۴
پکھّا پھیری پانی ڈھوواں
جو دیوِہہ سو کھائی ۵
نانک غرِیب ڈھہہ پیا دُوآرے
ہر میل لیہو وڈیائی ۶
اکھّی کاڈھ دھرِی چرناں تل
سب دَھرتی پھر مت پائی ۷
جے پاس بہالہہ تا تجھُہہ ارادھی
جے مار کڈھیہہ بھی دھیائی ۸
جے لوک سلاہے تا تیری اُپما
جے نندے تا چھوڈ نہ جائی ۹
جے تُدھ وَل رہے تا کوئی کہ آکھو
تُدھ وِسریئے مر جائی ۱۰
وار وار جائی گوُر اُوپر
پیئے پَیری سنت منائی ۱۱

نانک وِچارا بھیا دِیوانا
ہر توُ درسن کے تائی ۱۲
جِنکھڑ جھاگی مینہہ ورسے
بھی گوُر دیکھن جائی ۱۳
سمُندر ساگر ہووَے بہوُ کھارا
گوُر سِکھ لنگھ گوُرو پہہ جائی ۱۴
جیوں پرانی جل بِن ہے مرتا
تیوں سِکھ گوُر بِن مر جائی ۱۵
جیوں دھرتی سوبھ کرے جل برسے
تیوں سِکھ گوُر مِل بِگسائی ۱۶
سیوک کا ہوئے سیوک ورتا
کر کر بِنوں بُلائی ۱۷
نانک کی بینتی ہر پہہ
گوُر مِل گوُر سُکھ پائی ۱۸
گوُرو بانی صفحہ ۷۵۷ (راگ سوُہی محلہ ۴)

سپھلتا کے چوتھے درجے میں یہ بتایا گیا ہے کہ "موکش مُوُلم گوُرو کرپا" اَرتھات موکش یا مُکتی کا پراپت

ہوناگوُرو کی کرپا کے اُوپر منحصر ہے یعنی مُکتی جب ہوگی گوُرو ہی کی کرپا سے ہوگی ۔ گوُرو کی کرپا سے مُکتی کیسے ملتی ہے ؟ اِس سوال کا جواب بھی پہلے دے دیا گیا ہے کہ شِشیہ گوُرو کے حکم انوسار چلے ۔ اُن کے وَچنوں کی پالنا کرے ۔ اپنے خیال کو گوُرو کے خیال میں جوڑ دے ۔ اپنی سُرتی کو گوُرو کے شبد کے ساتھ باندھ دے ۔ اِس ہم خیالی اور مطابقت کا پھل یہ ہوگا کہ گوُرو اور شِشیہ کے بیچ سچّی محبّت اور پریم کا سمبندھ پَیدا ہو جائیگا اور جب یہ دِشا ہو جائیگی ۔ تو پھر جیسے گوُرو اور ویسے چیلا ۔ گوُرو کا عکس چیلے میں اُتر آئے گا اور جو کچھ گوُرو میں ہوگا وہ چیلے میں جھلک اُٹھے گا ۔ گوُرو چونکہ سدا بندھن رہت اور جیون مُکت ہے ۔ اِس لئے اُس کا چیلا بھی مُکت رُوپ ہو جائیگا ۔ اِس کا نام گوُرو بھگتی ہے ۔ یہی آخری منزل ہے ۔ اور یہی اُس منزل پر پہنچانے والی سیڑھی ہے ۔ جو اِس پر پری پک رہے گا ۔ وہ جیتے جی مُکتی کا آنند پراپت کرے گا ۔

یہ مُکتی اور بندھن کیا ہے ؟ اِس کا جواب اِس طرح دیا جاتا ہے :-

دوھا

جب لگ چاول دھان میں ۔ تب لگ اُپجے آئے
جب چھلکے کو تج نکس ۔ مُکت رُوپ ہو جائے

(سہجو بائی)

مُکتی کے ارتھ ہیں چھٹکارے کے ۔ چھٹکارا کِس سے ہوتا ہے ؟ کامناؤں سے ۔ جیسے چاول کے اُوپر جب تک چھلکا چڑھا ہُوا ہے ۔ تب تک وہ پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن جب چھلکے کو بنیاگ کر چاول الگ ہو جاتا ہے تو پَیدائش اور موت کے جھنجھٹ سے چھوٹ جاتا ہے ۔ اگرچہ اِس چھلکے کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے ۔ اصل چیز چاول ہی ہے لیکن جب تک وہ اُوپر موجود ہے ۔ تب تک چاول کو اُس نے چھپایا ہُوا ہے ۔ اِسی پرکار آتما کے اُوپر جب تک کامناؤں کا پردہ چڑھا ہُوا ہے ۔ تب تک جنم مرن کا ہونا ضروری ہے ۔ جب یہ پردہ اُتر جائیگا تب موکش ہونے میں کوئی شک نہیں رہیگا ۔ جنم مرن کے دُکھ سے چھٹکارا مِلے گا

اور مکتی کا سچا سکھ پراپت ہوگا۔
لیکن یہ مکتی بھی اس جیون کے اندر ہوگی۔ جو لوگ موت کے پیچھے مکتی کا لوبھ دیتے ہیں۔ وہ دھوکا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس جیون کے اندر یہ جیو کامناؤں اور سنکلپ وکلپوں سے نہ چھوٹ سکا تو مرنے کے پیچھے تو وہ کامنائیں نہ معلوم اس کو کون کون سی یونیوں کے اندر چکر لگوائیں گی۔ کیونکہ وہی کامنائیں تو بیج ہیں۔ جیسے ایک بیج سے بے انت بیج پیدا ہو کر پھر بے انت ورکش اور بیج بن جاتے ہیں۔ اس طرح ایک ایک کامنا کے اندر لاکھوں کروڑوں یونیوں کا بیج موجود رہتا ہے۔ اُن کی جڑ کو اگر اب نہ کاٹا گیا۔ تو مرنے کے پیچھے تو اُس کا کاٹنا کبھی بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مکتی جب ہوگی۔ جیتے جی ہوگی۔ اور اسی جیون کے اندر ہوگی۔ مطلب یہ کہ اصلی مکتی نشکامنا کا نام ہے۔ یعنی من کی کامناؤں سے چھٹکارا پانا اور نشکام ہو کر رہنا اصلی مکتی کہلاتی ہے اور اس مکتی کا بھید صرف ایک گورمکھتا کے اندر چھپا ہوا ہے۔

دوہا

گورو کو سر پر راکھیئے۔ چلیئے آگیا ماہیں
کہے کبیر تیہی داس کو۔ تین لوک ڈر ناہیں (کبیر صاحب)

کہتا ہے:۔ شری پنچم پاتشاہ گورو ارجن دیو جی مہاراج کے دربار میں اُن کا ایک سیوک "منجھ" نام گورو بھگتی کی پرتکش مورتی ہو گذرا ہے۔ اُس کا جیون گورو کے بھگتوں کو خاص خاص قسم کی شکشا دیتا ہے۔ اُس سچے گورو بھگت کے پوتر جیون میں جو گن پرتکش روپ میں چمکتے ہیں۔ وہ وچار کرنے سے بالکل نراش اور کم ہمت آدمیوں کے لئے بھی ہمت اور دلیری کا کام کرتے ہیں۔ اُس کی بھگتی کا مختصر احوال اس پرکار ہے:۔
بھائی منجھ ایک دھنوان زمیندار تھا۔ جو شروع میں گورو کی بھگتی سے بالکل بے خبر تھا۔ ایک بار وہ کسی کارن سے گورو ارجن دیو جی کے دربار میں پہنچا۔ ست سنگ ہو رہا تھا۔ درشن کرتے ہی من کے وچاروں نے پلٹا کھایا۔ چرنوں پر گر پڑا۔ اور ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا

کی۔ حضُور! اِس بھُولے بھٹکے کو بھی اپنے داسوں میں جگہ دیویں اور سنسار ساگر سے پار کریں
گوُرو مہاراج نے اُس کی طرف غور سے دیکھا۔ فرمایا۔ بھائی داس بننا تو آسان ہے لیکن
داسنتو (داس پنے) کو نبھانا بہت مُشکل ہے۔ بھائی منجھ نے بینتی کی۔ دِین دیال! جس
پر آپ کی دَیا ہو جائے اُس کے لئے کونسا کام کٹھن ہے۔ حضُور دَیا کریں اور جلد بھو ساگر
سے پار اُتاریں۔ اِتنا کہہ کر چرنوں کی طرف جُھکا اور نیتروں سے پریم کے آنسُو جاری ہو گئے۔
گوُرو ارجُن صاحب نے اپنا کومل ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اور پرمارتھ کی دِکشا دی اور کچھ
دِن اپنے پاس رکھ کر گھر بھیج دِیا۔

بھائی منجھ کے گھر ایک کنیا تھی۔ اِس کے سوائے اور کوئی سنتان نہیں تھی۔ یہ اِستری
پُرش اور لڑکی تینوں ایک دُوسرے کے ساتھ بہت پریت رکھتے تھے۔ جب گھر میں رہتے
ہُوئے بھائی منجھ کو کچھ وقت ہُوا۔ تو ایک بار بڑا بھاری قحط پڑا۔ ورشا کے نہ ہونے سے
فصل بالکُل نہ ہوئی۔ مال لشو چارہ نہ ملنے کے کارن مر گئے۔ اور سر پر قرضہ ہو گیا۔ گھر کا
ایک مکان تھا۔ وہ بھی اِسی سِلسلے میں ہاتھ سے نِکل گیا۔ لاچار جنگل سے گھاس کھود کر نرواہ
کرنے لگے۔ لیکن اِس قدر تنگی کی حالت میں بھی گوُرو کے پریم میں فرق نہیں آنے دِیا۔ گھاس
بیچ کر جو کچھ ملتا تھا۔ اُس میں اپنا گذارہ بھی کرتے تھے اور گوُرو کی سیوا بھی کرتے تھے۔

امرت سر میں تالاب کا کام شروُع تھا۔ گوُرو مہاراج اِس کام میں مصرُوف تھے۔ ایک
دِن ایک سِکھ کو بُلا کر حکم دِیا کہ بھائی منجھ کے پاس جاؤ۔ اور تالاب کے سِلسلے میں اُس سے بھی
سیوا لے آؤ۔ سِکھ حُکم پا کر اُس کی طرف چل پڑا۔ چلتے چلتے بھائی منجھ کے گاؤں میں پہنچا۔ بھائی
منجھ ابھی گھاس کھود کر لایا ہی تھا کہ اُس نے گوُرو کی آگیا اُنوسار تالاب کی سیوا کے لئے اِکیس
روپے مانگے۔ سُن کر بھائی منجھ بہت خوُش ہُوا۔ من میں گوُرو کا پریم چھا گیا۔ نیتروں میں جل بھر
کر اُس سِکھ کے چرنوں پر نمسکار کی۔ گوُرو مہاراج کی کُشل پُوچھی اور بڑی شردھا بھگتی کے ساتھ
اُس کو اشنان کرا کر بھوجن کھلایا۔

بھیٹا دا کچھ فکر نہ۔ فِکر منجھ نُوں ہور
باد کِس طرح گوُرو نُوں۔ میں اَپرادھی چور

مَن میں گوُرو کی دَیا کا بار بار شُکر کرتا ہے کہ دھنیہ ہیں گوُرو مہاراج جنہوں نے میرے جیسے پاپی کی بھی اپنے داسوں میں گِنتی کی ہے۔ بھلا میں نیچ گوُرو دربار میں کِس گِنتی کا آدمی ہوُں۔ نہ بھگتی ہے نہ پریم ہے اور نہ ہی کچھ بُدھی بَل ہے۔ سدا نیچ سُبھاو رکھنے والا جاٹ بُدھی کا آدمی ہوُں۔ جو سچے ست گوُرو نے مجھ اَوگن ہار کو بھی نیچ داس جان کر اپنے دِل میں جگہ دی ہے۔ بار بار گوُرو مہاراج کی مہما کرتا ہے۔ آنکھوں سے پریم کے آنسو ٹپک رہے ہیں اور سوچتا ہے کہ کونسی وستو اپنے گوُرو مہاراج کی بھینٹ کے لئے بھیجوُں؟

گوُرو مہاراج کا حکم اکیس روپوں کا تھا لیکن بھائی منجھ کے گھر تو اِکیس پیسے بھی نہیں تھے جو اُس سِکھ کے آگے دھرتا۔ لیکن سچائی کے اندر بڑی شکتی ہوتی ہے اور کرنے والوں کے آگے کوئی کام مُشکل نہیں ہوتا۔ سچّی بھگتی کے مارگ میں ناممکن بات بھی ممکن ہو جاتی ہے۔ صرف مَنشیہ کے اندر سچّا شوق اور سچّا پریم ہونا چاہیئے۔ کام سب مالک آپ کرتا ہے۔ مَنشیہ کو چاہیئے کہ وہ پست ہمت اور نراش نہ ہو۔

بھائی منجھ نے اِستری کے ساتھ صلاح کی کہ اب کیا کیا جائے؟ وہ بولی۔ کچھ بات نہیں ہے۔ تن من دھن سب گوُرو کا ہے۔ اس میں ہمارا ہے ہی کیا؟ اگر آپ آگیا دیں تو میں اُس چودھری کے گھر جو کئی دِنوں سے کہہ بھی رہا ہے۔ لڑکی کا ناطہ کر آؤں۔ اِس طریقہ سے گوُرو کی سیوا بھی ہو جائے گی اور لڑکی بھی ٹھکانے لگ جائیگی۔ بھائی منجھ نے اِس بات کو پسند کیا۔ چودھری کے گھر لڑکی کا رِشتہ کیا گیا اور وہاں سے اِکیس روپے لے کر گوُرو کی سیوا کے لئے اُس سِکھ کے آگے رکھ دیئے اور ساتھ ہی بینتی کی کہ گوُرو مہاراج آگے کے لئے بھی اِسی طرح اِس سیوک کو یاد فرماتے رہیں۔ وہ سِکھ اُن سے وِداع ہو کر امرتسر پہنچا اور سارا حال لڑکی کے ناطے وغیرہ کا گوُرو مہاراج کے چرنوں میں کہہ سُنایا۔

ابھی تھوڑے سے ہی دن گذرے تھے کہ اُس سِکھ کو پھر بھائی منجھ کے گھر بھیجا گیا۔ جب وہ دُوسری بار اُس کے پاس پہنچا تو اُس کو دیکھتے ہی بھائی منجھ اُس کے چرنوں کی طرف جُھکا اور بہت شردھا بھاو سے نمسکار کیا اور پرارتھنا کی کہ اب اِس داس کے لئے ست گوُرو کا کیا حکم ہے؟ اُس سِکھ نے گوُرو مہاراج کے حُکم انوسار سب بات کہہ سُنائی۔ بھائی منجھ نے پھر اپنی اِستری کے

ساتھ مشورہ کیا کہ اب روپیہ پیدا کرنے کی کیا صورت ہونی چاہیئے؟ وہ بولی - اِس وقت اور تو کوئی صورت نظر نہیں آتی - میرا شریر حاضر ہے - مجھے کسی کے پاس گروی رکھ دیجیئے اور سیوا کر کے گورو کی پرسنتا پراپت کیجیئے - یہ بڑے اُتم بھاگوں کی بات ہے کہ ہم کو سیوا کا موقع دیا جاتا ہے -

بھائی منجھ نے خوشی کے ساتھ یہ بات منظور کر لی اور استری کو دے کر اکیس روپے حاصل کئے - بھیٹا لے کر اُس سکھ نے دوسرا حکم نامہ گورو کا اُس کو پڑھ سُنایا - اُس میں لکھا تھا: "حکم نامہ دیکھتے ہی جلدی چلے آؤ" بھائی منجھ خوش ہوا - گورو کا حکم ملتے ہی گھر سے نکل کر دربار میں جا حاضر ہوا - گورو مہاراج نے جب اُسے دور سے آتے دیکھا تو پیٹھ پھیر لی - لیکن پریم کی زنجیر میں جکڑا ہوا تیدی گورو کے مکھ کی طرف ہو کر درشن کرنے لگا - تب اُس طرف سے بھی آپ نے مکھ پھیر لیا -

مہاپرشوں کی لیلا کو کون جانے کہ اِس میں کیا بھید تھا؟ لیکن پھر بھی اِتنا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گورو کی موج اِس طرح کی تھی کہ اُن کے بھگت کے من میں آدر سمان پا کر سیوا کا اہنکار نہ آ جائے اور کی ہوئی کمائی اہنکار سے نشٹ نہ ہو جائے - کیونکہ یہ بھگتی کا مارگ ایسا سوکشم ہے جس میں قدم قدم پر خبردار رہنے کی ضرورت ہے - ورنہ من ایسا دھوکا دیتا ہے کہ جیو کی کئی جنموں کی کمائی ایک دم نشٹ ہو جاتی ہے - اِس لئے اِس مارگ میں ہر وقت گورو کی سہائتا کی ضرورت سمجھی گئی ہے کہ وہ سیوک سے کمائی بھی کراتے ہیں اور ساتھ ساتھ اُس کی رکشا بھی کرتے ہیں اور جیسا وہ مناسب خیال کرتے ہیں اپنے شِشیہ کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں - بھائی منجھ سچا سیوک تھا - وہ گورو مہاراج کی موج میں اپنی بھلائی سمجھتا تھا - گورو کی اِس طرح کی موج دیکھ کر زیادہ کشمکش کرنا مناسب نہ سمجھا - اور اپنی کمی خیال کر کے لنگر خانہ کی سیوا میں لگ گیا - لیکن ایسا لگا کہ سیوا کی ساکشات مورتی ہی بن گیا -

دوہا

سیوک گو کر گورو کا - موتیا وا کا ناو

ڈوری لاگی پریم کی - جت کھینچے تت جاو

دُر دُر کرے تو باہر ے - تو تو کرے تو آئے

جیوں گورو راکھے تیوں لہے - جو دیوے سو کھائے (کبیر صاحب)

یہ بھانا ماننے کا درجہ ہے۔ جو سچے سیوک کے بھاگ میں آتا ہے۔ گُورو کے بندھن میں بندھا ہُوا سیوک اپنی رُوح کو آزاد کر لیتا ہے۔ کیونکہ گُورو کا بندھن ہی آزادی بخشنے والا ہے اور برخلاف اِس کے سنساری لوگ آزاد رہتے ہوئے بھی بندھن میں پڑے ہُوئے ہیں۔ کارن یہ کہ شریر اور من کی آزادی سے رُوح بندھن میں پڑ جاتی ہے مگر شریر اور من کے بندھن سے رُوح آزاد ہو جاتی ہے۔ جن کے من اور شریر پر گُورو کا بندھن نہیں ہے۔ وہ جیو کال اور مایا کے بندھن میں پڑتے ہیں۔ اَرتھات جو جیو گُورو کی آگیا میں نہیں برتتے۔ اُن پر یم دُوتوں کی آگیا چلتی ہے۔ کیونکہ اگر گُورو کے وَچن کی پالنا نہیں ہے تو پھر یم دُوتوں کے وَچن سے تو وہ جیو چھوٹ ہی نہیں سکتا۔ اُن کا حکم تو اُسے ضرور ماننا پڑے گا۔ سنساریوں اور بھگتوں میں فرق صرف اِتنا ہی ہوتا ہے کہ سنساری اپنے من اور شریر کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں۔ اِس لئے اُن کی رُوح بندھن میں جکڑی جاتی ہے اور بھگت گُورو کے وَچن اَرتھات آگیا میں برتتے ہُوئے اپنی رُوح کو بندھنوں سے مُکت کر لیتے ہیں۔

وچار والوں کا کتھن ہے کہ سنسار میں مُنشیہ کو کسی کا ہو کر رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جس کے سر پر کوئی دھنی نہیں ہے۔ وہ مُنشیہ دَر دَر کا بھکاری ہے۔ اُسے ہر جگہ سے ٹھوکریں ملتی ہیں اور وہ سَدا پریشانیوں کا شکار بنا رہتا ہے۔ لیکن جس کے سر پر دھنی یعنی مالک موجود ہے اُس کا کوئی بال بھی بینکا نہیں کر سکتا۔ سب لوگ اُس سے بھئے مانتے ہیں۔ اِسی پرکار جس جیو کے اُوپر ست گُورو کا ہاتھ نہیں ہے یا جس کے سر سے ستگُورو کا ہاتھ اُٹھ گیا ہے وہ جیو کال اور مایا کا کھاجا ہے۔ اُسے کام کرودھ وغیرہ دُشمن لُوٹ کھاتے ہیں اور وہ نیچ گتی پا کر ٹیڑھی یُونیوں میں جا گِرتا ہے۔ لیکن جن مُنشیوں کو ست گُورو کی شرن پراپت ہے۔ یا جو جیو ست گُورو کے حُکم کے سایہ تلے رہتے ہیں اُن پر مایا اور کال کا حُکم نہیں چل سکتا۔ وہ ست گُورو کی اوٹ کے سہارے اِس سنسار میں وِچرتے ہُوئے بھی مایا کے چکر سے بچے رہتے ہیں۔

مہاں پُرشوں کا وَچن ہے:-

شبد

مَیں بندہ بَیع خرید سچ صاحب میرا

جیئو پنڈ سبھ تِسدا سبھ کچھ ہے تیرا -۱-
مان رِمانے تُوں دھنی تیرا بھرواسا
اِک رہاؤ رِبن ساچے آن ٹیک ہے سو جانو کاچا
تیرا حُکم اپار ہے - کوئی انت نہ پائے
جس گورُ پُورا بھیٹسی سو چلِے رِجائے -۲-
چترائی سیانپاں کِتے کام نہ آئیے!
تُٹھا صاحِب جو دِیئے سوئی سُکھ پائیے! -۳-
جے لکّھ کرم کمائیے کچھ پوَے نہ بنّدھا!
جن نانک کیتا نام دھر ہور چھوڑیا دھنّدھا! -۴-

گورُو بانی صفحہ ۳۹۹ (آسا محلّہ ۵)

سیوا ایک ایسی وستُو ہے جو سب کے منوں کو ہر (چُرا) لیتی ہے اور سب کو اپنا بنا لیتی ہے اور سچّائی کے ساتھ سیوا کرنے والا تو پھر سب کِسی کو پیارا لگتا ہے۔ بھائی منجھ جب سے گورُو دربار میں آیا تھا، تب سے وہ لنگر خانہ کی سیوا میں لگ گیا تھا اور ایسا لگا تھا کہ رات دِن ایک سمجھ کر سیوا کرتا تھا۔ نہ اُسے آرام کا خیال تھا۔ نہ تکلیف کی پرواہ تھی۔ نہ کھانے کی فِکر تھی اور نہ پہننے کی چِنتا تھی۔ اُسے ہر گھڑی سیو کا ہی خیال لگا رہتا تھا۔ شریر کے نِرواہ کے لئے جو کچھ گورُو دربار سے مِلتا تھا اُس پر خوشی کے ساتھ گذارہ کرتا تھا۔ اگرچہ وہ گورُو دربار میں سب سے چھوٹا اور نہ معلوم بن کر رہتا تھا۔ لیکن سچّائی آخر سچائی ہے اور وہ اپنا اثر دِکھائے بِنا کب رہتی ہے۔ لوگوں کے منوں پر اُس کی بھگتی کا کچھ ایسا اثر پیدا ہُوا کہ سب لوگ اُس سے پیار کرنے لگے۔ گورُو مہاراج تو آپ مالک تھے۔ وہ تو پل پل کی جان ہی

رہے تھے۔ لیکن پرتکش حالت یہ تھی کہ آج تک انہوں نے بھائی منجھ کے ساتھ کوئی وچن بھی شاید ہی کیا ہو۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ گورو مہاراج نے پوچھا۔ منجھ! کیا کام کیا کرتا ہے؟ تب سنگت نے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی۔ کرپا ندھان! وہ بھنڈار گھر کی سیوا کرتا ہے اور ایسی سیوا کہ خاص سیوا کی پرتکش مورت بن کر لگا ہوا ہے اور جب سے دربار میں آیا ہے اسی دن سے رات دن ایک کر کے سیوا کر رہا ہے۔ گورو مہاراج نے مسکرا کر پوچھا۔ اچھا وہ روٹی کہاں سے کھاتا ہے؟ سنگت نے بینتی کی۔ دیا ساگر! روٹی تو آپ کے لنگر سے ہی کھاتا ہے۔ آپ نے لاپرواہی کے روپ میں وچن فرمایا۔ اگر وہ بھوجن بھی لنگر سے ہی پاتا ہے تو پھر یہ کونسی اُپمایوگیہ بات ہے؟ جو تم اتنی مہما اس کی کر رہے ہو۔

یہ وچن بھائی منجھ کے کانوں تک بھی پہنچ گیا۔ گورو کی اس پرکار کی موج دیکھ کر اس سچے بھگت نے سیوا کا کام نبھاتے ہوئے ساتھ ہی کوئی دوسرا بیوہار بھی شروع کر دیا اور اس سے جو مزدوری ملتی۔ وہ گورو کے لنگر میں ڈال دیا کرتا۔

دوہا

جیوں جیوں سونا تاپیئے۔ تیوں تیوں اچھا ہوئے
تیسے ستگورو شِشیہ کی۔ بدھی کو ڈاریں دھوئے

جب اس پرکار اپنا جیون ونیت کرتے ہوئے بھائی منجھ کو کچھ سمے گذر گیا تو ایک دن کا ذکر ہے۔ بن سے لنگر کے لئے لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر واپس آ رہا تھا کہ راستے میں آندھی چل پڑی چاروں طرف اندھکار چھا گیا۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ بھائی منجھ کے من میں گورو کے لنگر کا خیال تھا کہ کہیں اس کے پہنچنے میں دیری ہو گئی تو بھوجن بنانے میں بڑا ہرج ہوگا۔ اس خیال سے راستے میں کہیں رکا نہیں اور چلتا ہی رہا۔ مالک کی موج چلتا چلتا اندھیرے کے کارن راستہ بھول گیا اور اچانک ایک کنوئیں میں گر پڑا۔ شریر تو زخمی ہو گیا۔ لیکن واہ اس سیوک کی ہمت کہ لکڑیوں کے گٹھے کو بھیگنے سے بچا لیا۔ کیونکہ وہ گورو کی پرستا کا سامان تھا

بھائی منجھ بوڑھا ہونے کے کارن دُربل تو بہت تھا۔ لیکن من میں گوُرو کے پریم کا جوش اور سچائی کی شکتی تھی۔ کنوئیں میں گرنے کا اُسے کوئی کشٹ محسوس نہیں ہوا۔ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھائے ہوئے کنوئیں میں کھڑا ہوا گوُرو کا راستہ دیکھ رہا تھا۔

اُدھر انتریامی ست گوُرو کا دربار لگا ہوا تھا کہ اچانک پریمی کے پریم نے من میں جوش مارا۔ بھری سبھا میں سنگھاسن سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چرنوں میں جوڑا تک نہیں پہنا۔ اور ننگے چرن دَوڑتے ہوئے پیچھے یہ آواز دیتے چلے کہ رسّے لے کر جلدی پہنچو۔ سب لوگ پیچھے اُٹھ بھاگے۔ کوئی جوڑا لے کر دَوڑا۔ کوئی گھوڑا لے آیا اور کوئی رسّے لے کر پہنچا۔ اس پرکار سب لوگ جنگل میں جس کنوئیں کے اندر بھائی منجھ گرا پڑا تھا۔ پہنچ گئے۔

گوُرو مہاراج نے کنوئیں پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ بھائی! کنوئیں میں کون ہے؟ اپنے پریتم کی آواز کان میں پڑتے ہی آنکھیں کھل گئیں۔ بولا۔ مَیں بلہار بلہار داتا جی! آپ کے داسوں کا داس منجھ ہے۔ آپ نے پھر آواز دی۔ بھائی منجھ! اس رسّے کو پکڑ کر باہر آجاؤ۔ اُس نے پرارتھنا کی۔ دین دیال! پہلے لکڑیوں کے گٹھے کو نکالنے کی آگیا دیجئے۔ پیچھے مَیں چڑھ آؤنگا۔ گوُرو مہاراج نے سیوکوں کو اشارہ کیا۔ اُنہوں نے پہلے لکڑیوں کو نکال کر پیچھے بھائی منجھ کو حفاظت سے باہر نکال لیا۔ کپڑے کیچڑ سے لتھ پتھ ہو رہے تھے اور زخمی ہونے کے کارن شریر سے لہو بھی بہہ رہا تھا۔ جب باہر آیا تو گوُرو مہاراج سے رہا نہ گیا۔ جھٹ چھاتی سے لگا لیا اور نیتروں سے جل برساتے ہوئے ایک اُونچی آواز سے یہ وچن اُچارن کیا:۔

منجھ پیارا گوُرو نوں گوُرو منجھ پیارا
منجھ گوُرو کا بوہتھا جگ لنگھن ہارا

بھائیو! منجھ گوُرو کا پیارا ہے۔ یہ گوُرو کا جہاز ہے۔ آج سے یہ جگت کے تارنے والا ہوا ہے۔ جو منجھ کی بھگتی کو پریم اور شردھا سے شروع کریں گے اور اِس پر عمل کریں گے وہ بے شک اِس سنسار ساگر سے پار ہو جائیں گے۔

دوھا

دھرتی امبر جائیں گے۔ بنسیں گے کیلاش
ایک میک ہو جائینگے تب کہاں رہینگے داس
اُکیم ایکا ہون دے۔ بنسن دے کیلاش
دھرتی امبر جان دے۔ موہے میں میرے داس (کبیر صاحب)

بہ ہیں گورمکھتا کے لکشن! — اور اس کا نام ہے سچی گورو بھگتی۔ سنسار میں مایا اور کال کا چکر بڑے زور شور کے ساتھ چل رہا ہے۔ بڑے بڑے وچار وان اس میں آکر پس جاتے ہیں۔ صرف ایک گورمکھ ہی ہے جو کال اور کرم کے چکر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس کا کارن صاف ہے کہ اُس نے اپنا سب کچھ مالک کو اَرپن کر رکھا ہے۔ اُس کا اپنا نہ تن ہے نہ من ہے۔ نہ دھن ہے۔ یہ سب کچھ مالک کا ہو چکا ہے۔ نہ اُس کا اپنا گھر ہے نہ دوار ہے۔ نہ شریر ہے نہ شریر سمبندھی پدارتھ ہیں۔ نہ کٹمب ہے نہ پریوار ہے۔ کیونکہ وہ سب کچھ مالک کے نام پر اَرپن کر کے آپ اُسی کا ہو گیا ہے۔ اُس کا شریر اپنا نہیں ہے۔ وہ مالک کا شریر ہے۔ اُس کا کٹمب اپنا نہیں ہے۔ وہ مالک کا کٹمب ہے۔ اگرچہ وہ پرکش رُوپ میں سب کچھ کرتا ہُوا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اصلیت میں وہ کچھ بھی نہیں کرتا۔ اُوپر سے وہ سب کچھ جانتا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اصل میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ وہ کرتا ہُوا اکرتا ہے اور جانتا بُوجھتا ہُوا انجان بنا ہُوا ہے۔ اُس کی اپنی وستو کیول ایک مالک ہے۔ وہ سب کچھ اُسی کو جانتا ہے۔ اُس کی زندگی اپنی نہیں۔ بلکہ وہ مالک کی زندگی ہے۔ اب وچار کرنا چاہیئے کہ ایسے جیو پر کال اور کرم کا قرضہ کہاں رہ گیا۔ کیونکہ جس کے پاس کچھ ہے ہی نہیں اُس سے کوئی مانگے گا کیا؟ چور اُس کو لُوٹتے ہیں جس کے گھر کچھ دیکھتے ہیں۔ لیکن جس گھر میں کچھ ہو ہی نہیں وہاں چوروں کا کیا کام؟ حملہ اُس پر ہوتا ہے جس میں خودی ہوتی ہے۔ لیکن جہاں خودی کا نام تک نہیں ہے وہاں حملہ کیسا؟ بکرے نے "مَیں مَیں" کی تو وہ مارا گیا۔ اُس

کی گردن پر قصائی نے چُھری چلادی اور وہ ٹُکڑے ٹکڑے ہو کر بازار میں جا بِکا۔

دوھا

مَیں مَیں بُری بلائے ہے۔سکو تو نِکسو بھاگ
کہے کبیر کب تک رہے۔رُوئی لپیٹی آگ (کبیر صاحب)

لیکن گورُمکھ نے اِس مَیں مَیں کے روگ کو جڑ سے کاٹ دیا ہے۔اُس کی مَیں مَیں اب تُو تُو کے رُوپ میں بدل گئی ہے۔یہاں تک کہ اُس کے ہاتھ پاؤں۔آنکھ۔کان۔ناک اور زبان وغیرہ سب مالک کی امانت ہیں اور مالک کی خاطر ہیں۔اُس کا شریر اپنے اِشٹ دیو کی مُورتی کا مندر بن گیا ہے۔تو پھر اَیسے شخص سے حِساب کون لے سکتا ہے؟ جس نے اپنا سب کچھ دے کر ایک مالک کو خرید کیا ہے۔اُس پر کال اور کرم کا حملہ کیسے ہوگا؟ وہ مالک کے بھروسے ہر بلا سے چھوٹ گیا ہے۔اُس کا جیون سُدھر گیا ہے اور وہ اپنے ساتھ انیک جیوؤں کو سُدھارنے والا بن گیا ہے۔جیسا کہ اُوپر لکھی گئی کتھا سے سِدّھ ہے۔

جو سچّا گورُمکھ ہے۔اُس کا جیون بڑا انمول ہوتا ہے۔کیونکہ وہ اِس سنسار سمندر سے صِرف آپ ہی نہیں تَرتا۔بلکہ اُس کے دوارا لاکھوں جیو بھَو ساگر کے دُکھوں سے چُھوٹ جاتے ہیں۔سنساری گورُمکھ کی مہما کو نہیں سمجھتے اور نہ ہی سمجھنے کی بُدّھی رکھتے ہیں۔گورُمکھ کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہیں ہے۔اُس کی مہما اَتی مہان ہے۔جس نے اپنے جیون کو نِشکام جیون نہیں بنایا۔وہ کیا جانے کہ نِشکام جیون سے کِس پرکار بے انت جیوؤں کو لابھ پہنچ سکتا ہے۔گورُمکھ کا جیون اپنا نہیں ہے بلکہ وہ دُوسروں کی خاطر ہے۔اَیسے نِشکام اور سُدھرے ہوئے جیون سے انیک جیون سُدھر سکتے ہیں اور اُس شریر سے پرمارتھ کی آپ سے آپ ترقّی ہوتی ہے۔

اِس پُستک میں ست سنگ کے انگ کے اندر بھی یہ ورنن ہوا ہے کہ جو منشیہ جیسے وِچار رکھتا ہے۔اُس کی دَسوں دِشا کی سرِشٹی پر بھی اُس کے وِچاروں کا پربھاو پڑتا ہے۔اگر وہ

بُرا ہے تو اُس کے نزدیک رہنے والوں پر اُس کی بُرائی کا اثر پڑیگا۔ اگر بھلا ہے تو اُس کے آس پاس کے لوگوں کو اُس کی بھلائی کا حصّہ ملیگا۔ یہ قدرتی نیم ہے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ "آپ بھلا تو جگ بھلا"۔ اگر "آپ بُرا تو جگ بُرا"۔ سوُریج روشنی کا بھنڈار ہے۔ جس وقت وہ اپنی سمپوُرن روشنی کے ساتھ چمک اُٹھتا ہے تو اُس کے پرکاش سے سب سنسار آپ سے آپ پرکاش مان ہو جاتا ہے۔ گوُرمُکھ کی مثال بھی سنسار میں اِسی پرکار کی بن جاتی ہے وہ صرف اپنا کام ہی نہیں بنا لیتا۔ بلکہ اُس کے جیون کے دوارا اور بھی بے انت جیو بایا کے دھوکے سے بچ کر کنارے لگ جاتے ہیں۔

دوھا

ڈُوبت رہا بھؤ سِندھو میں۔ لوبھ موہ کی دَھار
دَڑیا گوُرو تیرؤ مِلا۔ کر دِیا پَہیلے پار
جن دَڑیا ستگوُرو مِلا۔ کوئی پُور بلے پُن
جڑ پلٹ چیتن کیا۔ آن ملایا سُن
دَڑیا گوُرو کِرپا کری۔ شبد لگایا ایک
لاگت ہی چیتن بھیا۔ نیتر کُھلا انیک
گوُرو آئے گھن گرج کر۔ انتر کِرپا اُپائے
تَپتا سے سیتل کیا۔ سوتا لیا جگائے
گوُرو آئے گھن گرج کر۔ شبد کیا پرکاش
بیج پڑا تھا بھوُمی میں بھئی پھُول پھل آس

یہ دَڑیا کی بینتی ۔ تُم سینتی مہاراج
تُم بِھرنگی مَیں کیٹ ہُوں میری تُم کو لاج
ست گُرو سا داتا نہیں نہیں نام سر کھیا دیو
ششیہ سُمرن ساچا کرے ہو جائے الکھ ابھیو
بھو جل بہتا جات تھا۔ سُنئے موہ کی باڑھ
دَڑیا موہے گُرو کرپا کر۔ پکڑ باتھہ لیا کاڑھ (دریا صاحب)

گُرو کی بھگتی سب سے اُتّم ہے۔اِس کے بنا سیوک کا کام نہیں بنتا۔شاستروں میں ہر جگہ اننیہ بھگتی کی مہما پر زور دیا گیا ہے۔دُنیا بھُولی ہوئی ہے جو جگہ جگہ پر ہاتھہ پاؤں مارتی رہتی ہے۔جس طرح پتّوں کے سینچنے سے ہاتھہ پلّے کچھ نہیں پڑتا۔اِسی طرح جگہ جگہ پر پھرنے سے بھی کچھ ہاتھہ نہیں آتا۔

دوھا

پات پات کو سینچے۔ پیڑ کو دیا سکھائے
مالی سینچے مُول کو۔ رِتُو آیاں پھل کھائے (کبیر صاحب)

اننیہ بھگتی کے ارتھہ ہیں ایک کی بھگتی ۔ اور وہ ایک کی بھگتی گُرو ہی کی بھگتی ہو سکتی ہے۔کیونکہ مَن متی بھگتی سے یہ جیو کبھی ٹھور ٹھکانے نہیں لگ سکتا۔من کا تو سُبھاو ہے کہ وہ کبھی بھی ایک جگہ پر ٹھہرا نہیں کرتا۔سدا بندر کے سمان کبھی کہیں اور کبھی کہیں اُچھلتا کُودتا ہُوا انیک سمبندھ اپنے آس پاس بنائے رکھتا ہے۔اِن سمبندھوں سے چھُوٹنے کے لئے اکیلی تدبیر یہ ہے کہ گُرو سے ... سمبندھ پیدا کیا جائے۔اُسی ایک کے رِشتے سے

باقی سب رِشتے آپ سے آپ کٹ جائیں گے۔ کلپنائیں دُور ہوں گی اور جیوا پنے ٹھکانے لگے گا۔ بے سمجھی کی بھگتی بھی کسی کام کی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جہاں ایک تو اُپاسک ہو۔ اور ہزاروں اُس کے اِشٹ ہوں۔ تو وہ بے چارہ کِس کِس کی پُوجا کرے اور کِس کِس کے ساتھ پریم کرے۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک گُورُو کا پلّہ درِڑھتا سے پکڑ لے۔ انیکوں کا جھگڑا آپ سے آپ مِٹ جائیگا۔

سنسار میں ہر منشیہ سُکھ اور شانتی کو چاہتا ہے۔ ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ اُس کا من ایکاگر ہو۔ اور وہ ایکتا کی اَوستھا پر پہنچ کر سچّی خُوشی اور آنند کو پراپت کرے لیکن یہ ایکتا تب ہو گی۔ جب وہ ایک کا بنے گا۔ ایک کا بننے سے ایکتا آئے گی اور بہتوں کا بننے سے برِتی بکھری رہے گی اور سُکھ کا سنتھان نہیں ملے گا۔ جو منشیہ بہتوں کا بنتا ہے۔ وہ اصل میں ایک کا بھی نہیں بنتا۔ اور جو ایک کا بن جاتا ہے اُس میں بہتوں کا پرِشٹ آپ سے آپ پُورن ہو جاتا ہے۔

دوھا

سب آئے اُس ایک میں۔ ڈال پات پھل پھول
اب کہو پیچھے کیا رہا۔ گہہ پکڑا جب مُول!

(کبیر صاحب)

جس کو گُورُو پُورن مِل جانے پر بھی من کو شانتی نہیں ہوئی تو اِس کا کارن یہ ہے کہ ابھی من سے انیکوں کے سمبندھ کا نقش دُور نہیں ہُوا۔ گُورُو کے مِلنے پر ساتھ ہی یہ شرط بھی ضروری ہے کہ اوروں کے سمبندھ میں کمی کی جائے۔ کیونکہ جب تک انیکوں کی طرف سے دِل نہیں ہٹایا جائیگا، تب تک ایک کی بھگتی کا رس نہیں آئے گا۔

دوھا

موٹے بندھن جگت کے۔ گُورُو بھگتی سے کاٹ
جھینے بندھن چِت کے۔ کٹے نام پرتاپ

موٹے جب تک جائیں نہیں۔ جھینے کیسے جائیں
تاں تے سب کو چاہیئے۔ نت گورو بھگتی کمائیں

(کبیر صاحب)

گورو کا درشن۔ گورو کی سیوا۔ گورو کی پوجا۔ گورو کا دھیان۔ گورو کی سنگت اور قربت یہ سب گورو بھگتی کے پرکرن (انگ) ہیں۔ ان سے جگت کے موٹے بندھن کٹیں گے۔ اس لئے پہلی شرط یہ ہے کہ منشیہ گورو کی بھگتی کو من دے۔ جس سے موٹی مایا صاف ہو جائے۔ رہی جھینی مایا۔ اس کے لئے گورو کا نام سمرن اور دھیان کے ابھیاس کی ضرورت ہے جس کا سمبندھ من کے ساتھ ہے۔ جب یہ دونوں سیڑھیاں طے ہو جائیں گی تو اپنے آپ کا ساکشات کار ہوگا اور منشیہ جیون مکتی کے سکھ کا انوبھو کرے گا۔ جب ستھول اور سوکشم دو پرکار کی مایا کے سنسکار دور ہو جائیں گے تو پھر ہر جگہ اشٹ دیو کا روپ دکھلائی دینے لگے گا۔ یہ روحانیت ہے اور یہی روح کے سکھ کا اصلی ستھان ہے۔ جس کے پراپت کرنے کے لئے سوائے گورو کی بھگتی کے اور کوئی بھی ترکیب نہیں ہے ۰



بھگتی اور مایا کا انگ

دوہا

ایک طرف بھگوان ہیں - دُوجے مایا جان
سنساری مایا چہیں - بھگت چہیں بھگوان

بھگتی اور مایا کا آپس میں ورودھ ہے - یہ دونوں ایک جگہ اکٹھی نہیں رہ سکتیں - جہاں مایا ہوتی ہے، وہاں بھگتی کا پردیش نہیں ہوتا اور جہاں بھگتی کا نِواس ہوتا ہے وہاں سے مایا کو کُوچ کرنا پڑتا ہے - یہ قُدرتی بات ہے کیونکہ جیسے روشنی اور اندھکار دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے - ایسے ہی بھگتی اور مایا بھی اِکٹھی نہیں رہ سکتیں - مایا اندھکار ہے اور بھگتی سُورج ہے - اِن دونوں کا مِل کر رہنا ناممکن سی بات ہے -

کُنڈلی

جگت بھگت سے بَیر ہے - چاروں جُگ پرمان
چاروں جُگ پرمان - بَیر جدوں مُوس بِلائی
نیول بھوجنگم بَیر - کنوّل ہِم کر ادھکائی
ہستی کیہر بَیر - بَیر ہے دُودھ کھٹائی

بھینس گھوڑ سے بیر۔ چور پہرو سے بھائی
پاپ پُنیہ سے بیر۔ اگن اُو بیری پانی
سنتن بہی وچار۔ جگت کی بات نہ مانی
پلٹو ناحق بھونکتا۔ جوگی دیکھے سوان
جگت بھگت سے بیر ہے۔ چاروں جگ پرمان
(پلٹو صاحب)

مایا کیا ہے ؟ اِس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جو ہمیں بھگوان کی طرف سے بے مکھ رکھے۔ وُہی مایا ہے۔ اگرچہ اِس مایا کا اصلی سوُروپ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ صرف بھرم ہے اور جیو کی اپنی ہی چھایا ہے۔ اِس کے سوائے اِس کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی اِس نے اپنا جال اِس قدر مضبوطی کے ساتھ سنسار میں بچھا رکھا ہے۔ کہ جیو بے چارے کو اِس سے چھوٹنا کٹھن ہو گیا ہے۔

دوھا

مور تور کی جیوری۔ بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے۔ جا کے نام آدھار
(کبیر صاحب)

سنتوں کا وچن ہے کہ مایا کیول بھرم۔ وہم۔ اگیان اور بھول کا نام ہے۔ یہ سب نام مایا کے ہیں جن کا اصل میں کچھ بھی سوُروپ نہیں ہے۔ بھول اور بھرم کا نام مایا ہے۔ اگیان اور وہم کا نام مایا ہے۔ جو ہو کچھ بھی نہ۔ اور بھاسے سہی۔ اُس کو اگیان کہتے ہیں اِسی اگیان اور وہم کے جال میں پڑا ہُوا جیو اپنے سوُروپ سے بے خبر ہو رہا ہے اور اپنی ہی چھایا کو دیکھ کر پڑا بھٹکے مانتا ہے۔ جیسے کسی شیش محل میں ایک کتا جا نکلا

تھا۔ وہ جدھر دیکھتا تھا ۔کُتے ہی کُتے دِکھائی دیتے تھے ۔ وہ اُن کُتّوں کو دیکھ کر بھونکنے لگا ۔اُس کے بھونکنے کی آواز سے سارا شیش محل گُونج اُٹھا اور وہ بھونکتے بھونکتے وہیں مر گیا ۔ اَیسے ہی اِس مور نور کی بے سمجھی نے مُنشیہ کو پریشان کر رکھا ہے ۔اِس مور نور کے بندھن کو کاٹنا ہی مایا سے چھُٹکارا پانا ہے ۔

یہ سنسار کیا ہے ؟ صِرف کلپنا اور خیال ہے ۔سنسار اور کچھ بھی نہیں ہے ۔یہ جو کچھ بھی بھاستا ہے، سب کلپنا ماتر ہے اور مُنشیہ کے اپنے ہی من کی پیدا کردہ ہے ۔اپنے خیال سے جیو پھنستا ہے اور اپنے ہی خیال سے چھُوٹتا ہے ۔خیال کمزور ہے تو وہ پھنسا ہُوا ہے ۔اگر خیال پختہ ہے تو وہ آزاد ہے ۔جس کو تم مایا کہتے ہو، وہ اصل میں ہے کیا؟ خیال کی کمزوری کا نام ہی تو مایا ہے ۔ مایا اور کوئی وستو نہیں ہے ۔جیو کی اپنی ہی کمزوری نے اِس کو دبا رکھا ہے ۔اپنی طاقت سے بے خبر ہونے کے کارن ہی یہ دُکھی ہو رہا ہے ۔

اگر مایا کوئی وستو ہو تو جو لوگ نِشچے کے پکّے ہوتے ہیں ۔اُن کے سامنے ٹھہر جائے مگر وہاں تو اِس کی پیش نہیں چلتی ۔ مایا تو ایک اندھیرا ہے ۔جو سُورج کے نہ ہونے کے کارن بھاگ رہا ہے اور سُورج کے پرکاشت ہوتے ہی ناش ہو جاتا ہے ۔ اگر اِس کا اپنا کوئی سَوَرُوپ ہوتا تو سُورج کے ہوتے ہوئے بھی کم سے کم کہیں تو دِکھائی دیتا ۔مگر وہ اُس کے پرگٹ ہوتے ہی اِس طرح بھاگ جاتا ہے کہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں مِلتا ۔اَیسے ہی مایا کا بھی اصلیت میں کوئی سَوَرُوپ نہیں ہے ۔وہ فقط بھرم ہے اور اِسی بھرم جال میں جکڑا ہُوا جیو اپنے سَوَرُوپ سے بھُولا بیٹھا ہے اور ناحق بھٹکے بھیت ہو رہا ہے ۔

کبیر صاحب کی بانی ہے :-

شبد

آپن آپو آپ ہی بسرو ۔ ٹیک

جَیسے سوان کانچ مندر میں ۔ بھرمت بھُوس پھرو

جیوں کیہری بپو نرکھ کُوپ جل ۔تاں میں جائے پرو

اَیسے گج نَکھ پھٹک شِلا کو ۔ پرتیما دیکھ ڈرو
مرکٹ مُٹھی سواد نہ چھوڑے ۔ گھر گھر رٹت پھرو
کہت کبیر نلنی کے سُوآ ۔ کونے توہے پکرو

اَرتھ ۔ یہ جیو کس پرکار اپنے آپ کو بھُول کر دُکھی ہو رہا ہے ۔ جیسے کُتّا شیش محل میں پہنچ کر بھونکتا رہا ۔ اور بھونک بھونک کر مر گیا ۔ جیسے شیر کنوئیں کے اندر اپنی ہی چھایا کو دیکھ کر اُسے دُوسرا شیر جان کر کنوئیں میں کُود پڑا ۔ اور مارا گیا ۔ جیسے ہاتھی سُندر چمکتی ہوئی شِلا میں اپنی ہی مُورت دیکھ کر وہاں اٹک رہا ۔ جیسے بندر ایک مُٹھی چنے کے لوبھ کے پیچھے سدا کے لئے اپنی آزادی کو کھو بیٹھا اور غلامی کی زنجیر میں بندھ گیا ۔ جیسے طوطا ایک نلنی کے اُوپر بیٹھ کر بھرم وش اپنے آپ کو قیدی سمجھنے لگا ۔ یہ جیو بھی اِسی طرح اپنے سوروپ سے بھُول کر جگت جال میں اُلجھ رہا ہے ۔

قِصّہ ہے کہ کِسی بَن میں کچھ کسان کھیت کاٹ رہے تھے ۔ شام ہونے والی تھی ۔ اچانک اُس کھیت میں ایک شیر آ نکلا ۔ کسان آپس میں بول رہے تھے ۔ بھائی جو کھیت کٹ گیا ۔ سو کٹ گیا ۔ اب اِس کو چھوڑو ۔ اور جلدی گھر چلو ۔ کیونکہ سندھیا آنے والی ہے ۔ شیر نے اُن کی باتوں کو سُنا ۔ سوچنے لگا ۔ نہ معلوم یہ سندھیا کِس بلا کا نام ہے جس سے یہ کِسان اِتنے بھئے بھیت ہو رہے ہیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سندھیا مجھے ہی آ دبائے ۔ تھوڑی دیر کے بعد کِسان تو اپنے گاؤں کو چلے گئے ۔ لیکن شیر مارے بھئے کے سہم کر وہیں بیٹھا رہا کہ کہیں سندھیا اِس کو نہ دیکھ لے ۔

اُس رات اُس گاؤں کے کُمہار کا گدّھا گُم ہو گیا تھا ۔ وہ اُس کی تلاش کرتا ہُوا اُسی کھیت میں آن پہنچا ۔ جہاں شیر سندھیا کے بھئے سے چھُپ کر بیٹھا تھا ۔ رات اندھیری تھی ۔ کُمہار نے دُور سے دیکھا ۔ معلوم ہُوا کہ جس کی وہ تلاش کر رہا ہے ۔ وہ گدّھا اِس کھیت میں بیٹھا ہے ۔ اُس نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ ۔ جھٹ پیچھے سے ہو کر دو ڈنڈے اُس کی پیٹھ پر دے مارے ۔ کم بخت ! مَیں تیرے پیچھے شام سے خوار ہو رہا ہُوں اور تُو یہاں کھیتوں میں

موج اُڑاتا پھرتا ہے ۔ ٹھہر تیری خبر اب لیتا ہوں ۔ اتنے میں ڈنڈا اور لگا دیئے ۔ شیر نے جانا بس یہی سندھیا ہے جس کے بھئے سے کسان گھر کو چلے گئے تھے ۔ میں نے بہترا جان بچانے کا جتن کیا ۔ لیکن کہیں سے اِس نے دیکھ ہی لیا ۔ بے چارہ ڈرتا کانپتا ہوا آگے آگے چل پڑا ۔ کمہار نے گھر پہنچ کر اُس کے پاؤں میں ایک رسّی ڈال دی ۔ اور کھونٹے سے باندھ دیا ۔ غریب ساری رات اُس کھونٹے سے بندھا رہا ۔ لیکن جونہی روشنی پرگٹ ہونے لگی ۔ اُس نے اپنی طرف دھیان دیا ۔ او ہو میں تو شیر ہوں اور شیر کے لئے یہ بندھن کیسا ؟ بھرم دُور ہو گیا ۔ اور جھٹ سے اُچھل کر گرجتا ہوا بن کی طرف چل دیا ۔ کیونکہ اب سُورج نکل آیا تھا ۔ اب سندھیا کہاں تھی ۔ سندھیا تو اُسی وقت تک تھی ۔ جب تک سُورج دیوتا نے درشن نہیں دیئے تھے ۔ سُورج کے آتے ہی سندھیا غائب ہو گئی ۔ اصل میں سندھیا کوئی وستو نہیں تھی ۔ اندھیرے کا نام ہی سندھیا تھا ۔ جو روشنی کے ہوتے ہی بھاگ گیا ۔

شلوک

گیان انجن گور دیا اگیان اندھیر بناس
ہر کرپا تے سنت بھیٹیا نانک من پرگاس

گورُو بانی صفحہ ٢٩٣ (سُکھمنی صاحب)

تم سُورج کی طرف منہ کرو ۔ چھایا تمہارے پیچھے ہو جائیگی ۔ لیکن جونہی تمہاری سُورج کی طرف پیٹھ ہوئی کہ چھایا سامنے آ موجود ہوئی ۔ یہی بھید ہے جس کو خاص کر سمجھنے کی ضرورت ہے جس نے اِس بھید کو جان لیا ۔ وہ سہج ہی مایا کے دُکھوں سے چھوٹ گیا اور جس نے اس کو نہیں جانا ۔ وہ جتنا بھی چلے گا ۔ اُتنا ہی اندھیرے میں گر لیگا ۔ اور ٹھوکریں کھاتا رہیگا ۔ بھگتی روشنی ہے اور مایا اندھکار ہے ۔ جوں جوں تم بھگتی کی طرف پاؤں اُٹھاتے چلو گے مایا تمہارے آگے سے ہٹتی جائے گی ۔ اور تم روشنی کے نزدیک ہونے جاؤ گے ۔ لیکن اگر بھگتی کی طرف پیٹھ ہے تو نتیجہ اِس کے خلاف ہو گا ۔

چوپائی:-

رام بھگتی چنتا منی سُندر
بسے گرُوڑ جا کے اُر انتر
پرم پرکاش رُوپ دِن راتی
نہیں کچھُو چاہیئے دِیا گھرت باتی
موہ درِدّر نِکٹ نہیں آوا
لوبھ وات نہیں تاہِں بُجھاوا
پربل اوِدّیا تم مِٹ جائی
ہرہِیں سکل سُلبھ سمُودائی　(رامائن)

اَرتھ- کاک بھُشنڈ جی کہتے ہیں:- مالک کی بھگتی ایک سُندر چِنتا منی کے سمان ہے اے گرُوڑ جی! وہ بھگتی رُوپ چِنتامنی جس کے ہِردے میں براجمان ہو جاتی ہے۔ اُس کے اندر باہر پرکاش ہو جاتا ہے اور وہ پرکاش اِس پرکار کا ہوتا ہے۔ جس کو کچھ دِیا گھرت اور باتی کی ضرُورت نہیں ہوتی۔ چِنتا منی کا گُن ہے کہ وہ پرکاشِت بھی ہوتی ہے اور اگر وہ لوہے سے چھُو جائے تو اُس کو سونا بھی بنا دیتی ہے۔ اِس لئے جہاں اُس بھگتی رُوپی چِنتا منی کا پرکاش ہو جاتا ہے۔ نہ تو وہاں موہ رُوپی کنگال پن رہ سکتا ہے اور نہ لوبھ رُوپی پَوَن اُس کو بُجھا سکتی ہے۔ اور وہ ایسی شمع ہے۔ جس کے پرکاشِت ہوتے ہی اگیان کا اندھکار دُور ہو جاتا ہے۔ اور کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ وغیرہ پتنگے بھی جل کر بھسم ہو جاتے ہیں۔

اِس سے سِدّھ ہُوا کہ جہاں بھگتی ہو گی۔ وہاں موہ نہیں ہو گا اور جہاں موہ ہو گا۔ وہاں بھگتی نہیں ہو گی۔ جیسے رات اور دِن دونوں اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ اَیسے ہی بھگتی اور موہ بھی اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ جو لوگ بھگت بھی کہلاتے ہیں اور ساتھ ہی سنسار کا

موہ بھی رکھتے ہیں۔ انہیں ابھی تک بھگتی کی پوری سمجھ نہیں آئی۔
یہ جیو سنسار کی پدارتھوں کو پا کر اپنے آپ کو بڑا بھاگی سمجھنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ بھگوان کی مجھ پر بڑی دیا ہے۔ لیکن سنت کہتے ہیں۔ یہ اُس کی بھول ہے۔ کیونکہ جو وستوئیں بھگوان سے دور کرنے والی ہیں۔ اُن کو پراپت کر لینے سے بھگوان کی دیا نہیں ہے۔ بھگوان کی دیا اُس پر سمجھنی چاہیئے۔ جس کو وہ اپنے چرنوں کی بھگتی دے۔ کیونکہ مایا وی پدارتھوں کو پا کر منشیہ بھول جاتا ہے۔ اسی کارن سے تو بھگوان اپنے بھگتوں کو مایا جال میں اُلجھنے نہیں دیتا۔ اگر بھول سے بھگت کبھی اُن پدارتھوں کی چاہ کر بھی بیٹھتے ہیں تو وہ پورن نہیں کرتا بلکہ اُس کے ورودھ چلتا ہے۔ اس میں بھی اُس کی دیا کا بھاو بھرا ہوا ہوتا ہے۔
کتھا ہے:- ایک بار بھگت نامدیو جی دوارکا کے درشن کرنے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے تھک گئے۔ چت میں اِسنا پھری کہ اگر اس سمے گھوڑی ہوتی تو سوار ہو کر چلتے۔ کیونکہ پیدل چلتے چلتے کانٹوں سے پاؤں چھلنی ہو گئے تھے۔ تب انتریامی بھگوان نے اُن کے چت کی بات کو جان کر اُسی سمے ایک مُغل کا روپ دھارن کیا۔ اور گھوڑی پر سوار ہو کر اُس بن سے پرگٹ ہو آئے اُس مُغل کو دور سے آتے دیکھ کر بھگت نامدیو جی کے من میں پھری کہ کہیں یہ مُغل مجھ پر کوئی بیگار نہ ڈال دے۔ اتنے میں وہ مُغل روپ بھگوان نکٹ آ گئے۔ مالک کی موج، نکٹ آتے ہی اُن کی گھوڑی پرسوت ہو پڑی۔ تب انہوں نے نامدیو جی کو ڈانٹ کر کہا۔ ارے اس بچھیری کو کندھوں پر اُٹھا لے اور جلدی سے میرے ساتھ ساتھ چل۔ نامدیو جی نے مارے بھئے کے بچھیری کندھوں پر اُٹھا لی اور آگے آگے چل پڑے۔ چلتے بھی جاتے ہیں اور من میں سوچتے بھی جاتے ہیں۔ بھگوان مَیں نے تو چڑھنے کے لئے گھوڑی مانگی تھی، اُٹھانے کے لئے تو نہیں مانگی تھی۔ لیکن اُس مُغل کو دیکھ کر نامدیو جی کے من میں کچھ سندیہہ سا ہو گیا۔ چلتے ہوئے مُڑ مُڑ کر پیچھے کو دیکھتے جاتے تھے۔ پرنتو یہ تو پہلے ہی شُدھ تھا اور شُدھ ہردیہ والے بھگت سے بھگوان اپنے آپ کو کب تک گُپت رکھ سکتے تھے۔ ہنس کر بھگت نامدیو جی نے پوچھا۔ اے گھوڑی کے سوار! آپ کا گھر کہاں ہے؟ تب مُغل روپ بھگوان نے کہا۔ ہم دوارکا نگری میں رہتے ہیں۔ نامدیو جی بولے۔ دوارکا نگری میں مُغل کہاں؟ آپ مُغل نہیں ہیں۔ مَیں

نے پہچان لیا ہے۔ آپ بھگوان ہیں۔ یہ سُن کر بھگوان مُسکرائے۔ تب بھگت نامدیو جی سے رہا نہ گیا۔ مارے خُوشی کے ایک دم اُچھل پڑے اور اُس خُوشی میں مُکھ سے یہ شبد بھی اُچارن کیا:۔

شبد

ہلے یاراں ہلے یاراں خُوش خبری
بَل بَل جاؤں ہوں بَل بَل جاؤں
نیکی تیری بگاری اعلے تیرا ناؤں — اِک رہاؤ
کُجا آمد کُجا رفتی کُجا مے روی
-۱- دوارکا نگری راس بگوئی
خُوب تیری پگری میٹھے تیرے بول
-۲- دوارکا نگری کا ہے کے مغول
چندیں ہزار عالم ایک لکھانا
-۳- ہم چنیں پات ساہ سانولے برنا
اسپت گج پت نرہہ نرند
-۴- نامے کے سوامی میر مکند

(نِرنگ نامدیو جی) گورُو بانی صفحہ ۷۲۷

پھر بھگوان سے بھی نہ رہا گیا۔ اپنا اصلی رُوپ پرگٹ کیا اور دونوں بھُجا پسار کر نامدیو جی

کو کنٹھ کے ساتھ لگالیا۔ بھگوان کے کنٹھ سے لگتے ہی نامدیو جی کے سمپورن دُکھ دُور ہو گئے۔
اور پھر اُسی اوستھا کے اندر بھگوان انتردھیان ہو گئے۔

دوہا

جون چال سنسار کی۔ تون سادھ کی ناہیں
دمبھ چال کرنی کرے۔ سادھ کہو مت تاہیں

بھگتوں کا مارگ 'بھانا' ماننے کا مارگ ہے۔ اُس میں ہر پرکار کی نرمی سختی اور دُکھ سکھ کو سہن کرنا پڑتا ہے۔ جو لوگ گورو کی شرن میں پہنچ کر اُن سے سنسار کی وستوؤں کی اچھیا کرتے ہیں وہ بھگتی کے مارگ میں ابھی انجان ہیں۔ کیونکہ گورو اور شِشیہ کا سمبندھ بھگتی کا ہے۔ گورو کی شرن میں منشیہ سنساری دستوؤں کی خاطر نہیں جاتا بلکہ اُس کا مقصد بھگتی کو پانا ہوتا ہے۔ اِس لئے گورو سے جب کبھی بھی کچھ مانگنا چاہیئے بھگتی اور سیوا کا دان مانگنا چاہیئے۔

دوہا

بھگتی دان موہے دیجیئے۔ گورو دیون کے دیو
اور نہیں کچھو چاہیئے۔ نِس دن تمری سیو (کبیر صاحب)

ایک طرف بھگوان ہیں اور دُوسری طرف مایا ہے۔ مارگ دونوں کُھلے پڑے ہیں جو جس پر چلنا چاہے۔ اُسے اختیار ہے لیکن نتیجہ دونوں کا الگ الگ ہے۔ مایا کا مارگ دُکھدائی ہے اور بھگوان کا مارگ سُکھدائی ہے۔ اگرچہ وہ پہلے کچھ بکھڑا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اَنت تو بھگوان کا مارگ ہے بھگوان کے مِل جانے پر پھر کون سے سُکھ ہیں جو اُس کو نہیں مِل جائیں گے۔ کیول ذرا دھیرج سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ مایاوی سامان چاہے جس قدر بھی پراپت ہو جائیں۔ آخر اِن کا نتیجہ تو کچھ بھی نہیں ہے' وہ آخر تو ناش وان پدارتھ ہی ہیں۔ جو اُنت سمے اپنی بے وفائی اور بے بقائی کو ثابت کر دکھاتے ہیں۔ پر لوک

کی بات تو آگے رہی ۔ اِس لوک میں بھی جَے، بھگتوں کی ہی ہوتی ہے ۔ پرمان موجُود ہیں ۔ وِبھیکشن اور راون دونوں سگے بھائی تھے ۔ راون کے پاس سنسار بھر کی سمپتی تھی اور وِبھیکشن کے پاس کیول ایک بھگوان کی بھگتی تھی ۔ لیکن سپھلتا تو وِبھیکشن کی ہی ہوئی ۔ اگرچہ راون سنسار بھر میں مہا شکتی شالی تھا ۔ مگر اُس کے جیون کا انجام کیسا دُکھ دائیک ہُوا کہ لوگ اُسے آج تک نفرت کی نگاہ سے دیکھتے چلے آتے ہیں ۔ دسہرے کے دِنوں میں اُس کو آگ لگا کر پرسنّ ہوتے ہیں ۔ مٹھائیاں کھاتے ہیں اور پرساد بانٹتے ہیں ۔ یہ مایا وی جیون کا نتیجہ ہے ۔ پرنتو وِدُرّدھ اِس کے بھگتوں کو کتنا آدر کی درشٹی سے دیکھا جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ اُن کو سنسار سے الوپ ہوئے .... سینکڑوں اور ہزاروں برس ہو چکے ہیں لیکن اب تک اُن کی بھگتی کے جھنڈے سنسار میں لہرا رہے ہیں ۔ لوگ اُن کی کتھائیں سُن سُن کر سُکھ مانتے ہیں اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے ۔ کیونکہ جب بھگوان کو بھگتی پیاری ہے تو پھر بھگتوں کی کیرتی سنسار کو کیوں نہ پیاری لگے ۔ یہ بھگتی کا اپنا گُن ہے ۔

رامائن کا کتھن ہے :۔

چوپائی

مایا بھگتی سُنو تم دوؤ   ناری ورگ جانئی سب کوؤ

پُنی رگھوبیر ہیں بھگتی پیاری   مایا کھل نرتکی بچاری

بھگتی ہیں سانکول رگھورایا   تاتے تیہی ڈرپتی اتی مایا

(رامائن)

کاک بھشنڈ جی کہتے ہیں ۔ اے گرڑ جی ! بھگتی اور مایا دونوں بھگوان کی استریاں ہیں ۔ اِن دونوں میں بھگوان کو بھگتی بہت پیاری ہے اور مایا تو اُس کی داسی ہے ۔ جو نٹنی کے سمان اُس کے آگے ناچتی اور تماشا دکھاتی رہتی ہے ۔ بھگتی پر چونکہ بھگوان دیالو ہیں ۔ اِس کارن مایا اُس سے سدا ڈرتی اور کانپتی رہتی ہے ۔

پھر کہتے ہیں:-

چوپائی

رام بھگتی نِرُوپم نِرُوپادھی بَسے جاسُو اُر سدا ابادھی
تہی وِلوک مایا سکُچائی کر نہ سکے کچھُو نِج پربھتائی
(رامائن)

اے گروڑ جی! بھگوان کی بھگتی کی اپار مہما ہے۔ اِس کے مارگ میں مایا کی اُپادھی نہیں ہے۔ یہ بادھا رہت بھگتی جِس کے ہردے میں بس جاتی ہے۔ اُس کو دیکھ کر مایا سکُچاتی ہے اور اپنی چترائی بھُول جاتی ہے۔

جس کو مایا کہا جاتا ہے وہ اصل میں ہے کیا؟ وہ تو بھگتی کی داسی ہے اور جس مایا کے پیچھے سنساری مارے مارے پھرتے ہیں وہ بھگتوں کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے۔ جن کو مالک نے بھگتی کا دھن بخشا ہُوا ہے وہ مایا کو سمجھتے ہی کیا ہیں۔ مایا اُن کو بڑی بھاستی ہے جن کے نیتروں میں دوش ہے۔ پَرکھ پرکھ والے جیو اِس کو کچھ بھی پدوی نہیں دیتے۔

ایک فقیر کا وچن ہے:-

شعر

دُنیا بزُرگ باشد در دیدۂ غلط بیں
اندک بچشمِ آحول بسیار مے نُماید

ارتھ۔ جس پرکار بھینگی آنکھ والے کو تھوڑی وستو بھی بہت بڑی دِکھائی دیتی ہے۔ اُسی پرکار اگیان کے نیتروں سے مایا بڑی معلوم ہوتی ہے۔

ایک اور صاحب فرماتے ہیں:-

شعر
ہمہ چیزے بقا فانی۔ مُیسّر اند یہ در گاہش
چشمِ بینا بقا خواہند۔ فنا خواہند جاہل ہا

اَرتھ - مالِک کی درگاہ سے نِتیہ اور انِتیہ (ستیہ اور استیہ) سب ہی وستوئیں پراپت ہو سکتی ہیں - پرنتو جِن کو مالک نے پَرکھ پرکھ والی آنکھ دی ہے - وہ مالک سے مالک کو ہی مانگتے ہیں - جو سدا امر ہے اور اگیانی جیو ناش وان پدارتھوں کے طلبگار بنے رہتے ہیں

کورَو اور پانڈَو دونوں بھائی تھے - اَرجُن بھگت تھا اور دریودھن پکا سنساری - مہا بھارت کا یُدھ شروع ہونے والا ہے اور یہ دونوں بھائی اپنی اپنی سہائیتا کے لئے شری کرشن مہاراج کے پاس پہنچتے ہیں - بھگوان اُس سمے آرام کر رہے تھے - اَرجُن چرنوں کی طرف بَیٹھ گیا اور دریودھن سرہانے کی طرف ہو بیٹھا - تھوڑی دیر بعد جب بھگوان کی آنکھ کھُلی تو اُن کی درِشٹی پہلے اَرجُن پر پڑی - پُوچھا - اَرجُن ! کیسے آئے ؟ اَرجُن نے ہاتھ جوڑ کر بینتی کی - بھگوان ! یُدھ میں آپ کی سہائیتا چاہتا ہُوں - اِتنے میں دریودھن بھی اُٹھ کر سامنے آگیا اور وُہی پرارتھنا اُس نے بھی کی - بھگوان بولے - تُم دونوں بھائی بھائی ہو - اور دونوں کو اِس یُدھ میں میری سہائیتا کی ضرُورت ہے - مَیں دونوں کو سہائیتا دینے کے لئے تیار ہُوں - کیونکہ تُم دونوں میرے پاس آئے ہو - اور وہ سہائیتا اِس پرکار ہو سکتی ہے کہ ایک طرف تو مَیں اکیلا ہُونگا اور دُوسری طرف سمپُورن لشکر اور یُدھ کا سارا سامان ہوگا - تُم دونوں کو جو پسند ہو - چُن لو - مگر پہلے چناؤ کا حق اَرجُن کا ہوگا - کیونکہ اِس کو ہم نے پہلے دیکھا ہے - دریودھن کی درِشٹی دھن مال پر تھی - اِسے بھئے تھا کہ کہیں اَرجُن یہ نہ مانگ لے - اگر یُدھ کا سارا سامان اَرجُن کے ہاتھ آگیا تو مَیں اکیلے کرشن کو لے کر کیا کرُونگا - لیکن اَرجُن کی درِشٹی تو بہت اُونچی تھی - اُس نے ہاتھ باندھے ہُوئے پرارتھنا کی - کرپا ندھان ! مجھے تو کیول آپ ہی چاہئیں - مجھے اور کسی بھی وستُو کی خواہش نہیں ہے - جب آپ میرے ہو جائیں گے تو مجھے کسی بات کی کمی نہیں رہے گی - یہ سُن کر دریودھن بھی پرسنّ ہو گیا - دونوں کے من کی بھاونائیں پُورن ہُوئیں اور یُدھ شرُوع ہو گیا - اَرجُن کے سہائیک بھگوان ہیں اور دریودھن کی سہائیک کُل فوجیں اور سارا سامان ہے - لیکن جیت پھر بھی اَرجُن ہی کی ہوتی ہے اور ہونی بھی اَوشیہ چاہیئے کیونکہ جس کی طرف آپ بھگوان ہوں - پھر اُس کی جیت کیوں نہ ہو - یہ تو بنی بنائی بات ہے کہ

جے سدا بھگتوں کی ہی ٹہل کیا کرتی ہے اور بھگوان سدا بھگتوں کی ہی رکشا کیا کرتے ہیں بلکہ پاپیوں کو مارنے اور بھگتوں کو سُکھ دینے کی خاطر ہی تو اُن کا اوتار ہوتا ہے۔
گیتا میں بھگوان خود فرماتے ہیں:۔

جب کبھی گھٹتی ہے نیکی اور بڑھتی ہے بدی
مَیں عیاں ہوتا ہُوں عالم میں بشکلِ عنصری ۔۷۔
وقت پر آتا ہُوں مَیں انصاف کرنے کے لئے
قتلِ مُوذی اور بندہ پروری کے واسطے ۔۸۔
(گیتا اِدھیائے ۴)

اِس کا ارتھ یہ ہے کہ:۔
اے ارجن! جب جب دھرم کی ہانی اور ادھرم کا زور ہوتا ہے۔ تب تب مَیں اپنے رُوپ کو رچتا ہُوں۔ اَرتھات پرگٹ کرتا ہُوں۔ (۷)
کیونکہ سادھو پُرشوں کا اُدھار کرنے کے لئے اور دُشٹ پُرشوں کا ناش کرنے کے لئے اتھوا دھرم کی ستھاپنا کرنے کے لئے یُگ یُگ میں میرا اوتار ہوتا ہے۔ (۸)
اِسی پرکار رامائن میں بھی کتھن ہُوا ہے:۔

چوپائی

جب جب ہوئے دھرم کی ہانی　　باڑھیں اسر ادھم ابھیمانی
تب تب پربھو دھر وِوِدھ شریرا　　ہرہیں کرپا ندھی سجّن پیرا
(رامائن)

ارتھ۔ جب کبھی بھی سنسار میں دھرم کی ہانی ہونے لگتی ہے اور نیچ ابھیمانی راکشس پیدا ہو کر بھگتوں کو دُکھ دینے لگتے ہیں تو اُس سمے بھگوان کا بھِن بھِن رُوپوں

میں اوتار ہوتا ہے اور وہ پرگٹ ہو کر اپنے بھگتوں کا کشٹ نوارن کرتے ہیں۔ یہ اُن کا نیم ہے

کُنڈلی

پلٹُو سووے مگن میں۔ صاحِب چوکیدار
صاحِب چوکیدار۔ مگن ہوئی سوون لاگے
دونوں پاؤں پسار۔ دیکھ کے دُشمن بھاگے
جاں کے سِر پر رام۔ تاہیں کو بار نہ بانکے
غافل میں مَیں رہُوں۔ اپنی آپ ہُوں تاکے
ہم کو ناہیں سوچ۔ سوچ سب اُن کو بھاری
چھن بھر پرے نہ۔ بھور لیت ہے خبر ہماری
لاج تجیٔ جن رام پر۔ ڈار دیا سِر بھار
پلٹُو سووے مگن میں۔ صاحِب چوکیدار (پلٹُو صاحِب)

بھگتی کا کیسا سرل اور سُندر مارگ ہے۔ لوک پرلوک دونوں کا بوجھ مالک کے اُوپر دھر دو۔ اور آپ سُکھ کی نیند آرام کرو۔ پلٹُو صاحب کہتے ہیں بھگوان بھگتوں کے چوکیدار ہیں۔ بھلا جس کی چوکیداری بھگوان خود کرتے ہوں۔ اُسے پھر کھٹکے کس بات کا ہے۔ سنسار اگیانی ہے جو ناحق اپنے سِر پر بوجھ اُٹھائے پھرتا ہے۔ جنہوں نے اپنا بوجھ مالک کے کندھوں پر دھر دیا ہے اور آپ اُس کے ہو رہے ہیں۔ اُن کے برابر سُکھی کون ہو سکتا ہے سنسار کے سمپُورن سُکھ اُنہی کے بھاگ میں آ جاتے ہیں۔ یہ جیو دُکھی کیوں رہتا ہے؟ اِس کا یہی کارن ہے کہ وہ آپ مالک بنتا ہے۔ جب مالک بنا تو اُسے حِساب کتاب بھی دینا

پڑے گا اور یہی حساب کتاب دُکھوں کا کارن ہے۔ اس لیئے سنت کہتے ہیں کہ مالک نہیں بننا چاہیئے۔ کیونکہ مالک بننے میں دُکھ ہے اور سیوک بننے میں سُکھ ہے۔ مالک جو ہے سو ہے۔ تم مالک نہیں ہو۔ مایا کو مایا کا پتی ہی سنبھال سکتا ہے۔ تُم مایا کے غلام ہوتے ہُوئے اگر اُس کے پتی بنتے ہو۔ تو یاد رکھو، دھوکا کھاؤ گے اور یہ مایا تُم کو وہ ناچ نچائیگی جو سدا یاد کرتے رہو گے!

دوھا

کبیر مایا ناگنی۔ جگت رہی لپٹائے
اِس کی سیوا جو کرے تِس ہی کو پھر کھائے (کبیر صاحب)

یہ مایا ناگنی ہے۔ اِس کو تو وہ ہاتھ لگائے۔ جو اِس کا منتر جانے۔ جو بِنا منتر جانے اِس کو ہاتھ لگاتا ہے۔ اُس کو یہ ڈنک مار دیتی ہے۔ جس کا وِش انگ انگ اور ناڑی ناڑی میں پرویش کر جاتا ہے اور جنم جنمانتروں تک نہیں مِٹتا۔

دوھا

مایا تو ٹھگنی بھئی۔ ٹھگت پھرے سب دیس
جس ٹھگ نے ٹھگنی ٹھگی۔ تِس ٹھگ کو آدیس
(کبیر صاحب)

یہ مایا اَتی ٹھگنی ہے۔ اِس نے سمپورن سنسار کو ٹھگ کھایا ہے۔ سارا سنسار اِس کی غلامی کے بندھن میں بندھ رہا ہے۔ لیکن جس ٹھگ نے اِس ٹھگنی کو ٹھگ لیا ہے۔ اُس ٹھگ کے داس بن جاؤ۔ یہی اُتم یُکتی اِس ٹھگنی سے بچنے کی ہے۔

یتھا

چوپائی
نٹ کرت کپٹ وِکٹ کھگ رایا
نٹ سیوکہیں نہ ویاپے مایا (رامائن)

اُرتھات - جیسے مداری کے کپٹ کے کھیل کا مداری کے سیوک پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایسے ہی بھگوان کی مایا کا بھگوان کے داس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اِس لئے سنت بار بار اُپدیش کرتے ہیں کہ داس بنو۔ کیونکہ مالک بننے میں ہزار بلائیں تمہارے سِر پر موجود رہیں گی۔ جن کا سامنا تم کو خود کرنا پڑے گا۔ اور داس بننے میں تمہاری چِنتا تمہارے مالک کو ہوگی۔ اور تم ہر خطرے سے محفوظ ہو جاؤ گے!

دوھا

جہاں جہاں بچھا پھرے۔ تہاں تہاں پھرے گائے

کہے ملوک جہاں سنت جن۔ تہاں رمیا رائے

(ملوک داس جی)

لیکن یہ بات تب ہی ہو سکتی ہے۔ جب من میں بھگتی کا پورا آدر ہو۔ ارتھات بھگتی کو دل دیا جائے اور مایا کو اُس کے اوپر نچھاور کر دیا جائے۔ راجہ بلی کی کتھا کو آپ نے سُنا ہوگا۔ بھگوان سادھو کے رُوپ میں اُس کے دُوار پر جاتے ہیں۔ اور کُٹیا کے لئے اڑھائی پگ پرتھوی کا دان مانگتے ہیں۔ راجہ بلی بھگت ہے۔ وہ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے مگر یہ بات اس کے پروہت شکر آچاریہ کے لئے برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ وہ اِس شُبھ کارج میں وِگھن ڈالنا چاہتا ہے اور کہتا ہے۔ اَے راجن اِس سادھو کو دان مت دو۔ یہ کیول اڑھائی پگ پرتھوی ہی نہیں ——— اِس بہانے یہ سادھو آپ سے سب کچھ چھین لیگا۔ یاد رکھو سادھو کو مُنہ لگانا اپنا سب کچھ کھو بیٹھنا ہے۔ اگر آپ نے اڑھائی پگ پرتھوی اِس کو دے دی تو یُوں سمجھو کہ سب کچھ آپ کے ہاتھ سے چلا گیا۔ راجہ بلی کو اپنے پروہت کے اِس پرکار کے وِچار دیکھ کر ایک بات سوچنے کے لئے بل جاتی ہے۔ وہ اُتم سنسکاری تھا۔ سوچنے لگا۔ سب کچھ لے لینا تو بھگوان کا کام ہے۔ سادھو تو سب کچھ لے نہیں سکتا۔ اگر یہ سادھو ہے تو اِسے صرف چھوٹی سی کُٹیا کے لئے دھرتی چاہیئے۔ اِس سے اَدھک اِس نے کرنی ہی کیا ہے اور مجھے اِس کے دینے میں ہانی ہی کون سی ہے؟ اور اگر بھگوان ہیں تو مجھے اور چاہیئے

ہی کیا ۔۔۔ ؟ جب بھگوان آپ اپنی وستو کو سنبھالنے آیا ہے تو یہ بڑے بھاگیہ ہیں - دونوں صورتوں میں نقصان تو ایک طرف بھی نہیں ہے ۔ نہ جانے پروہت جی کی سمجھ میں کیا فرق آگیا ہے -

دوہا

میرا مجھ میں کچھ نہیں - جو کچھ ہے سو تور
تیرا تجھ کو سونپتے - کیا لاگے گا مور (کبیر صاحب)

آخر راجہ بلی نے شکر آچاریہ کی بات نہ مان کر سادھو کو اڑھائی پگ پرتھوی دان کر دی وہ سادھو کیا تھا ؟ بھگوان نے خود آپ سادھو کا روپ دھارن کیا تھا اور اپنے بھگت کو مایا کے بندھنوں سے مکت کرنے کے لئے آیا تھا - کیونکہ مایا سے چھٹکارا بھی مایا کا پتی ہی دلائے اور کس کی شکتی ہے جو اس کے پھندے سے آزاد کر سکے - جب سنکلپ ہو چکا تو سادھو روپ بھگوان نے اپنا اصلی سوروپ پرگٹ کیا اور اڑھائی پگوں کے اندر اس کا تن - من - دھن سب ماپ لیا - لوگ کہیں گے کہ اب راجہ بلی کے پاس تو کچھ بھی نہ رہا - لیکن نہیں - جس کے پاس کچھ بھی نہیں رہا - اسی کا سب کچھ ہو گیا - کیونکہ جو اپنے پاس سب کچھ رکھتے ہیں وہ دراصل کچھ بھی نہیں رکھتے - اور جو اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے - سب کچھ انہیں کے ہاتھ آتا ہے - یہ بھید ہے - جس کو سنسار میں بہت کم آدمی سمجھتے ہیں -

دوہا

گھر راکھے گھر جات ہے - گھر جارے گھر ہوئے
جیسے باتی دیپ کی - کٹ اجیارا ہوئے

اتہاس کہتا ہے کہ اس کے بعد راجہ بلی کو پاتال کا راج دیا گیا اور بھگوان خود ہمیشہ کے لئے اس کی حفاظت کے ذمہ دار بن گئے -

سنتوں کی بانی ہے :-

واک

جس کی وست تس آگے راکھے
پربھ کی آگیا مانے ماتھے
اُس تے چوگُن کرے نہال
نانک صاحب سدا دیال

گورُو بانی صفحہ ۲۶۸ (شکھمنی صاحب)

یہ بھگتی کا سَودا کچھ اِس پرکار کا بیوپار ہے - جس کے اندر ہانی تو نام کے لئے بھی نہیں ہے - ہر طرف لابھ ہی لابھ ہے - اور بھگوان کی راہ پر چلنے والوں کے تو دونوں ہاتھوں میں لڈّو ہیں -

دوھا

باجی لاؤں رام سے، پلٹو دوؤ بِدھ رام
جو ہارُوں تو رام کی، جو جیتوُں تو رام (پلٹو صاحب)

پلٹُو صاحب کہتے ہیں :- میں نے اپنے بھگوان کے ساتھ بازی لگادی ہے - اگر ہار جاؤں تو میں بھگوان کا - اور اگر جیت جاؤں تو بھگوان میرے - اب بتاؤ - ہانی کس صورت میں ہے؟
اُوپر ورنن ہُوا ہے کہ بھگتی اور مایا دونوں بھگوان کی اِستریاں ہیں اور دونوں کا آپس میں اِختلاف ہے - جیسے کسی پُرش کی دو اِستریاں ہوں اور وہ ایک کے ساتھ اِدھک پریم کرے تو دُوسری اُس کے ساتھ اِیرشا رکھنے لگ جاتی ہے - بھگوان کا چُونکہ بھگتی کے ساتھ اَدِھک پریم ہے - اِس کارن سے مایا اُس کے ساتھ دُشمنی رکھتی ہے اور جہاں تک اُس کا وَش چلتا ہے - بھگت کو بھگتی سے بےمکھ کرنے کے لئے داؤ پیچ لڑاتی رہتی ہے اور کبھی کبھی

سنساریوں کی بجائے بھگتوں کو اَدھک تنگ کرتی ہے۔ کارن یہ کہ سنساری اُس کے پنجے میں پھنسے ہُوئے ہیں اور بندھن میں بندھ رہے ہیں۔ اُن کا تو اِس کو کوئی بھئے نہیں ہے اور بھگت چونکہ اُس کے بندھن سے چھُوٹ کر اُوپر جانا چاہتے ہیں۔ اِس لئے وہ اُن کے مارگ میں وِگھن ڈالتی رہتی ہے۔ یہ مانی ہُوئی بات ہے اور لگ بھگ ہر ستسنگی پر گذرتی ہوگی کہ جب کبھی بِرتی کسی دُنیاوی کام میں لگی ہوتی ہے تو کوئی بھی دُوسرا وِچار اُس سمے نہیں ستاتا۔ لیکن جونہی بھجن پر بیٹھو تو طرح طرح کے نقشے سامنے آموجُود ہوتے ہیں۔ جو خیال کبھی سوپن میں بھی نہیں آیا کرتے۔ وہ بھجن کے سمے دماغ میں چکّر لگانے لگتے ہیں۔ یہ سب مایا ہی ہوتی ہے۔ جو بھِن بھِن رُوپ دھارن کرکے بیچ میں آکھڑی ہوتی ہے اور ابھیاسی کی سُرتی کو بکھیر کر اُسے چنچل بنا دیتی ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی کہ جیو اُس کے پنجے سے چھُوٹ جائے۔ اِس کارن سے جب کبھی بھی جیو کو پرمارتھ کی اُنتی کا مَوقع ہاتھ آنے لگتا ہے اور ست گُورو دَیا کرکے اُسے اُنتی کا مَوقع دیتے ہیں۔ تو اُس سمے مایا اپنا سارا زور لگاتی ہے اور اُس کے راستے میں بناوٹی دُھوئیں کے پہاڑ کھڑے کرکے اُسے ڈراتی ہے پرنتو جو ست گُورو کا سچّا داس ہوتا ہے۔ وہ اُس کی چالوں کو جانتا ہُوا اُس کے چکّر میں نہیں آتا۔ اور جس میں داس بھاو کم ہوتا ہے۔ وہ بےچارہ پھنس جاتا ہے اور اُس انمول مَوقع کو ہاتھ سے کھو بیٹھتا ہے۔ اِس لئے بھگت کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ہر سمے ہوشیار رہے۔ نہیں تو مایا اُسے ایسا دھکّا دیگی کہ اُسے خبر تک بھی نہیں ہوگی اور وہ اندر ہی اندر بھگتی سے کروڑوں کوسوں کی دُوری پر جا گریگا۔ یہ ایسی پربل شترو ہے جس کا سامنا سوائے ستگُورو کی سہائتا کے مہا کٹھن ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے یہ بھگتی کی مہا وَیرن ہے۔

کُنڈلی

گُورو کی بھگتی اور مایا۔ جیوں چھُری تربُوز
جیوں چھُری تربُوز۔ کُشل دووَ بِدھی ناہیں
گِرے گِرائے۔ گھاو لگے تربُوزے ماہیں

کنک کامنی بڑی - دوؤ ہیں تیچھن دھارا
تب بچے تربوز - رہے چھری سے نیارا
چھوٹ بڑا قتل عام - نہیں چھری کو دایا
بچے دو یکی سنت - گئے جن انگ لگایا
پلٹو اُن میں بیر ہے - پڑے نہ مورکھ بوجھ
گورو کی بھگتی اور مایا - جیوں چھری تربوز

(پلٹو صاحب)

گورو کی بھگتی اور مایا اِن دونوں کا چھری اور تربوز کا سا برتاؤ ہے - مایا چھری ہے - اور بھگتی تربوز ہے - اگر چھری تربوز پر گرے تو بھی تربوز کٹے - اگر تربوز چھری پر گرے تو بھی تربوز کٹے - ایسے ہی مایا کے ساتھ چھونے سے بھگت کی دونوں صورتوں میں ہانی ہے - اِس لئے جہاں تک بن سکے - اِس سے بچ کر رہنے ہی میں کشل ہے - کیا چھوٹے کیا بڑے اِس نے سب کو گھایل کر دیا ہے - اِس سے کون بچے ہیں ؟ جو دو یکی سنت ہیں - جنہوں نے اِس کے بھید کو سمجھ لیا ہے اور جو اِس کے برتاؤ کی بکتی جانتے ہیں - ورنہ اگیانی جیو تو رات دن اِس کے غلام ہو رہے ہیں - مایا کو کون اچھا کہتا ہے - سب لوگ اِسے بُرا ہی سمجھتے ہیں لیکن یہ بُری ہوتی ہوئی بھی سب کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہے - کسی کو بھی اِس سے چھٹکارا نہیں ہے - یہ وہ وِش ہے جس کے اوپر کھانڈ لپیٹی ہوئی ہے - اور کھاتے ہی انگ انگ میں اپنا زہریلا اثر پیدا کر دیتی ہے - سب اِسی کے مارے مرے جا رہے ہیں - کسی کو کسی روپ میں ڈنک مارتی ہے اور کسی کو کسی روپ میں آ دباتی ہے - دھنیہ ہیں سنت - جنہوں نے اِس ناگنی کو بس میں کر رکھا ہے - یا دھنیہ اُن کے سیوک ہیں - جو اُن کی چھایا تلے آ کر اِس ناگنی کی گھاتوں سے محفوظ ہو گئے ہیں - سوائے اِس کے اور کوئی بھی راستہ اِس سے بچنے کا نہیں ہے - گرنتھوں میں لکھا ہے کہ جگیاسو کو مایا کا تیاگ کرنا چاہیئے - لیکن لوگ تیاگ کے

ارتھ کو نہیں جانتے کہ مایا کا تیاگ کیسے ہوتا ہے۔ نیچے اس آشے پر ایک کتھا ورنن کرتے ہیں:-

ایک مہاتما ایک سیٹھ کے گورو تھے۔ وہ اکثر اُس سیٹھ کو اس طرح کا اُپدیش کرتے رہتے تھے کہ بھائی جس سُکھ کی منشیہ کو خواہش ہے۔ وہ سُکھ مایا کے تیاگ میں ہے۔ لیکن سیٹھ اس بات کو ماننا نہیں تھا۔ وہ کہتا تھا۔ مہاراج! ہم گرہستی آدمی ہیں۔ ہم تو ایک قدم بھی مایا کے بنا نہیں چل سکتے۔ ہاں! آپ کی بات اور ہے۔ آپ سادھو ہیں۔ آپ چاہے مایا کو پاس رکھیں یا تیاگ دیں۔ آپ کے لئے تو دونوں باتیں ایک سمان ہیں۔ مگر میں اپنے بارے میں تو ضرور یہ کہونگا کہ ہمارا تو مایا کے بنا ایک پل بھی گذارنا مشکل ہے۔ مہاتما کا اُپدیش اُس کے دماغ میں بیٹھتا نہیں تھا۔ آخر مہاتما نے سوچا کہ اس کو عملی کارروائی سے سکھانا چاہیئے۔ یہ سوچ کر انہوں نے سیٹھ کو اپنے ساتھ لیا اور دونوں تیرتھ یاترا کے بہانے گھر سے نکل پڑے۔ چلتے چلتے راستے میں ایک ندی پڑی۔ اُس سے پار اُترنے کے لئے دونوں ناؤ میں بیٹھ گئے۔ ملاح نے مہاتما کو تو سادھو جان کر کچھ نہ کہا۔ لیکن سیٹھ سے ملاحی مانگی۔ سیٹھ کے پاس مایا تھی۔ اُس نے جھٹ کھول کر ملاحی چکا دی۔ جب پار گئے۔ تو سیٹھ نے مہاتما کے آگے بینتی کی۔ سوامی جی آج میری بات سچ ہوئی۔ آپ روز کہا کرتے تھے کہ مایا کے تیاگ میں سُکھ ہے۔ اگر میں نے آپ کی بات کو مان لیا ہوتا اور مایا تیاگ دی ہوتی تو آج ندی سے پار کیسے ہو سکتے تھے؟ یہ سُن کر مہاتما مسکرائے اور کہنے لگے۔ بھائی! بات تیری سچی نہیں۔ بات ہماری سچی ہے۔ یہی تو ہمارا اُپدیش تھا۔ جس پر آج تو نے عمل کیا ہے۔ مایا کا تیاگ کرنے سے تو تو پار ہوا ہے۔ اگر مایا کا تیاگ نہ کرتا تو پار کیسے ہو سکتا تھا۔ ہم تو روز یہی تمہیں سکھاتے تھے۔ لیکن تیری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ پیارے! تیاگ اس کا نام نہیں ہے کہ تم مایا کو ندی میں پھینک دو۔ یا یونہی بے ارتھ لُٹا دو۔ اصل تیاگ یہ ہے کہ تم مایا کو پار ہونے کے راستے میں خرچ کرو۔ اس کو دے کر بھگتی خرید و۔ اور سچا سودا کرو۔ جھوٹے سودے تو سارا سنسار کر رہا ہے مگر تم سچے سودے کا بیوپار کرو!

دوھا

مایا دو پرکار کی، دوؤ چلائے راہ
ایک ملائے رام کو، ایک نرک لے جاہ

اِس مایا سے دو پرکار کے کارج ہو سکتے ہیں۔ یہی مایا منشیہ کو بھگوان کے چرنوں تک پہنچاتی ہے اور یہی مایا اِس کو نرک گامی بناتی ہے۔ صرف اِس کے برتنے میں بھید ہے۔

دوھا

کبیر مایا رُوکھڑی۔ دُو پھل کی داتار
کھاوت خرچت مُکتی دے۔ سنچت نرک دوار

مایا ایک برکش ہے۔ جس کے دو پھل ہیں۔ جو اِسے کھاتا خرچتا ہے۔ اُس کو مُکت کر دیتی ہے اور جو اِسے اکٹھا کرتا ہے۔ اُسے نرک میں لے جاتی ہے لیکن اِس میں بھی کچھ بھید ہے۔ جو اگلے دوہے میں کھولتے ہیں۔

دوھا

کھان خرچن بہو انترا۔ من میں دیکھ وچار
ایک کھلاوے سادھ کو۔ ایک ملاوے چھار

کھانے خرچنے میں بھی بڑا فرق ہے۔ اگر یہی کھانا خرچنا ہے۔ جیسے عام لوگ کھا خرچ رہے ہیں۔ تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔ یہ تو جسمانی خوراک ہے۔ جسے پشو بھی کھاتے ہیں لیکن رُوحانی خوراک وہ ہے کہ مایا کو ست سنگ میں خرچ کیا جائے۔ یہی تو بھگتوں اور سنساریوں میں فرق ہے۔ سنساری مایا کو وِشے وِکاروں میں خرچ کرتے ہیں اور بھگت پرمارتھ پر لگاتے ہیں۔ سنساری اِس کے بدلے موہ خریدتے ہیں اور بھگت اِس کے بدلے بھگتی کا دھن اکٹھا کرتے ہیں۔ سودا دونوں ہی کرتے ہیں۔ مگر ایک سچّا سودا ہے اور دُوسرا جھوٹا سودا ہے۔

یہ کتھا عام پرسدھ ہے کہ شری بابا نانک دیو جی مہاراج ابھی بال پن کی اوستھا ہی میں تھے کہ پتا کالو نے اُن کو بیس۲۰ روپے دے کر کچھ سودا خریدنے کے لئے پردیس میں بھیجا اور کہا بیٹا! کھرا سودا کرنا۔ اِس کھرے سودے کا بھاو یہ تھا کہ کوئی ایسی وستو خرید کرنا لابھ دائیک ہو۔ اربھات بیس۲۰ روپوں کے پچیس۲۵ یا بتیس۳۲ بن جائیں اور ساتھ بھائی بالے سِندھو کو بھیجا۔ کہ نانک ابھی انجان ہے۔ اِس کو پوری سمجھ نہیں ہے۔ تم اِس کے ساتھ رہنا اور اِس بات کا خیال رکھنا کہ جو چیز خرید کی جائے وہ نفع مند ہو۔

آس سمے بیس۲۰ روپے بھی بہت ہوا کرتے تھے۔ آج کل کی سی حالت نہیں تھی کہ بیس۲۰ روپوں سے بیس آدمی ایک سمے پر بھوجن بھی نہیں کھا سکتے۔

پتا کی آگیا پاکر گھر سے نکل پڑے۔ بھائی بالا ساتھ ہو لیا۔ اور چلتے چلتے ایک ایسی جگہ جا پہنچے۔ جہاں ست سنگ ہو رہا تھا اور بہت سے مہاتما لوگ جمع تھے۔ یہ بھی ست سنگ میں بیٹھ گئے۔ ست سنگ سماپت ہونے پر اپنے ساتھی سے کہنے لگے۔ بھائی بالا! اگر تیری صلاح ہو تو یہ بیس۲۰ روپے سنتوں کے بھنڈار میں خرچ کر دیئے جائیں۔ پتا کی بھی آگیا ہے کہ کھرا سودا کرنا۔ کیا اِس سے بڑھ کر اور کوئی کھرا سودا ہے؟ بھائی بالا چپ رہا۔ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد بولا۔ مہاراج! جیسے آپ کی موج۔ بھاو یہ کہ وہ بیس۲۰ کے بیس روپے سنتوں کی سیوا میں خرچ کر دیئے اور آپ گھر لوٹ آئے۔ جب گاؤں ایک میل رہ گیا تو بھائی بالے کو گھر بھیج دیا اور آپ وہاں بھجن کرنے بیٹھ گئے۔ بھائی بالا گھر پہنچا۔ پتا کالو انتظار میں تھے کہ کب میرا پُتر نفع کما کر گھر آتا ہے۔ پرنتو جونہی بالے کے مکھ سے سنتوں کی سیوا کا حال سُنا تو کرودھ سے آگ بگولہ ہو گئے۔ ایک چھڑی اٹھالی اور جس جگہ آپ بھجن کر رہے تھے وہاں پہنچے۔ اور مار مار کر شریر کا رنگ لال بنا دیا۔ کومل شریر پر چھڑیوں کے نشان جم گئے۔ لیکن آپ نے چوں تک نہیں کی۔

جس کے جیسے خیال اُس کا ویسا حال۔ پتا اور پُتر کے وچاروں میں دھرتی اور آکاش کا فرق تھا۔ مگر آج اُنہی بابا نانک دیو جی مہاراج کی بھگتی کے پیچھے لوگ اُن کے پتا کا نام بھی شردھا اور سنمان کے ساتھ لیتے ہیں کہ دھنیہ ہیں پتا کالو۔ جن کے گھر میں بابا نانک دیو جی

مہاراج کا اوتار ہوا ۔ یہ سب بھگتی کی مہما ہے تو جو لوگ بھگتوں کی ریس بھی کرتے ہیں اور ساتھ ہی لوک لاج سے بھی ڈرتے ہیں ۔ وہ اس مارگ میں سپھلتا نہیں پا سکتے ۔

دوھا

گورو بھگتی اَتی کٹھن ہے ۔ جیوں کھانڈے کی دھار
ڈگ مگ کرے تو گر پڑے ۔ نشچل اُترے پار

گورو کی بھگتی کا مارگ اَتی کٹھن ہے ۔ اس پر چلنا ایسا ہے ۔ جیسے تلوار کی دھار پر چلنا ہے ۔ اگر بھگت کی چال ڈانواں ڈول ہوگی تو وہ کٹ جائے گا اور اگر اڈول رہے گا ۔ تو نشچے دُھر ستھان پر جا پہنچے گا ۔ پھر کہتے ہیں :-

دوھا

گورو بھگتی اَتی سُگم ہے ۔ تیرا چلن ابیڑا
ناچ نہ جانے باوری ۔ کہے آنگن ٹیڑھا

گورو بھگتی کا مارگ اَتی سُگم ہے ۔ پر شرط یہ ہے کہ تجھے اِس پر چلنے کا ڈھنگ آ جائے ۔ جب ڈھنگ سیکھ لیا تو اِس جیسا اور کوئی بھی آسان مارگ نہیں ہے ۔ صرف اِس کے بھید کو جاننا ضروری ہے ۔ پھر راستہ آپ سے آپ طے ہوتا جائیگا اور وہ بھید کیول من کی سچائی ہے ۔ اگر تیرا برتاؤ گورو کے ساتھ سچائی سے ہوگا ۔ تو تجھے برا بھگتی ملے گی ۔ لیکن اگر من میں بال بھر بھی مَیل ہوگی تو رنگ نہیں چڑھے گا ۔

سنت فرماتے ہیں :-

شبد

-۱- دِلوں محبت جِن ، سیئی سچیا ۔ جن من ہور مکھ ہور سے کاڈھے کچیا
رتے عشق[1] خدائے رنگ دیدار کے ۔ وسریا جن نام تے بھوئے[2] بھار تھیئے ۔ اِک رہاؤ

[1] عشق [2] دھرتی ۔ زمین

(۲) آپ لئے لڑ لائے در درویس سے ۔ تن دھن جنہندی ماؤ آئے سپھل سے
(۳) پروردگار اپار اگم بے انت تو ۔ جناں پچھاتا سچ چماں پیر منہ
(۴) تیری پناہ خدائے تو بخشندگی ۔ شیخ فریدے خیر دیجے بندگی

گورو بانی صفحہ ۴۸۸ (فرید صاحب)

سنسار میں نہ کوئی کام کٹھن ہے نہ سگم ہے ۔ منشیہ کا خیال ہی کام کو سرل بنا دیتا ہے اور خیال ہی اُسے کٹھن سمجھنے لگتا ہے ۔ خیال کمزور ہے تو تنکا بھی پہاڑ کے سمان نظر آتا ہے ۔ اگر خیال پختہ ہے تو ویسی پہاڑ تنکا بن جاتا ہے ۔ سنسار میں جتنے کام بھی ہوتے ہیں سب خیال کی طاقت سے ہوتے ہیں ۔ یہ سنسار خود خیالی ہے ۔ منشیہ خیال ہی سے اِس میں پھنستا ہے اور خیال ہی سے چھوٹتا ہے ۔ خیال کا رُخ باہر مکھ ہُوا تو سنسار رچا گیا ۔ جب خیال باہر سے سمٹ کر اندر کی طرف جھکا ۔ تو سنسار مٹ گیا ۔ یہ خیال ایک بیج ہے جس کے دو پھل ہیں ۔ ایک مایا اور دوسرا بھگتی ۔ اگر خیال مایاوی ہے تو اِسے پھل بھی مایاوی لگے گا ۔ اور اگر خیال کے اندر بھگتی کا بیج ہے تو پھل بھی بھگتی کا ہوگا "جیسا خیال ویسا حال" تمہارا جیسا سنکلپ ہوگا، ویسی ہی تمہاری سرشٹی بھی ہوگی ۔ یہاں ہر ایک جیو کی اپنی اپنی سرشٹی اور اپنی اپنی دنیا ہے اور وہ اُس کے اپنے سنکلپ کے انوسار ہوتی ہے ۔ جس نے جیسا سنکلپ اُٹھایا ۔ اُس کی ویسی دنیا بن گئی ۔ یہ قدرتی نیم ہے ۔ جس کے وچار شُبھ ہوں گے اُس کی دنیا بھی شُبھ ہوگی ۔ جس کے وچار اشُبھ ہونگے اُس کی دنیا بھی ویسی ہی ہوگی یہی کارن ہے کہ سنت مت میں گورو کی ضرورت پر اور گورومت کو گرہن کرنے پر ادھک زور دیا جاتا ہے کہ سیوک اُن کی موج کے آسرے چلتا ہوا سہج ہی شُدھ سنکلپ والا بن جاتا ہے ۔

کتھا ہے :- کوئی مسافر گرمی کے موسم میں سفر کر رہا تھا ۔ وہ چلتے چلتے ریگستان میں جا پہنچا ۔ جیٹھ کا مہینہ تھا ۔ دھوپ سخت پڑ رہی تھی ۔ اوپر سورج اور نیچے پرتھوی تپا رہی تھی ۔ میلوں تک چھایا اور پانی کا نام تک نہیں تھا ۔ وہ چلتے چلتے تھک بھی گیا تھا اور ساتھ ہی بھوک پیاس نے بھی اُسے ویاکل کیا ہُوا تھا ۔ تھوڑی دور جانے پر آگے ایک برکش دکھائی

لہ درویش فقیر ۲ لہ پروردگار ۳ لہ بخشندگی ۴ لہ شیخ فرید دان

دِیا۔ اُسے دیکھتے ہی اُس کو کچھ اچنبھا ہُوا۔ چلتے چلتے اُس کے پاس پہنچا۔ وہ برِکش کلپ برِکش تھا۔ اُس کے نیچے جا کر اُسے خیال ہُوا کہ پیاس لگی۔ اگر کہیں پانی بھی مِل جاتا تو اچھا ہوتا۔ سنکلپ اُٹھانے کی دیر تھی کہ سامنے ایک گنڈ پانی کا بھرا ہُوا دِکھائی دِیا۔ خوب نہایا دھویا اور پانی پیا۔ پھر اُس کے من میں کھانا کھانے کا سنکلپ پیدا ہُوا۔ پھرنا پھرتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ تھالی میں بھوجن گرم تیار ہے۔ خوب پیٹ بھر کر کھایا اور ترپت ہُوا۔ سفر کا تھکا ہُوا تھا۔ بھوجن پانے کے بعد اُس کے من میں یہ واسنا پیدا ہُوئی کہ جس پرکار پانی مِل گیا۔ روٹی مِل گئی۔ اب اگر ایک کھاٹ بھی مِل جاتی تو کچھ دیر سو بھی لیتا۔ خیال کرنے کی دیر تھی۔ فوراً ایک نِوار کا پلنگ سامنے دِکھائی دِیا۔ اُس پر لیٹ گیا اور خوب نیند بھر کر سویا۔ جب آنکھ کھُلی تو شام پڑ گئی تھی۔ من میں خیال آیا کہ یہاں نہ کوئی منشیہ نہ منشیہ کی ذات۔ نہ بستی ہے نہ گھر۔ بیابان جنگل ہے۔ اگر اِس سمے کہیں سے شیر آ جائے اور مجھے آ دبائے تو پھر کیا کرونگا؟ سوچنے کی دیر تھی۔ ایک طرف سے گرجتا ہُوا شیر اُس پر آ جھپٹا اور اُس کا گلا دبا کر پھاڑ ڈالا۔ افسوس! اگر اُس سمے اُس کو گورو کا خیال آ گیا ہوتا تو وہ آتے ہی اُسے تار دیتا۔ لیکن یہ بات کہاں؟ خیال کا بیج جو مرتیو کا تھا۔ تو پھل بھی مرتیو کا ہی لگنا تھا وہ اُس کو جیون کی طرف کیسے لے جا سکتا تھا۔

وہ کلپ برِکش جھوٹا ہو، یا سچا۔ اِس سے مطلب نہیں ہے۔ بھاو صرف اصلیت کو نشچے کرانے کا ہے۔ حقیقت میں منشیہ کا اپنا خیال ہی کلپ برِکش ہے۔ خیال جیون کا ہے تو اُسے جیون پراپت ہوگا۔ اور اگر خیال مرتیو کا ہے تو وہ اُسے مرتیو کے گھاٹ پر لے جائیگا۔ یہ خیال ہی ہے جو جیو کو نیچ سے نیچ یونیوں کے اندر گھسیٹتا ہُوا چکر کاٹتا رہتا ہے۔ جس کے من میں جس وستو کی لگن ہوتی ہے وہ ضرور اُسے مِل کر رہتی ہے۔ درڑھ وشواس والے کی قدرت سہایک ہے۔ لگن درڑھ ہونی چاہیئے۔ پھر کوئی ایسی مشکل نہیں جو آسان نہ بن سکے۔ اُن بھگتوں میں کونسی شکتی ہوتی ہے جو بیٹھے بیٹھے بھگوان کو وہیں بُلا لیتے ہیں۔ دھنّے میں کیا طاقت تھی کہ اُس نے پتھر سے پرگٹ کر دِکھایا۔ یہ سب خیال ہی کی طاقت تھی ہمارے پراچین اتہاس میں ایک پانچ برس کا چھوٹا سا بچہ سوتیلی ماں کے طعنہ لگنے پر

اکیلا گھر سے نکل پڑتا ہے۔ مارگ میں مایا بہترے لوبھ اُس کو دکھاتی ہے اور اپنے جال میں پھنسانے کا یتن کرتی ہے مگر وہ راج پاٹ کے اُن سمپورن سُکھوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔ اور اپنے دل میں اونچی ہمت رکھتا ہوا اپنے اُدیشیہ میں سپھلتا پراپت کر لیتا ہے۔ وہ بچہ کون تھا؟ دھرو تھا۔ جس کی سچائی اور درڑھتا کا آج سنسار میں جھنڈا لہرا رہا ہے۔

جس مُکتی کی تم کو تلاش ہے۔ وہ کہاں ہے؟ وہ تمہارے خیال ہی کے آدھین ہے۔ کیول تمہارا سنکلپ مُکتی کا ہونا چاہیئے۔ پھر مُکتی کا دوار دُور نہیں ہے۔ تم رات دن ایشور کے ملاپ کے لئے رٹ لگائے رہتے ہو۔ لیکن درشن اُس کے پھر بھی نہیں ہوتے کارن کیا ہے؟ کیا اِس بات پر کبھی دھیان بھی دیا ہے یا نہیں؟ ذرا اپنے اندر جھانکی تو مارو۔ اِس کا اُتر تم کو اندر ہی سے مل جائیگا۔ سچ بتاؤ! جتنی لگن منشیہ کو سنسار کے پدارتھوں میں ہے۔ اُتنی ایشور کے ساتھ ہے؟ اگر نہیں تو تم آپ سوچ سکتے ہو کہ اِس کا کیا پھل ہونا چاہیئے؟ ایشور کوئی انجان بالک نہیں ہے کہ منشیہ اُسے باتوں سے پرسنّ کرے۔ وہاں بھی من کو نچھاور کرنا پڑتا ہے۔ دل تو دے رکھا ہے سنسار کو۔ اور ملاپ چاہتا ہے ایشور کا۔ یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔

دوہا

جِتنا ہیت کُٹمب سے۔ اُتنا ہری سے ہوئے
چلا جائے بیکُنٹھ میں۔ پلّہ نہ پکڑے کوئے

گھر میں ایک گائے ہوتی ہے جو دو سیر دودھ دیتی ہے۔ اگر ایک سمے اُس کا بچھڑا گم ہو جائے تو گھر والے اُس کی تلاش میں دیا کُل ہو جاتے ہیں۔ کیوں؟ اگر بچھڑا نہ ملا۔ تو گائے دُودھ نہیں دیگی۔ اب سوچنا چاہیئے کہ اُس دو سیر دُودھ کا کتنا مولیہ ہوگا۔ لیکن جتنی تڑپ اُس چار آٹھ آنے کے دُودھ کے نہ ملنے پر پیدا ہوتی ہے۔ ایشور کے نہ ملنے پر اِتنی بھی تو نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اپنے من کے ترازو پر اِس بات کو بھلی پرکار تول سکتا ہے کہ اُس کے من میں کِس وستو کی لگن ادھک ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ

ایک وستو کی لگن دِرڑھ ہے۔ اور وہ پراپت نہ ہو سکے۔ اگر ایشور کی لگن ہوتی تو پھر کیا کارن تھا کہ ایشور کا ملاپ نہ ہوتا۔ مایا کی لگن ہے۔ مایا مِل رہی ہے۔ ایشور کی لگن ہوتی۔ تو ایشور مِل جاتا۔ یہ ہی بنائی بات ہے۔

دوہا

تُلسی کنولن جل بسیں۔ روی ششی بسیں آکاش
جو جا کے من میں بسے۔ سوئی ہے تا کے پاس

(تُلسی داس جی)

ارتھ۔ کمل اور کملنی دونوں جل میں رہتے ہیں اور سُورج چندرماں آکاش میں رہتے ہیں۔ کمل کو سُورج کی لگن ہے اور کملنی کو چندرماں کی۔ پرنتو جس کو جس کی لگن ہے۔ وہ آکاش میں نہیں اُس کے پاس ہے۔ چندرماں کو دیکھتے ہی کملنی کھِل جاتی ہے اور سُورج کو دیکھنے سے کمل کھِل جاتا ہے۔ اِن پھُولوں اور سُورج چندرماں کے بیچ کروڑوں کوسوں کی دُوری ہوگی۔ لیکن لگن ایسی وستو ہے۔ جو اتنی دُوری پر ہونے ہوئے بھی پریمی اپنے پریتم سے مِلا جُلا رہتا ہے۔

یہ مایا کیا ہے؟ مٹی اور خاک ہے۔ اِس کے سِوائے اِس کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے اور اِس کے مقابلے میں بھگتی یا پرمارتھ انمول ہیرا ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ منشیہ ہیرے کو ہیرے کی درِشٹی سے دیکھے اور مِٹی کو مِٹی کی نظروں سے خیال کرے۔ پرنتو سنت کہتے ہیں۔ اگر ادِھک نہیں تو کم سے کم بھگتی کو مایا کے ساتھ برابر درجہ تو دِیا جائے من میں جتنی قدر مایا کی ہے۔ کم سے کم اُتنی تو بھگتی کی بھی ہونی چاہیئے۔ اگر مایا کو اپنا سمجھا جاتا ہے۔ تو بھگتی کو بیگانہ تو نہ سمجھا جائے۔ جہاں دس کام مایا کے روز ہوتے ہیں۔ وہاں ایک کام بھگتی والا بھی کر لیا جائے۔ جہاں جس وستو میں اپنے دس کٹمبوں کا بھاگ نِکالا جاتا ہے۔ وہاں ایک بھاگ بھگوان کا بھی تو نِکال دیا جائے۔ کیونکہ بھگتی کا نیم ہے کہ جس

وشنو میں اپنی اشٹ دیو کا دھیان نہیں رکھا جاتا۔ یا جو وشنو پہلے اشٹ دیو کے بھینٹ نہیں ہوتی۔ اس کے سیون کرنے میں دوش لگتا ہے۔ سنساری جیووں کی بات اور ہے۔ لیکن جو لوگ بھگتی کے مارگ پر چلتے ہوئے ہیں۔ ان کو ان باتوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔ یہ بھگتی کے نیم ہیں اور ان نیموں کا پالن کرنا بھگت کے لئے بہت ضروری ہے۔ کچھ دن ان کا پالن کرنے کے بعد وہ اس ... کا انجام خود ہی دیکھ سکتے ہیں کہ من پر کیا پربھاو پڑتا ہے۔ جس پریم اور بھگتی کی منشیہ کو تلاش ہے۔ اس کا بھید صرف اسی بات کے اندر سمایا ہوا ہے۔ خالی باتیں بنانے سے نہ کبھی کچھ بنا ہے نہ بنے گا۔ پیٹ جب کبھی بھرےگا روٹی کھانے سے بھرےگا۔ روٹی روٹی کہنے سے پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ کہاوت ہے کہ "باتوں کے پکوان سے پیٹ نہیں بھرتا"۔ لوگ زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہیں۔ اور سنت ست گورو اپنے سیوک سے اسی بات پر عمل کرا دیتے ہیں۔ یہ ان کی بڑائی ہوتی ہے۔

دوہا

کرنی بن کتھنی کتھے۔ گورو پد لہے نہ سوئے

باتوں کے پکوان سے۔ دھرایا کبھوں نہ ہوئے

(کبیر صاحب)

من تو مایا ہے اور گورو مت بھگتی ہے۔ من منی اندھیرا ہے اور گورو منی روشنی ہے۔ جب تک جیو من منی کے اندر رہتا ہے۔ تب تک ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے اور جب گورو منی کو دھارن کر لیتا ہے۔ تو روشنی میں آجاتا ہے اور تمام راستے اس کو صاف صاف دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اگر وہ ہمت بھی اونچی رکھتا ہے تو پھر اسے چاروں طرف سپھلتا ہی سپھلتا دکھائی دینے لگتی ہے۔ اور وہ دن بدن ترقی کرتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ یہ سب باتیں منشیہ کے اپنے ہی خیال کی شکتی پر منحصر ہیں۔ منشیہ کے اندر قدرت نے وہ شکتیاں بھر رکھی ہیں جن کے دوارہ وہ ناممکن بات کو بھی ممکن بنا دے۔ مگر ذرا انہیں حرکت دینے کی ضرورت

ہے۔ اِسی حرکت کا نام نعتا ہے۔ ... کے لئے اُسے ... میں جانا پڑتا ہے۔
کہتا ہے:۔ ایک بار کسی دیش کے راجہ کا لڑکا اپنے ایک دیہات میں سے ہُوا۔ راج منتری اور درباری لوگ سب ساتھ تھے۔ علاقہ کے جتنے بڑے بڑے آدمی تھے۔ سب راجہ سے ملنے کے لئے آئے۔ سب نے تحفہ پرشاد وغیرہ لاکر راجہ کے ساتھ بھینٹ کی۔ راجہ نے سب سے کشل سماچار پُوچھا۔ یہ دیکھ کر ایک دیہاتی غریب لڑکے کے چیت میں پھُری کہ اگر راجہ میرے ساتھ بھی اسی پرکار بات چیت کرے اور ہاتھ ملاکر پُوچھے کہ "مترِ بتا کیا حال ہے؟" تو کیا ہی اچھا ہو۔
لیکن کہاں وہ سارے دیش کا راجہ۔ اور کہاں اِس دیہاتی کنگال لڑکے کا یہ خیال۔ بہت ہی کٹھن سوال تھا۔ لیکن وہ چُونکہ نہایت اونچے درجہ کی ہمت رکھنے والا تھا۔ گھر کے کام کاج کو چھوڑ کر اسی دُھن میں پھرنے لگ پڑا کہ کوئی اُسے راجہ سے ملنے کی یُکتی بتا دے۔ پرنتو جس سے پُوچھتا۔ وہ اُلٹا یہی اُتر دیتا کہ تیرا دماغ تو خراب نہیں ہے؟ اُس نے بہت کُچھ کھوج کی۔ مگر اُسے کوئی راستہ راجہ سے ملنے کا ہاتھ نہ آیا۔ انت میں کسی نے یہ صلاح دی کہ اگر کوئی سادھو تجھے مل جائے تو وہ اِس کی یُکتی بتا سکتا ہے۔ یہ سُن کر وہ سادھوؤں کی تلاش میں پھرنے لگا۔ پھرتے پھرتے ایک سادھو اُسے مِلا۔ جس کی سیوا میں وہ لگ گیا اور کئی مہینوں تک برابر سیوا کرتا رہا۔ سادھو پرسنّ ہُوا۔ پُوچھا۔ لڑکے! تو کیا چاہتا ہے اور تیرا اِس سیوا کرنے سے مطلب کیا ہے؟ وہ بولا۔ مہاراج! مجھے اور کسی وستو کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف راجہ سے ملنے کی خواہش ہے۔ آپ کوئی ایسی یُکتی بتلائیے جس سے راجہ کے ساتھ میری بھینٹ ہو جائے۔ اور راجہ ہاتھ ملاکر مجھ سے پُوچھے کہ "مترِ بتا کیا حال ہے؟" بس یہی میری خواہش ہے۔
سادھو ہنسا۔ نادان! تجھے یہ کیا سُوجھی؟ کیا تیری ہوش ٹھکانے نہیں ہے؟ تو ایک کنگال آدمی ہے۔ راجہ کے دربار میں تیری پہنچ کس پرکار ہو سکتی ہے؟ اور راج دربار کے آدمی وہاں تجھے جانے کیسے دینگے؟ اُس نے کہا۔ چاہے کچھ بھی ہو میری آپ ضرور سہائتا کریں۔ سوائے آپ کے میں اب کہیں جا نہیں سکتا۔ سادھو کچھ دیر تو چُپ رہا۔ آخر اُس

نے کہا۔ ایک یُکتی ہے۔ ممکن ہے اِس سے تیری بھاونا پُورن ہو جائے۔ اُس نے پُوچھا۔ وہ کونسی یُکتی ہے؟ سادھو نے کہا۔ راج محل بن رہا ہے۔ بہت لوگ اُس میں کام کر رہے ہیں۔ تُو بھی وہاں جاکر کام پر لگ جا۔ لیکن جب مزدُوری بٹنے کا سمے آئے۔ اُس سمے چُھپ جانا۔ اور مزدُوری نہ لینا۔ اِس یُکتی دوارا تیری بھاونا پُورن ہو جائیگی۔

مہاتما کی آگیا پاکر یہ وہاں گیا۔ جہاں راج محل بن رہا تھا۔ دن بھر کام کرتا اور شام کو مزدُوری لینے کے سمے گھر چلا آتا۔ پندرہ دن بیت گئے۔ ایک دِن راج محل کے مُنشی نے پُوچھا۔ مَیں دو ہفتوں سے دیکھ رہا ہُوں کہ ایک شخص کام تو دن بھر کرتا ہے۔ لیکن مزدُوری لینے نہیں آتا اور کام بھی بڑی محنت سے کرتا ہے۔ وہ شخص کون ہے؟ مَیں بہت دِنوں سے اُسے دیکھ رہا ہُوں۔ لیکن پتہ اُس کا نہیں لگتا۔ ایک دن جب شام کو سب مزدُور اکٹھے تھے اور مزدُوری بٹنے لگی تو اُس کو کھسکتے ہوئے ایک آدمی نے دیکھ لیا اور لاکر مُنشی کے سامنے کھڑا کیا۔ مُنشی نے پُوچھا۔ کیوں بھائی تجھے پندرہ دن ہو گئے کام میں لگے ہوئے ہو گئے ہیں۔ اور مزدُوری تُو نے ایک دِن بھی نہیں لی۔ اِس کا کارن کیا ہے؟ اُس نے اُتّر دِیا۔ کوئی اپنے گھر کے کام کی بھی مزدُوری لیتا ہے؟ مُنشی کو تعجّب ہُوا۔ بولا۔ گھر کا کام کیسے؟ اُس نے کہا۔ راج محل کا کام تو میرے گھر کا کام ہے۔ اگر کِسی دُوسرے کا کام کرُوں تو مزدُوری بھی لُوں۔ مگر اپنا کام کرتے ہُوئے کِس کی مزدُوری لُوں۔ مَیں تو ایسے ہی کام کرُونگا اور اِس کے بدلے ایک پَیسہ بھی نہیں لُوں گا۔ کیونکہ مجھے راجہ سے پریم ہے اور اِسی پریم کے کارن مَیں اُس کی سیوا کرنا اپنا کام سمجھتا ہُوں۔

مُنشی اِس اُتّر کو پاکر حیران ہُوا۔ اُسے راج دربار کے منتری کے پاس لے گیا۔ منتری کے پُوچھنے پر بھی اُس نے وُہی اُتّر دیا۔ منتری سُن کر چُپ ہو رہا۔ اور بات کو دِل میں رکھ لیا۔ کُچھ دِن گذرنے پر منتری راج محل کی دیکھ بھال کرنے آیا۔ دیکھا تو وہ شخص دُوسرے سب مزدُوروں سے اَدھک کام کرتا ہے۔ اور دِل کی ساری طاقت کام میں لگا دیتا ہے۔ منتری نے اُسے بُدھیمان اور سچّا آدمی سمجھ کر راج محل کا سارا کام اُس کی نگرانی میں کر دِیا۔ جس کا پھل یہ ہُوا کہ تھوڑے ہی سمے کے اندر وہ راج محل سوَرگ کا نمونہ بن گیا۔

محل تیار ہوگیا اور منتری کے کہنے پر ایک دن راجہ خُود اُس کو دیکھنے کے لئے آیا اور اُس کی بناوٹ سجاوٹ کو دیکھ کر اَتی پرسنّ ہُوا ۔ پُوچھا ۔ یہ کام کِس کی ماتحتی میں پُورن ہُوا ہے ؟ منتری نے اُس شخص کا نام لیا اور ساتھ ہی اُس کے سچّائی سے کام کرنے اور مزدُوری نہ لینے کا حال بھی سُنایا ۔ راجہ لوگوں کے اَتی وِشال اور اُونچے دماغ ہوتے ہیں ۔ اِیشور نے جس کو جتنی اُونچی پدوی دی ہوتی ہے ۔ اُس کی سمجھ اور حوصلہ بھی اُسی کے مطابق ہُوا کرتا ہے ۔ سُنتے ہی راجہ کے من میں اُس کی عزّت پَیدا ہوئی ۔ سوچنے لگا ۔ یہ کوئی معمُولی دماغ کا آدمی نہیں ہے ۔ میرے دربار میں اِس کا پُورا سنمان ہونا چاہیئے ۔ منتری سے کہا ۔ اُس شخص کو بڑے آدر کے ساتھ میرے پاس لے آؤ ۔ درباریوں نے بڑے سنتکار کے ساتھ اُسے راجہ کے سنمکھ لاکر کھڑا کیا ۔ اُس کو دیکھ کر راجہ کرسی پر سے اُٹھا اور ہاتھ سے ہاتھ مِلاکر مُسکراتے ہوئے بولا ۔ "آؤ متر کیا حال ہے ؟" اپنے پاس کرُسی پر بٹھایا ۔ اور پرسنّ ہوکر پُوچھا ۔ آپ کو جس وستو کی اِچھیا ہو ۔ پرگٹ کیجئے ۔ مَیں اُسے ہر پرکار سے پُوری کرنے کو تیار ہُوں ۔ اُس نے اُتر دیا ۔ بس مَیں یہی چاہتا تھا ۔ جو آج مجھے مِل گیا ۔ اب میری یہ بھاونا ہے کہ مَیں سدا آپ کے پاس رہ کر آپ کے درشن کرتا رہُوں ۔ اِس کے سوائے مجھے اور کچھ بھی نہیں چاہیئے ۔ راجہ یہ سُن کر بہت پرسنّ ہُوا ۔ اور اُسی سمے اُس کو اپنا منتری مقرّر کر دیا ۔ اور اُس سے راجہ کو اِتنا پیار ہوگیا کہ ایک پَل کے لئے بھی اُس کو اپنی آنکھوں سے دُور نہیں ہونے دیتا تھا ۔ راج درباری بھی سب اُس کا سنمان کرتے تھے ۔ راجہ نے اُس کے لئے اپنے ہی جیسا ایک الگ محل تیار کروایا ۔ اور اُس میں نانا پرکار کے سُکھوں کے سامان بھروا دیئے ۔ اور کہا ۔ اگر تُو اپنی سیوا کا پھل نہیں لیتا تو نہ سہی ۔ مگر اب تُو میرے ہی جیسا ہو گیا ہے ۔ تیرے اور میرے میں کوئی بھید نہیں ۔ لے آدھا راج لے اور میرے ساتھ مِل کر پرجا پر حُکم چلا ۔ اُس دن سے راجہ نے اپنے راجیہ کا آدھا حصّہ بھی اُس کے نام لِکھ دِیا ۔ اور دونوں مترّ کی طرح ساتھ مِل کر رہنے لگے ۔

اِس کتھا سے ہم کو دو اُپدیش ملتے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اگر ہم سپھل ہونا چاہتے ہیں تو ہمت اُونچی ہونی چاہیئے ۔ جب ہمّت اُونچی ہوگی تو قُدرت کی ساری طاقتیں ایک ہوکر ہماری سہایتا کے لئے تیار ہو جائیں گی اور سپھلتا ہاتھ باندھے ہوئے ہمارے قدموں میں حاضر رہیگی ۔ دُوسرے

یہ کہ من سے مایا کے پیار کو دُور کر کے مایا کے پتی کے ساتھ پریم کرنا چاہیئے اور یہی سنتوں کا بھی اُپدیش ہے۔ سنت نہ کسی سے کچھ چھڑواتے ہیں اور نہ چھوڑنے کی شکشا دیتے ہیں۔ نہ کچھ چھوڑنا ہے، نہ کچھ پکڑنا ہے۔ نہ کچھ تیاگ ہے نہ گرہن ہے۔ وہ جو کچھ ہے سو ہے اور تم جو کچھ ہو۔ وُہی رہو گے۔ کسی نئی سرشٹی کی طرف سنت تم کو نہیں لے جائیں گے۔ صرف اُن کا یہ اُپدیش ہے کہ تم مایا کی جگہ مایا کے پتی کے ساتھ پیار کرو۔ پہلے تم مایا کے آدھین ہو۔ اور مایا تم پر حکومت کر رہی ہے۔ اب تم مایا کے پتی کے ساتھ مل کر مایا کو اپنے آدھین بناؤ۔ جب مایا کا پتی تمہارا ہو جائیگا تو پھر مایا تمہاری داسی بن جائیگی۔ اور تم اُس پر حکم چلانے والے بن جاؤ گے۔

کُنڈلی

کوڑی گانٹھ نہ راکھئی - ہمہ نیامت کھائے
ہمہ نیامت کھائے - نہیں کچھ جگ کی آسا
چھتیس وینجن رہیں - صبر سے حاضر پاسا
جبکہ ہے بھگوان - تو اُس کی چیری مایا
جورُو کہواں جائے - خصم جب قید میں آیا
مایا آوے چلی - رین دِن میں دریاؤُں
ستگورُو داس کہائے نہیں تِس داس کہاوُں
راجہ اور اُمراؤ - ہاتھ سب باندھے آویں
دوارے سے پھر جائیں نہیں پھر ملنا پاویں
جنگل میں منگل کرے - پلٹو بے پرواہ ئے
کوڑی گانٹھ نہ راکھئی - ہمہ نیامت کھائے

اِس سنسار میں سب لوگ داس ہیں۔ کوئی دھن کا داس ہے کوئی اِستری کا داس ہے کوئی پتر کا داس ہے۔ کوئی کٹمب پریوار کا داس ہے اور کوئی اپنے شریر کا داس ہے۔ کوئی من کا داس ہے کوئی اِندریوں کا داس ہے اور کوئی کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کا داس ہے۔ یہ سب داس ہیں پلٹو صاحب فرماتے ہیں۔ جو سنت گورو کے داس ہو گئے ہیں۔ وہ مایا کے داساپن سے چھوٹ گئے ہیں۔ داس تو سب ہی ہوتے ہیں۔ اور سوائے داساپن دھارن کئے کوئی رہ ہی نہیں سکتا ہر حالت میں ایک کا داس تو بننا ہی پڑتا ہے۔ اگر ستگورو کا داس نہیں ہے تو وہ مایا کا داس ہوگا۔ اِس سے تو وہ چھوٹ نہیں سکتا۔ سنتوں کا خیال ہے کہ مایا کا داس بننے کی جگہ کیوں نہ اُس مالک کا داس بنا جائے۔ جس سے سمپورن سنسار تمہارا داس بن جائے۔ وہ لوگ بڑے بے سمجھ ہیں۔ جو بھگوان کی طرف لگتے ہیں مایا کی ہانی سمجھتے ہیں کہ کہیں مایا نہ اُن کے ہاتھ سے چلی جائے۔ ایسے پرانیوں کو سنت اِس پرکار اُتر دیتے ہیں کہ بھائی اِس مایا کو کہاں تک سنبھال کر رکھو گے؟ یہ تو جانے والی وستو ہے اور انت میں تمہارے ہاتھ سے چلی جائیگی۔ اگر تم کو مایا کی ہی اِچھیا ہے تو اِس کی طرف سے دِل ہٹا لو۔ کیونکہ اِس کو دِل دینے سے یہ تمہاری نہیں بن سکتی۔ جتنا اِس کو دِل دو گے، اُتنا یہ تم سے دُور ہٹے گی۔ اور جتنا تم اِس سے دُور ہٹو گے۔ اُتنا یہ تمہارا پیچھا کرے گی۔ یہ اِس کا گُن ہے۔ چھایا کو تم پکڑو۔ تو وہ آگے آگے چلتی ہے۔ اگر اُس سے پیچھے ہٹو۔ تو وہ پیچھے آتی ہے۔ یہی حال اِس مایا کا بھی ہے۔ جو اِس کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ اُن سے یہ دُور بھاگتی ہے اور جو دِل سے اِس کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُن کے چرنوں میں رہتی ہے اور پھر بھگتوں کی تو بھگوان آپ سنبھال کرتا ہے۔ تم کس خیال میں پڑے ہو۔ جو تم کو اپنے بھوجن کی چنتا لگ رہی ہے!

دوہا

پلّے خرچ نہ باندھتے، جو دیوے سو کھائیں
گوبند تاں کے پاچھے پھرے، مت بھوکھے رہ جائیں

اے منشیہ! جس مایا کو تُو نے اپنی سمجھ رکھا ہے، وہ تیری نہیں ہے۔ تو بھول میں پڑا ہے

جو اس کو اپنی خیال کر رہا ہے۔ یہ نہ آج تک کسی کی بنی ہے۔ نہ بن سکتی ہے۔ تم سے پہلے کئی اس کو اپنی بنا بنا کر چلے گئے۔ لیکن آخر اُنہیں مُنہ کی کھانی پڑی۔ اور افسوس کے ہاتھ ملتے ہُوئے اس سنسار سے چل بسے۔

جن بھگتوں کو سنسار سے لوپ ہُوئے ہوئے ہزاروں اور لاکھوں برس ہو گئے ہیں اور اُن کے نام آج تک سنسار میں سُورج کی طرح چمک رہے ہیں۔ اُن کے پاس کون سے دُنیاوی پدارتھ تھے؟ کبیر صاحب کے گھر رات کو پاؤ بھر آٹا نہیں بچتا تھا جس سے وہ دُوسرے دن کی گذران کر سکیں۔ روید اس بھگت کا گذارہ لوگوں کے ٹوٹے پھُوٹے جُوتے مرمت کرنے پر تھا۔ وہ اسی سے پیٹ پالنا کرتے تھے۔ بے چاری شبری بھیلنی نے جنگل کے پھل پتّے کھا کر اپنا پیٹ پالا۔ نامدیو جی کا بیوپار کپڑے چھاپنے کا تھا۔ سَین بھگت لوگوں کی حجامتیں کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اور بھی انیک بھگت ہو گذرے ہیں۔ اُن میں کون ایسا ہُوا ہے۔ جس کے پاس لاکھوں کروڑوں روپے جمع تھے اور اُن رُوپوں کے کارن لوگ اُسے یاد کرتے ہوں۔ پر یہ ور! سنسار میں مایاوی لہریں بے انت آئیں۔ اور آ کر مِٹ گئیں۔ کوئی اُن کا نام تک نہیں جانتا۔ لیکن اُن غریب بھگتوں کے نام لے لے کر دُنیا آج تک جیتی چلی آ رہی ہے۔ اور لاکھوں جیو اُن کے آدھار پر اپنا جیون سُکھ پُوروک گذار رہے ہیں۔ سچّی بھگتی بھی سنسار میں کچھ وستو ہے۔ جس کو اس کا رس آ گیا ہے۔ وہی جانتا ہے۔ سنساریوں کو بھگتی کی خبر نہیں ہے۔ سچّا بھگت ایک ہو۔ وہ آپ ہی کیا لاکھوں جیووں کو بھوجن سے ترپت کر سکتا ہے۔ اور اپنے ساتھ لاکھوں جیووں کو سنسار ساگر سے مکت کرا سکتا ہے۔ بھگتی کی اتنی بڑی مہما ہے۔

گُورو دیا کریں کہ ہم سب بھی اس مایا کے بندھنوں سے چھٹکارا پائیں۔ اور اپنے سچّے پتا کے چرنوں میں پہنچ کر سچّے سُکھ کو پراپت کریں!





دوھا

اِس سنسار اسار میں ۔ پریم رتن ہے سار
بھگت جگت کے بیچ اِک ۔ کیول پریم آدھار

اِس سنسار میں پریم ایک ایسا تتّو ہے ۔ جس نے سارے سنسار کو ایک دُوسرے کے ساتھ گنتھا ہُوا ہے اور آپس میں مِل جُل کر رہنے کے اصُول کو شکتی بخش رہا ہے ۔ اگر پریم نہ ہو تو سنسار کی اَوستھا ایک دم خراب ہو جائے اور سنسار آن کی آن میں دُکھا سُوکھا ۔ خُشک اور پھیکا نظر آنے لگے ۔ یہ پریم ہی ہے جو سب کے مَنوں میں خُوشی ۔ آنند ۔ مِٹھاس اور سُندرتا کا سامان بنا ہُوا ہے ۔ تم جِدھر دھیان دو ۔ پریم کا رنگ سب جگہ دِکھائی دیگا اِستری پُرش کا ناطہ ہے تو پریم کا ہے ۔ پِتا پُتر کا سمبندھ ہے تو پریم کا ہے ۔ بھائی بھائی کا رِشتہ ہے تو پریم کا ہے ۔ مِتر مِتّر کے انتر گت دیکھو ۔ تو وہاں پریم ہے ۔ صِرف مَنشیہ ہی کیا پشوؤں کی طرف درِشٹی ڈالو ۔ تو وہاں بھی پریم ہی کا کھیل نظر آتا ہے ۔ مطلب یہ کہ پریم ایک ایسا تتّو ہے ۔ جس کے آدھار پر کُل سرِشٹی ٹھہری ہُوئی ہے اور وہ سب کو ستّا اور شکتی بخش رہا ہے ۔

جس پرکار پریم کی دَشا تم سنسار میں دیکھ رہے ہو ۔ اُسی پرکار بھگوان اور بھگت کا سمبندھ بھی پریم ہی کا ہے ۔ پریم کی بڑائی دونوں جگہ ہے ۔ فرق صِرف اِتنا ہے کہ وہ سنساری ہے اور یہ پرمارتھک ہے ۔ وہ جھُوٹا ہے اور یہ سچّا ہے ۔ آپ پُوچھیں گے کہ جھُوٹا کیسے اور سچّا کیسے ؟ اِس کا اُتّر یہ ہے کہ پریم کہتے ہیں دِل دینے کو ۔ سچّی وَستو کو دِل

دینا سچا پریم کہلاتا ہے اور جھوٹی وستو کو دل دینا جھوٹا پریم ہوتا ہے۔ سنسار جھوٹ ہے اور بھگوان ستیہ ہے۔ جو سنسار کے ساتھ پریم کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے پریمی ہیں اور جو بھگوان کے ساتھ پریم کرتے ہیں وہ سچے پریمی ہیں۔ ہمارا چونکہ پریم سے مطلب سچا پریم ہے۔ اس لئے جھوٹے پریم کو ہم ابھی سے وداع کرتے ہیں۔ جس سے پڑھنے والے اہمیت کو سمجھنے میں بھول نہ جائیں۔

سنتوں کا وچن ہے :۔ اگر منشیہ سنسار کے سکھ سمپتی کے سارے سامان بھی مہیا کرے لیکن اگر ایک بھگوان کا پریم اس میں نہیں ہے تو وہ منشیہ کسی کام کا نہیں ہے

شلوک

اُتّ سُندر کُلین چتر مکھ گیانی دھنونت

مِرتک کہیئے نانکا جِہہ پریت نہیں بھگونت

گورو بانی صفحہ ۲۵۳ (گوڑی باون اکھری محلہ ۵)

ارتھ۔ دیکھنے میں سُندر ہو۔ چتر اور سیانا ہو۔ اونچی کُل میں جنم ہو، اور دھنوان بھی ہو۔ اور ساتھ ہی مکھ سے کئی پرکار کے گیان بھی کہہ جانتا ہو۔ اتنے گن ہوتے ہوئے بھی سنتوں کا خیال ہے کہ اگر اس میں بھگوان کے چرنوں کا پریم نہیں ہے تو وہ مرتک ہے۔ اُسے جیوت مت سمجھو!

شری گوسوامی تلسی داس جی مہاراج کا کتھن ہے :۔

چوپائی

سو سکھ کرم دھرم جر جاؤ جہاں نہ رام پد پنکج بھاؤ

جوگ کجوگ گیان اگیانو جہاں نہ رام پریم پردھانو

(رامائن)

ارتھ - وہ سُکھ جل جائے - اُس کرم دھرم کو آگ لگ جائے - جس سُکھ اور کرم دھرم کے اندر مالک کا پریم نہیں ہے - وہ یوگ نہیں - بلکہ کُو یوگ ہے - وہ گیان نہیں - بلکہ اُسے اگیان سمجھو - جن میں بھگوان کا پریم پردھان نہیں ہے -

بھاو یہ کہ سب جگہ پریم کی مہما ہے - پریم کے بنا سب گیان دھیان تھوتھے ہیں - واستو میں پریمی ہی سچّا گیانی ہے اور پریمی ہی دھیانی ہے - پریمی ہی یوگی ہے اور پریمی ہی سنیاسی ہے جس میں پریم آگیا ہے - اُس نے سب منزلیں طے کر لی ہیں - کیونکہ یہ پریم ہی سمپورن سادھنوں کا پھل ہے - جتنے کرم دھرم - یوگ - یگیہ - تپ - دان - تیرتھ - برت اور نیم کئے جاتے ہیں - اُن سب کا مقصد پریم ہی ہوتا ہے -

دوھا

جہاں پریم تہاں نیم نہیں - تہاں نہ بُدھی بیوہار
پریم مگن جب من بھیا - تب کون گنے تتھ وار

(کبیر صاحب)

میراں بائی ست سنگ میں جاتی تھی - اُس کو بھگوان کا پریم لگ گیا اور وہ اُس پریم میں دیوانی ہو کر رہنے لگی - ماتا پتا ست سنگ سے روکتے ہیں - لیکن اُن کا کچھ بھی اثر اُس پر نہیں ہوتا - اُسے پریم کی رٹ لگ رہی ہے - اُسے سوائے بھگوان کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں - انت اُسے بیاہ دیا گیا - مگر سسرال میں بھی اُس کی یہی دشا رہی - سُسر نے بہتیرے جتن کئے کہ میراں بائی سنتوں کے ست سنگ میں جانے سے رُک جائے لیکن اُسے سپھلتا نہیں ہوئی - مارے لوک لجا کے وہ یہاں تک تیار ہو گیا کہ میراں بائی کو ایک بار دودھ میں زہر ملا کر بھیجا اور کہا کہ یہ تیرے بھگوان کا سینت پرشاد ہے تاکہ اس بہانے وہ دودھ پی لے گی اور مر جائے گی - لیکن میراں بائی پر اُس زہر کا بھی کچھ اثر نہیں ہُوا - پھر ایک ڈبّی میں سانپ بند کر کے بھیجا کہ اِس میں تیرے بھگوان کی مورتی ہے - لیکن میراں بائی کو وہ سانپ بھی سچ مچ بھگوان کی مورتی ہی نظر آیا - سنساری لوگ حیران ہوتے ہیں

کہ یہ کیسی باتیں ہیں؟ بھلا سانپ ہو۔ اور وہ ڈنگ نہ مارے؟ مُفسِد وِش کا کٹورا پی جائے اور اس کا اُس پر اثر نہ ہو؟ بھائی! جب ہردے میں پریم کی اگن بھڑک اُٹھتی ہے تو وہ دویت بھاو کی سب میل کچیل کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور جب پریمی کو کن کن کے اندر اپنا پریتم دِکھائی دینے لگتا ہے۔ تو اُس کی پھر یہی دشا ہو جاتی ہے جو میراں بائی کی ہو گئی تھی۔ پرہلاد بھگت کے سمبندھ میں سب نے سُنا ہُوا ہے کہ پتا نے اُس کو کیا کیا کٹھن کشٹ نہیں دیئے تھے؟ پہاڑ سے گرایا گیا۔ آگ میں جھونکا گیا۔ خُونی ہاتھی اُس پر چھوڑا گیا لیکن کیوں اُس کو کسی نے نقصان نہیں پہنچایا؟ یہی کارن ہے کہ وہ سب میں اپنے پربھو کو دیکھتا تھا۔ جب آگ کے اندر بھی اُس کو بھگوان ہی نظر آتا تھا تو پھر آگ اُسے کیسے جلا سکتی تھی؟ اور جب خُونی ہاتھی میں بھی اُس کو بھگوان ہی نظر آتا تھا تو پھر خُونی ہاتھی اُسے کیسے مار سکتا تھا؟ یہ پریم کی باتیں ہیں۔ جن کو صرف پریمیوں کے دماغ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ سنساری عقل والوں کی بُدھی کی یہاں تک پہنچ نہیں ہے۔

رامائن کا پرسنگ ہے کہ ہنومان نے ساری لنکا جلا دی۔ لیکن ایک وبھیکشن کا گھر بچ گیا۔ یتھا:۔

چوپائی

جارا نگر نمش اِک ماہیں
ایک وبھیکشن کو گرہہ ناہیں

(رامائن)

اُرتھات۔ ایک پل بھر میں سمپورن لنکا کو جلا کر بھسم کر دیا۔ لیکن وبھیکشن بھگت کا گھر بچ گیا۔ کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ تمام شہر آگ سے جل کر راکھ ہو جائے اور ایک مکان کو ناؤ تک نہ پہنچے۔ اِس کا اُتّر اگلے پدوں میں دیتے ہیں۔

رجہہ کر بھگت انل زہی ہرجا

جرا نہ سو تہی کارن گرجا (رامائن)

شوجی کہتے ہیں - اَے پاربتی! وبھیکشن جس کا بھگت تھا - اُسی کی آگ بھی تھی - اِس کارن سے آگ نے اُس کے گھر کو نہیں جلایا -

کیونکہ جب منشیہ ایشور پرائن ہو جاتا ہے تو پھر قدرت کی سب شکتیاں اُس کی سہائتا کرنے لگ جاتی ہیں - اور پھر پریم تو وہ شکتیمان یودھا ہے جس کے سامنے بڑے بڑے بلوان اور شور بیر بھی جُھک جاتے ہیں ... اِس بات کی تم آپ پریکشا کر سکتے ہو - جس کو تم اپنا دشمن سمجھتے ہو - اُس کی دشمنی کے خیال کو من سے ہٹا دو، اور اپنے شُبھ خیالوں کی دھار کو اُس کی طرف بار بار لگاؤ - اُس کے دوش اوگنوں کی طرف دھیان نہ دو - اور اُسے اپنے شُبھ خیالوں کا ادھیکاری سمجھ لو - اگر وہ تم سے نفرت بھی کرے تو کچھ پرواہ نہیں - تم اُس کے ساتھ پریم کرتے چلو - تھوڑے دِنوں کے اندر تم اِس کا نتیجہ آپ ہی دیکھ لوگے - دم کے دم میں اُس دشمنی کا تختہ پلٹ جائیگا - اور تم اُسی نفرت کو اَتی سُندر پریم کے رُوپ میں بدلا ہوا پاؤ گے -

یہ سنسار دُکھوں کا ستھان کیوں بنا ہوا ہے؟ سب کچھ پاس رکھتے ہوئے بھی پرانی دن رات تک تک جُھک جُھک میں تو لین رہتے ہیں - کسی کو بھی شانتی کا سوانس لینا نصیب نہیں ہوتا - اِس کا کارن بھی یہی ہے کہ اُن میں پریم نہیں ہے - اگر اُن میں پریم کی عادت آ جائے - تو یہ سب بال بچے کُٹمب - پریوار - عزت - حکومت اور سامان خوشی کا کارن بن جائیں - جسے تم سنسار کہتے ہو - وہ اصل میں ہے کیا؟ پریم کے نہ ہونے کا نام ہی سنسار ہے اور سنسار کچھ بھی نہیں ہے - ذرا سُورج اُدے ہونے دو - اندھیرا آپ سے آپ چُھپ جائے گا - اندھیرا اصل میں کوئی وستو نہیں ہے - سورج کے نہ ہونے کا نام ہی اندھیرا ہے - جیسے سورج کے اُدے ہوتے ہی اندھکار بھاگ جاتا ہے - جیسے باز کے آتے ہی چھوٹے چھوٹے پنچھیوں میں بھگدڑ پڑ جاتی ہے - جیسے گیان کے پرکاشت ہوتے ہی اگیان کا ناش ہو جاتا ہے - ایسے ہی ہردیہ میں پریم کی اگنی بھڑکتے ہی ملین واشنائیں پتنگوں کے سمان آپ سے آپ جل جاتی ہیں -

اِس لئے سُبھاؤ میں سدا پریم اور پیار کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اِس میں کچھ دھن کا خرچ نہیں ہے جس سے بات چیت کرو۔ ہنسی اور مُسکراہٹ کے ساتھ کرو۔ پیار اور پریم کے رُوپ میں کرو۔ جب ایسی عادت ہو جائے گی۔ تو تُم اپنی آس پاس کی سمپُورن سرِشٹی کو سُندرتا کے رُوپ میں پاؤ گے۔ یہ دُوسرے کو پرسن کرنا کیا ہے؟ اپنے آپ کو پرسن کرنا ہے۔ کیونکہ پریم ہی سب خوشیوں کا بھنڈار اور خزانہ ہے۔ یہاں نہ کوئی کسی کا مِتر ہے اور نہ کوئی کسی کا شترُو ہے۔ مُنشیہ کا اپنا من ہی مِتر اور اپنا من ہی اِس کا شترُو ہے۔

گیتا کے چھٹے ادھیائے کے پانچویں شلوک میں شری کرشن مہاراج فرماتے ہیں:۔

دِل ہی اپنا یار ہے جب قلب بے پندار ہے
ہے عدُو اپنا ہی دِل جب فعل کا مُختار ہے ۔۵۔
(گیتا ادھیائے چھٹا)

ارتھ۔ مُنشیہ کو چاہیئے کہ سنسار ساگر سے آپ اپنا اُدّھار کرے اور اپنی آتما کو ادھوگتی میں جانے سے بچائے۔ کیونکہ یہ جیو آتما آپ ہی اپنا مِتر ہے اور آپ ہی اپنا شترُو ہے۔ اور کوئی دُوسرا شترُو یا مِتر نہیں ہے۔

دوھا

پہلے یہ من کاگ تھا۔ کرتا جیون گھات
اب تو من ہنسا بھیا۔ موتی چُن چُن کھات (کبیر صاحب)

سنتوں کا پنتھ پریم کا مارگ کہلاتا ہے۔ اِس میں صرف پریم کی مہما ہے۔ اُن کے یہاں ست سنگ۔ بھجن۔ ابھیاس وغیرہ پر زور دِیا جاتا ہے لیکن اُن کا مقصد بھی پریم ہی ہوتا ہے۔ تُم دیکھتے ہو۔ پریم وَش شری رام چندر جی مہاراج نے بھیلنی کے جُوٹھے بیر کھائے لوگ پریمیوں کو باولا کہتے ہیں۔ لیکن وہ باولے نہیں ہوتے۔ وہ بڑے سمجھدار ہوتے ہیں

لوگ آپ باوے ہیں جو اُن کو باولا کہتے ہیں۔

جس بَن کے اندر شری بھیلنی رہتی تھی - اُس میں بڑے بڑے ودوانوں اور تپسویوں کے آشرم بھی تھے۔ جو اپنے آپ کو اَتی پوِتّر اور بھجنیک مانتے تھے اور بھیلنی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہ یہ نیچ اور اَپوِتّر ونش کی اِستری ہے۔ یہاں تک کہ اُس کو دیکھنا بھی پاپ سمجھتے تھے۔ لیکن شری رام چندر جی مہاراج نے سب کو ٹھکرا کر اُس بھیلنی کی کُٹیا کو ہی بھاگیہ وان بنایا - اور سب کا مان توڑ دِیا۔ جب آپ بھیلنی کے آشرم پر پدھارے تو بھیلنی ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کرنے لگی۔

چوپائی

پانی جوری آگے بھئی ٹھاڑی
پربھو ہیں وِلوکی پریتی اتی باڑھی
کیہی وِدّھی استُتی کر ہوں تُمہاری
ادھم جاتی ہیں۔ جڑمتی بھاری
ادھم تے ادھم اَتی ناری
تِن مَہہ مَیں متی مند گنواری
کہی رگھوپتی سُن بھامنی باتا
مانوں ایک بھگتی کر ناطہ (رامائن)

ارتھ - دونوں ہاتھ جوڑ آگے کھڑی ہو گئی - اپنے بھگوان کے درشن کرتے ہی پریم کی کوئی حد نہ رہی۔ گدگد بانی سے کہتی ہے۔ پربھو! ——— میں ادھم جاتی اور جڑ

بدّھی والی کس پرکار آپ کی ستتی کروں - استری ویسے ہی ادھم ہوتی ہے - لیکن میں تو ادھم سے ادھم اور نیچ سے بھی نیچ مندمتی اور گنوار ہوں - آپ کی مہما کس مکھ سے گائن کروں - آپ نے اپار دیا کی ہے جو اِس داسی کو اپنے من میں جگہ دی ہے - تب بھگوان کہتے ہیں - اَے پیاری! میری بات کو سُن - مَیں تو کیول ایک بھگتی کا ناطہ مانتا ہوں -

چوپائی

جاتی پاتی کُل دھرم بڑائی
دھن بل پری جن گُن چترائی
بھگتی ہین نر سوہے کیسے
بن جل وارِد دیکھئے جیسے

(رامائن)

اَے پریہ! ذات پات کُل دھرم اور بڑائی - دھن - بل - پریوار گُن اور چترائی یہ ساری باتیں ہوں - لیکن بھگتی کے بنا منشیہ ایسا ہے جیسے جل کے بنا بادل - ارتھات جس پرکار جل سے ہین بادل بیکار ہیں - اُسی پرکار بھگتی ہین منشیہ کا سنسار میں آنا فضول ہے بھیلنی پرسنّ ہو کر بَن سے ورِکشوں کے کومل پتّے توڑ لائی - اُن کا آسن بچھا کر بھگوان کو اُس پر بٹھایا - اور بیروں کا بھوگ لگوانے لگی - بھگوان اُس کے بیروں کو کھاتے بھی ہیں اور ساتھ ساتھ سراہنا بھی کرتے ہیں - لکشمن سے کہتے ہیں - بھراتا! دیکھ یہ کیسے میٹھے بیر ہیں - مَیں نے ماتا کوشلیا کے ہاتھ سے بھی نانا پرکار کے بھوجن کھائے ہیں اور سیتا نے بھی اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھی - مگر جو سواد اِن بیروں میں آ رہا ہے - وہ نہ ماتا کوشلیا کے بھوجن میں آیا ہے اور نہ سیتا کے ہاتھ کی رسوئی میں دیکھا گیا ہے - لے تو بھی کھا - اور اِن کے سواد کو دیکھ!

لیکن لکشمن کے وچار یہ کہاں تھے ؟ اُسے تو انہیں دیکھ دیکھ کر گھرنا اُتپن ہو رہی تھی ۔ بڑے بھائی کی آگیا مان کرے تو لئے ۔ مگر آنکھ بچا کر پیچھے کو پھینک دیئے ۔ اتہاس کہتا ہے کہ وُہی بیر سنجیونی بُوٹی ہو کر پیدا ہوئے اور یدھ میں میگھناد کی برچھی سے مُورچھت ہونے پر لکشمن جی کے مُنہ میں اُسی بُوٹی کا رس ڈالا گیا ۔ تب انہیں ہوش آیا ۔

اب سوچئے ۔ یہ سواد بیروں کا تھا ۔ یا پریم کا ؟ لوگ بھُولے ہوئے ہیں ۔ جو پدارتھوں میں سواد اور سُکھ مانتے ہیں ۔ سُکھ پدارتھوں میں نہیں ہے ۔ سُکھ پریم کے اندر ہے جن میں پریم ہے وہ اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے ہوئے پرسنّ رہتے ہیں ۔ چُپ چاپ ہنستے کھیلتے ہوئے سنسار میں آتے ہیں اور پھُولوں کی طرح سب کو سُگندھت کرتے ہُوئے ہنستے کھیلتے چلے جاتے ہیں ۔ سنساری روتے چلاّتے آتے ہیں اور روتے چلاّتے سنسار سے چلے جاتے ہیں اور جب تک رہتے ہیں ۔ دُکھ ہی کی شکائتیں کرتے رہتے ہیں ۔

اب سوچو ۔ اِن میں باولا کون ہے ؟ اور سمجھدار کون ہے ؟

دوھا

پریم دِیوانے جو بھئے ۔ پریتم کے رنگ ماہیں
سہجو سُدّھ بُدّھ سب گئی ۔ تن کی سوجھی ناہیں
پریم دِیوانے جو بھئے ۔ پلٹ گیو سب رُوپ
سہجو درِشٹی نہ آوئی ۔ کہا رنگ کہا بھُوپ

(سہجو بائی)

ایک کتھا ہے :- سردی کا موسم تھا ۔ شام پڑ چکی تھی ۔ ایک مہاتما کہیں سے پھرتے پھراتے کسی راجہ کے شہر میں آ نکلے ۔ راج محل کے پاس ایک بھٹیاری کی بھٹی تھی اُس سے گرم گرم راکھ نکال کر دھرتی پر بچھالی اور اُس پر آسن لگا کر سو گئے ۔ صبح ہوتے ہی جب راجہ نے اپنے چوبارے کی کھڑکی کھولی تو اُسے ایک منشیہ راکھ کے اُوپر بے سُدھی کی نیند سویا

ہوا نظر آیا - راجہ کو دیکھ کر آشچریہ ہوا - یہ کیا بات ہے ؟ کہ اِس مُنشیہ کے شریر کے نیچے نہ بستر ہے نہ اُوپر چادر ہے - اور ایسی سُکھ کی نیند سو رہا ہے کہ اُسے تن بدن کی بھی سُدھ نہیں ہے اور میں جس کے نیچے مخملی گدیلے بچھے ہوئے ہیں اور سمپُورن سُکھ سمپتی کے سامان جو راج اور دھن سے پراپت کئے جا سکتے ہیں - پاس موجُود ہیں - نوکر پاؤں دبانے اور مالش کرنے کے لئے حاضر ہیں - پرجا مجھے جُھک کر پرنام کرتی ہے - اتنا سمان، اور رنگ ڈھنگ کے ہوتے ہوئے بھی مجھے نیند نہیں آئی - ساری رات کروٹیں بدلتا رہا ہُوں - راجہ کچھ دیر تو اُس سونے والے کی طرف دھیان کے ساتھ دیکھتا ہُوا سوچتا رہا - آخر کار نہ رہا گیا - نوکر کو بُلا کر آگیا دی - جلدی جا اور اُس مُنشیہ کو جگا کر میرے پاس لے آ - نوکر اُس کے پاس پہنچا - کیا دیکھتا ہے کہ وہ تو مہاتما ہیں جو کبھی کبھی لوگوں کو دھرم کا اُپدیش کیا کرتے ہیں - نوکر پہلے تو ڈرا کہ اِن کو نہ جگاؤں - لیکن راجہ کی آگیا ہو چُکی تھی - اُس نے مہاتما جی کے کان کے نکٹ جُھک کر کہا - بھگون ! راجہ صاحب آپ کو یاد کرتے ہیں - آپ دیا کر کے ذرا مہاراج کے پاس چلیں کیونکہ نیند کے نہ آنے سے اُن کی طبیعت کچھ بے چین سی ہو رہی ہے - وہ اِس بارے میں آپ سے کچھ پُوچھنا چاہتے ہیں -

مہاتما جی اُٹھے اور نوکر کے ساتھ راجہ کی طرف چل پڑے - راجہ نے اُنہیں آتے دیکھا - معلُوم ہُوا - یہ کوئی مہاتما ہیں - آدر کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا اور کہا سوامی جی ! میں نے کسی خاص کارن سے آپ کو کشٹ دیا ہے - کشما کرنا - آپ کے آرام میں وگھن پڑا ہوگا سو ایک پرشن ہے - آپ اِس کا اُتّر دیجئے - میں نے کھڑکی سے باہر جُھک کر دیکھا - آپ راکھ کے اُوپر پڑے ہوئے تھے - یہ دیکھ کر میرے من میں سنشے اُتپن ہُوا کہ مجھے مخملی گدیلوں پر بھی آرام نہیں ہے - تو راکھ پر لیٹے ہُوئے آپ کی رات کیسے کٹی ہوگی ؟

مہاتما جی نے راجہ کی طرف دھیان سے دیکھا - اُس کی اندرُونی حالت اُس کے چہرے سے صاف معلُوم ہو رہی تھی - راج کاج کے جھگڑے بکھیڑوں نے اُس کے دماغ کو گندہ کیا ہُوا تھا - چہرے پر رنج سوارتھ کے نشان پڑے ہوئے تھے - اِن سب حالتوں کو مہاتما جی نے دھیان پُوروک دیکھا اور اُتّر دیا - راجن ! میری رات کچھ تو تیرے جیسی گُذری

اور کچھ تیرے سے اچھی - راجہ کو آشچریہ ہُوا - میرے جیسی کیسے اور مجھ سے اچھی کیسے؟
مہاتما نے کہا - جب مَیں نیند میں گیا - اور تُو بھی نیند میں گیا - وہ سمے تو دونوں کا ایک سمان گذرا - کیونکہ نیند میں نہ مجھے اپنے شریر اور بستر کی سُدھ رہی اور نہ مجھے اُن کا کچھ گیان رہا - وہ اَوستھا تو دونوں کی ایک سمان ہُوئی - لیکن جاگرت اَوستھا میں مَیں تجھ سے بہتر رہا - کارن یہ کہ جب تُو جاگا ہوگا - تو تیرا من سنساری جھگڑوں میں گیا ہوگا اور جب مَیں جاگا ہُوں تو مَیں نے بھگوان کا سمرن کیا ہے - اِس لئے وہ سمے میرا آپ سے اچھا ہے اور دُوسرے تجھے ہر سمے چِنتا اور فکر لگی ہُوئی ہے اور مجھے کوئی چِنتا وغیرہ روگ نہیں ستاتا - اِس کارن میرا جیون تجھ سے بہتر ہے -
راجہ نے کہا - اَے مہاتمن! مَیں سچ مچ دُکھوں کے جال میں بندھ رہا ہُوں کِسی سمے بھی شانتی اور سُکھ کا سوانس نہیں آتا - اور آپ راکھ میں پڑے ہوئے بھی سُکھی ہو - اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے ہُوئے سبھی مجھے شانت دِکھائی دیتے ہو - خوشی کی کرنیں آپ کے چہرے سے پھُوٹ رہی ہیں - اَے پرادپکاری گُورو! مجھے بھی کوئی سُکھ کا راستہ بتلاؤ - مَیں اِن راج پاٹ کے جھگڑوں سے بہت دُکھی ہُوں -
مہاتما جی نے کہا - راجن! سب فکریں چھوڑ کر ایک پربھو کا فکر کر - جو تیرا سچا سہایک ہے - دُنیا کو دِل مت دے - چِت کی ورتیوں کو ایکاگر کر کے مالک کے چرنوں میں جوڑنا سیکھ - اپنا کچھ بھی نہ سمجھ - تُو کِس کا غم کرنا ہے؟ جس کی یہ دُنیا ہے - وہ آپ اِس کا غم کریگا - تُو اُس کا غم کر - جس کے غم سے تمام غم چھُوٹ جائیں -

دوھا

فکر کرنتے باورے، ذِکر کرنتے سادھ
اُٹھ فقیرا ذِکر کر، فکر کرے گا آپ

جب ایسا کرنے لگے گا - تو تیری کُل شکائیتیں دُور ہو جائیں گی اور تُو جنک کے سمان

راج کرتا ہُوا بھی ہر سمے سُکھی بنا رہے گا۔
کِسی پریمی کا کتھن ہے:۔

شعر

جب غم نہیں تھا تیرا، غم میں پڑا ہُوا تھا
غمگین تیرے غم میں، غم سے بری ہُوا ہُوں
جب بے فکر تھا تجھ سے، فکریں لگی ہُوئی تھیں
جب سے فکر ہُوئی تیری، تب بے فکر ہُوا ہُوں
جب بھئے نہیں تھا تیرا، بھئے بھیت ہو رہا تھا
جب بھئے ہُوا ہے تیرا، نر بھئے تبھی ہُوا ہُوں
جب تک نہ دَھن دیا تھا، تب تک غریب تھا مَیں
سب کچھ تجھے ہی دے کر، اب مَیں دھنی ہُوا ہُوں
ہنستا تھا رات دِن مَیں، دِل میں خُوشی نہیں تھی
رو رو کے تیرے غم میں، اب خُوب خُوش ہُوا ہُوں

یہ مالک کے پیاروں کا مارگ ہے۔ جو اُوپر سے روتے ہُوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن اصل میں وہ اصلی خُوشی کے وارث ہوتے ہیں۔ یہ اُوپر سے تو باوٗلے نظر آتے ہیں۔ پرنتو واستو میں یہی سب سے بُدھیمان ہوتے ہیں۔ لوگ اِن پر ہنستے ہیں لیکن یہ کسی کی طرف دِھیان نہیں دیتے۔ خاموش رہ کر اپنا کام کِئے جاتے ہیں۔

دوھا

پریم دیوانے جو بھئے۔ کہیں بہکتے بین
کبھوں مکھ ہانسی چھٹے۔ کبھوں ٹپکیں نین
پریم دیوانے جو بھئے۔ نیم دھرم گیئو کھوئے
سہجو نر ناری ہسیں۔ وا من آنند ہوئے

(سہجو بائی)

خوشی یا سکھ پریم میں ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں سکھ ملے لیکن وہ پریم کے مارگ پر آنا نہیں چاہتے اور نہ آنے کا ادھیکار ہی رکھتے ہیں۔ کیونکہ پریم ایک ایسی اگنی ہے جس میں جیتے جی جلنا پڑتا ہے۔ پریمیوں کو تم جیتا ہوا مت سمجھو۔ وہ سنسار میں جیتے جی مرے ہوئے رہتے ہیں۔ کیونکہ پریم کا مارگ سر دھڑ کی بازی کا مارگ ہے جس کو پریم کی راہ پر چلنے کی خواہش ہو۔ وہ پہلے سر کو دھڑ سے اتار کر رکھ دے۔ تب پریم کا نام لے۔ اگر جی گھبرائے تو پھر یونہی پریم کے نام کو بدنام نہ کرے۔ پریم ایک شدھ پوتر ہیرا ہے۔ اس کی پوترتا کو اپوتر نہ بنائے۔ کیونکہ پریم اپنے ساتھ دوسری کسی وستو کو پسند نہیں کرتا۔ تم پریم بھی چاہو۔ اور ساتھ ہی سنسار کو بھی دل دو۔ تو بھائی! پھر پریم کا نام نہ لو۔ اس کے سمبندھ میں ابراہیم ادھم کے کچھ شعر ہیں۔ جو وچار لیوگیہ ہیں:۔

شعر

ایک دن لڑکا ہوا اس کا اداس
ملنے کو الفت سے آیا باپ پاس
اس کے بھی دل میں محبت آگئی

دیکھ کر بیٹے کو اُلفت چھا گئی

وہیں اِک اِلہام غیبی یُوں ہُوا

یعنی ابراہیم تُو سمجھا ہے کیا؟

یا تو بیٹے کی محبّت دِل میں رکھ

یا ہماری ہی محبّت دِل میں رکھ

دِل ہے تیرا ایک اُس میں اے حزیں

اُلفتیں دو دو سما سکتی نہیں

اِبراہیم اَدھم گھر بار تیاگ کر فقیر ہو گیا تھا۔ ایک بار اُس کا چھوٹا لڑکا پِتا کے مِلنے کے لئے اُداس ہُوا۔ اور گھر سے نِکل کر پُوچھتا پُچھاتا ایک بَن میں اُسے جا مِلا۔ اِبراہیم بھجن میں لِین تھا۔ لڑکا اُس کی گود میں کھیلنے لگ گیا۔ بیٹے کو دیکھ کر پِتا کے لہُو میں بھی جوش پَیدا ہو آیا۔ اور وہ اُس سے پیار کرنے لگا۔ آکاش بانی ہوئی۔ اَے اِبراہیم تُو نے یہ کیا سمجھ رکھا ہے؟ یا تو اپنے بیٹے کی محبّت کو دل میں جگہ دے یا ہمارے ساتھ پریم کر۔ اَے پیارے تیرا دِل تو ایک ہے۔ اُس میں دو محبّتیں کِس طرح سما سکتی ہیں؟

دوھا

پریم گلی اَتی سانکری۔ تا میں دو نہ سماہیں

جہاں مَیں ہے تہاں گُورو نہیں۔ جہاں گُورو ہے تہاں مَیں ناہیں

یہ کِتنی سوچنے سمجھنے کی بات ہے۔ ہم چاہتے تو ہیں بھگوان کو لیکن دِل گندا کر رکھا ہے سنسار کے موہ سے۔ بھلا ایسی حالت میں بھگوان آئیں تو کیونکر آئیں۔ سنسار میں اگر کوئی کِسی

مِتّر کو گھر بُلاتا ہے تو اُس کی پرسنتا کے لئے پہلے گھر کی صفائی کرتا ہے۔ صاف بستر بچھاتا ہے۔ عِطر پُھلیل چھِڑکتا ہے اور شُبھ پوِتّر بھوجن آدی کا اُتّم پربندھ کرتا ہے۔ تاکہ اُس کے مِتّر کا چِت آتے ہی پرسنّ ہو جائے۔ بھائی! اُس مالک کے بِٹھانے کے لئے بھی تو آخر صفائی کی ضرورت ہے۔ من کو تو سنسار کے موہ نے گندا بنایا ہُوا ہے۔ اُس میں مالک کا پریم کِس پرکار پَیدا ہو سکتا ہے؟ اُسی ہِردَے میں مَیں بھی رہوں اور اُسی میں مالک بھی آ جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

ایک جگیاسُو بھگوان کے چرنوں میں پرارتھنا کرتا ہے اور بھگوان اُس کو اُتّر دیتے ہیں

شعر

کہا مَیں نے اِک روز اے میری جاں

میرے اور کُل عالم کے رُوحِ رواں

جی میں یہ حسرت ہے اَے دِلرُبا

میرے گھر میں مہمان بن کے تُو آ

پربھو نے یہ سُن کر کہا بس کہ ہاں

مگر ہے تیرے پاس کوئی مکاں؟

جہاں مجھ کو لے جا کے بِٹھلائے گا

اور اُس جا[1] پہ پھِر نہیں کوئی آئے گا

کہا مَیں نے ہے خانۂ دِل میرا

اُسی میں ہی رہتا ہوں مَیں بھی سدا

[1] جگہ

خُدا نے کہا یہ نہیں بات ٹھیک
میرا نام ہے واحدِ لاشریک
شراکت کی مجھ میں رسائی نہیں
تیری دُوئی مجھ کو یہ بھائی نہیں
اگر ہے میری خواہش اَے خوش خصال
خُودی خانۂ دِل سے تُو باہر نکال
پھر اُس میں ہی دیکھے تُو مجھ کو سدا
بقا ہی رہے پھر نہ آوے فنا

اگر سچ مچ پریم کے پانے کی خواہش ہے تو آؤ۔ ذرا پریمیوں کے سماچار کو پڑھیں۔ دیکھیں کہ وہ کونسا پریم ہے جس کے دوارا وہ بھگوان کو بھی اپنے وش میں کر لیتے ہیں۔

ایک بار شری کرشن بھگوان سکھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے سکھیاں آپس میں ایک دُوسری کے پریم کی سراہنا کر رہی تھیں بھگوان کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ وہ اُس سے ایک سیب چیر رہے تھے اور سکھیوں کے پریم کی باتیں سُن سُن کر مسکرا رہے تھے سیب چیرتے چیرتے جان بُوجھ کر چاقو سے اپنے ہاتھ کی اُنگلی پر تھوڑا سا زخم کر دیا۔ اور ہاتھ اُونچا کر کے سب کو دِکھلانے لگے۔ بھگوان کی اُنگلی سے لہو ٹپکتا ہوا دیکھ کر سکھیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ کوئی حکیم کے پاس دوڑی اور کوئی کہیں بھاگی کہ جلدی مرہم پٹی کا پربندھ کریں۔ کوئی بھگوان کا ہاتھ دبانے لگی اور کوئی لہو پُونچھنے لگ گئی۔ اُس سبھا میں دروپدی بھی بیٹھی تھی۔ اُس نے جب دیکھا کہ بھگوان کی اُنگلی سے لہو ٹپک رہا ہے۔ جھٹ اپنی ریشمی ساڑھی کو اُتار کر پھاڑ دیا۔ اور اُس کو جلا کر زخم پر اُس کی راکھ رکھ کر اُوپر سے کس کر پٹی باندھ دی۔ بھگوان مسکرائے

"دروپدی! تو کتنی نادان ہے۔ معمولی زخم کے پیچھے ہزاروں روپوں کی ساڑھی برباد کردی۔ یہ زخم تو دو چار پیسیوں کی مرہم پٹی سے بھی ٹھیک ہوسکتا تھا۔ تو نے ناحق اِس بیش قیمت ساڑھی کو جلا دِیا۔" بھگوان کے یہ وَچن دروپدی کے سینے میں چُبھ گئے۔ لال لال نیتروں سے آنسو برساتی ہوئی بولی۔

شعر

لہو اِس ہاتھ سے ٹپکے تو جُولہے میں گئی ساڑھی
فقط اِک بُوند پر قُرباں، کروں لاکھوں نئی ساڑھی
اگر چاہے کو ہو درکار، پیارے کھال گردن کی
تو حاضِر ہے زہے قِسمت، کھینچیئے فی الحال گردن کی

دروپدی کے اِن وَچنوں کو سُن کر بھگوان گدگد پرسن ہوگئے اور دروپدی سے یوں کہنے لگے :-

بھاو سچّا کام مرہم سے زیادہ کر گیا
زخم کیا دِل بھی میرا تیرے وَچن سے بھر گیا
ہے میری بس نظر شردھا پریم بھرا اور مان پر
کم اِس دھجی سے ہیں جو میں تھان چُن دوں تھان پر
ریجھ جاتا ہے فقط دِل پریم کے اِک پان پر
بھاو بن ٹھوکوں نہیں گاڑی بھرے سامان پر

جو پریم کے مارگ میں قُربان ہو جاتے ہیں۔ اُن پر سارا سنسار قُربان ہوتا ہے۔ جو

پریم کے مارگ میں مر مٹتے ہیں۔ وہ سدا کے جیون کو پا لیتے ہیں۔ یہ قربان ہونا کیا ہے؟ گویا بھگوان کو اپنا بنا لینا ہے۔ دروپدی نے قربان تو ایک ساڑھی کی تھی لیکن بھگوان اُس کے بدلے لاکھوں ساڑھیاں دینے پر بھی نہ چھوٹ سکے۔ اب سوچو۔ یہ سودا کس قدر سستا ہے۔ گویا بوند کو سمندر میں ملا کر سارے سمندر کا مالک بننا ہے۔

دوھا

یہ تن وِش کی بیلڑی، گورو امرت کی کھان!

سیس دئے جو گورو ملے، تو بھی سستا جان (کبیر صاحب)

اگر اس سر کے بدلے گورو ملتے ہیں تو بھائی بھیر دیری نہ کرو۔ کیونکہ گورو ہی پریم کے داتا ہیں۔ جس کو گورو مل گئے۔ اُس کو پریم مل گیا اور جس کو پریم مل گیا، اُس کو ایشور مل گیا۔ اس میں کچھ بھی سنشے نہیں ہے۔ کیونکہ جس کو ہم ایشور کہتے ہیں۔ وہ پریم ہی تو ہے۔ فقیروں کا وچن ہے کہ خدا محبت ہے۔ جس کو خدا کے دیدار کی خواہش ہو۔ وہ محبت پیدا کرے۔ اُسی محبت کے جوش میں اُسے اصلیت کا گیان ہوگا۔ گڈریئے کے دل میں محبت نے جوش مارا۔ وہ خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ حضرت موسےٰ صاحب خدا کو صرف نور اور تجلیات پرکاش ہی سمجھتے تھے۔ انہوں نے اُس کو جھڑک دی۔ آکاش بانی ہوئی "موسےٰ تو غلطی میں ہے"۔ یہ سنتے ہی موسےٰ صاحب کی آنکھیں کھلیں۔ اور گڈریئے سے معافی مانگنے لگے

مہاپُرشوں کا وچن ہے:-

واک

ساچ کہوں سن لیہو سبھے

جن پریم کیو تن ہی پربھ پائیو (۹ سدما سبیئے پاتشاہی دس)

پرنتو یہ پریم کوئی معمولی پریم سے مراد نہیں ہے۔ پریم ایسا ہو، جیسے مچھلی کا جل کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ اُس سے الگ ہوتے ہی پران تیاگ دیتی ہے۔ اپنے پریتم کا اپنے سوروپ

بھیتر باہر سب جگہ نظر آنے لگے - اُس کا نام ہے اصلی پریم - اگر یہ دشا نہیں ہے تو اُس کو خالص پریم نہ کہو - ابھی اُس میں کسر باقی ہے -

دوھا

چھن چڑھے چھن اُترے، سو تو پریم نہ ہوئے
اگھٹ پریم پنجر بسے، پریم کہاوے سوئے

شبد

رے من ایسی ہر سیوں پریت کر جیسی جل کملیھ
ہری نال پچھاڑیئے بھی وگسے اسنیھ
جل مہہ جیہ اُپائے کے بن جل مرن تنیھ
من رے کیوں چھوٹھہ بن پیار
گورمکھ انتر رو رہیا بخشے بھگتی بھنڈار ایک رہاؤ
رے من ایسی ہر سیوں پریت کر جیسی مچھلی نیر
جیوں ادھکو تیوں سکھ گھنوں من تن سانت سریر
بن جل گھڑی نہ جیوئی پربھو جانے اب پیر -۲-
رے من ایسی ہر سیوں پریت کر جیسی چاترک میہہ
سر بھر تھل ہریاوے اک بوند نہ پوئی کیہہ

کرم ملے سو پائیے کرت ببا ہر دیہہ -۳-

رے من ایسی ہر سیوں پریت کر جیسی جل دودھ ہوئے

آوٹن آپے کھووے دودھ کو کھپن نہ دے

آپے میل وچھنیاں سچ وڈیائی دے -۴-

رے من ایسی ہر سیوں پریت کر جیسی چکوی سور

کھن پل نیند نہ سوویئی جانے دور حجور

من مکھ سوجھی نہ پوے گورمکھ سدا حجور -۵-

گورو بانی صفحہ ۵۹ (شری راگ محلہ پہلا)

جو لوگ بھگوان کو بیکنٹھ واسی یا کہیں دور ستھان پر رہنے والا سمجھتے ہیں وہ سچ مچ اُس سے دور رہتے ہیں۔ پرنتو جن کے من میں پریم کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے۔ وہ اُس سے ایک پل کے لئے بھی الگ نہیں ہوتے۔ ایشور نہ دور ہے نہ نکٹ۔ جو جس بھاونا سے اُس کو دیکھتا ہے۔ وہ ویسا ہی اُس کو پاتا ہے۔ دور سمجھنے والوں کے لئے وہ دور ہے۔ اور پاس سمجھنے والوں کے لئے ایشور پاس ہے۔ پپیہے کا آدھار سواتی نچھتر کی بوند ہے۔ چاہے سمپورن جگت اُس کو جل مئی درشٹی آنے لگے۔ لیکن اُس کو اُس جل سے کوئی بھی مطلب نہیں ہے۔ اُس کا پیار سواتی بوند سے ہے۔ وہ دور رہتا ہوا بھی اُسی کے آدھار پر جی رہا ہے۔ چکوی سورج سے کتنی دور رہتی ہے۔ پرنتو اُس کو دیکھتے ہی اُس میں جان آجاتی ہے مرغ اور سورج کے درمیان کروڑوں کوسوں کی دوری ہے۔ پرنتو وہ اُس کا آگمن سنتے ہی خوشی سے بولنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ جس کے من میں جس کی لگن اور پریم ہے۔ وہ اُس سے دور نہیں ہے۔ وہ ہر گھڑی اُس کے پاس ہے۔ جو لوگ رسم و رواج اور قانون کے پابند ہیں۔ اُن کے

ساتھ بھگوان کو بھی قانون کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جو مالک کے ساتھ حساب کتاب اور لیکھے پترے سے چلتا ہے۔ مالک بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہے لیکن جنہوں نے پتنگے کی طرح اپنے آپ کو اُس کے چرنوں میں نچھاور کر دیا ہے۔ اُن کے ساتھ اُس کا بھی حساب کتاب نہیں رہتا۔ جیسے وہ بھگوان پر قربان ہو جاتے ہیں ویسے ہی بھگوان بھی اُن پر قربان ہو جاتا ہے۔

کُنڈلی

جا کی جیسی بھاونا، تا سے تس بیوہار
تا سے تس بیوہار، پرسپر دونو تاری
جو جیسہ لائق ہوئے، سوئی تس گیان بچاری
جو کوئی ڈارے پھول، تاہی کو پھول تیاری
جو کوئی گاری دیت، تاہی کو حاضر گاری
جو کوئی استتی کرے، آپنی استتی پاوے
جو کوئی نندا کرے، تاہی کے آگے آوے
پلٹو جس میں ہیو کی، ویسے ہیو ہمار
جا کی جیسی بھاونا، تا سے تس بیوہار (پلٹو صاحب)

بھرت جی میں پریم کا انگ وشیش تھا۔ سیوکوں میں سیوا۔ بھجن۔ ابھیاس۔ ست سنگ۔ درشن۔ دھیان آدی سب ہی انگ ہوتے ہیں۔ پرنتو ایک انگ سب میں وشیش ہوتا ہے۔ کوئی اِشٹ دیو کے وچنوں کو سُن کر پرسن ہوتا ہے۔ کوئی سیوا کر کے اُنتی کرتا ہے

کوئی آگیا کو مکھیہ سمجھتا ہے۔ کسی کا آہار کیول اُن کا درشن ہوتا ہے۔ کسی کی ابھیاس میں ورِتی لگتی ہے اور کسی کو دھیان میں آنند آتا ہے۔ یہ سب بھگتی کے انگ ہیں۔ جو اِشٹ اور اُپاسک کے بیچ چلتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہنومان میں سیوا کا انگ وشیش تھا اور بھرت جی میں پریم کا انگ ادِھک تھا۔ یہ دونوں بھگت بھگوان کے خاص پیاروں میں سے تھے جب شری رام چندر جی مہاراج نے اپنی پریرنا سے بن باس جانے کا کَوتک رچا اور ماتا کیکئی دوارا بھرت کو راج اور رام چندر جی کو چودہ ورش کے بن باس کا حکم ملا۔ اُس سمے بھرت جی وہاں موجود نہیں تھے۔ ننھیال میں گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے لَوٹ کر ایودھیا میں آئے اور دیکھا کہ اُس کے بھگوان کو اُس کی ماتا نے چودہ برس کا بن باس دِلوا دیا ہے تو سُنتے ہی بھرت جی کا جگر پھٹ گیا۔ ڈھائیں مار مار کر رونے لگے۔ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ بھوکے پیاسے تپسّویوں کے سمان ننگے پاؤں بھگوان کے پیچھے چل پڑے۔ اور پرن کر لیا کہ "یا تو بھگوان کو واپس ایودھیا میں لے آؤں گا، یا اِس شریر کو تیاگ دونگا"۔ ہائے افسوس کہ میرے بھگوان تو بنوں میں پھریں اور میں یہاں ایودھیا کا راجہ بنوں۔ اَے دھرتی! تو مجھے راستہ کیوں نہیں دیتی کہ مَیں جیتے جی تجھ میں غرق ہو جاؤں۔ ہتیاری ماتا! تو نے یہ کیا انیائے کیا۔ اِس سے تو تو مجھے جنمتے ہی گلا گھونٹ کر مار دیتی تو اچھا تھا۔ ہائے! مَیں کدھر جاؤں؟ بھرت جی کے ایسے وچار اور پریم کو دیکھ کر سب ایودھیا واسی اُن کے ساتھ ہو لئے۔ کوئی جوڑا لے آیا۔ کوئی گھوڑا لے آیا اور کوئی پالکی تیار کر لایا کہ بھرت جی پیدل نہ چلیں۔ کیونکہ جب راجہ کے پیچھے سواری نہ ہو تو اور کون سواری کر سکتا ہے؟ بھرت جی اُتّر دیتے ہیں۔ بھائیو! مَیں سیوک ہوں، میرا دھرم تو مجھے یہ آگیا دیتا ہے کہ مَیں سر کے بل چل کر جاؤں۔ جس جس جگہ پر میرے بھگوان چرن رکھ کر گئے ہیں۔ مَیں وہاں پر سر رکھ کر چلوں۔ تب تو مَیں سیوک ہوں۔ لیکن اِس سمے اپنے سیوک دھرم سے ہین ہو کر جا رہا ہوں۔ جو پیروں کے بل چل رہا ہوں کیونکہ سیوک کا دھرم اَتی کٹھن ہے۔ یتھا:-

چوپائی

سر بھر جاؤں اُچت اَس مورا
سب تے سیوک دھرم کٹھورا (رامائن)

بھرت جی بھگوان کے برہ کے سمندر میں ڈوب رہے ہیں اور نیتروں سے جل برساتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ اُن کی اِس پریم بھری دشا کو دیکھ کر سوَرگ کے راجہ اِندر کو سوچ ہوئی۔ اُس نے اپنے گورو برہسپتی جی کے چرنوں میں پرارتھنا کی۔ گورو دیو! بھرت جی پریم کی پرتکش مورتی ہیں۔ اُنہوں نے پرن کیا ہے کہ شری رام چندر جی مہاراج کو واپس ایودھیا لے جائیں گے اور بھگوان پریم وش ہیں۔ وہ بھرت کا اِس قدر پریم دیکھ کر اُسے خالی کیسے واپس بھیجیں گے؟ میرا وچار ہے کہ وہ ضرور اُس کے ساتھ ایودھیا کو لوٹ جائینگے اور اگر بھگوان واپس ایودھیا کو چلے گئے تو ہمارا کام تو یونہی رہ جائیگا۔ بھگوان کا اوتار سُن کر سمپورن دیوتاؤں کو آنند ہوا تھا کہ اب راکشس ناش ہونگے اور ہم سُکھ کی نیند سوئیں گے۔ لیکن اب بھرت جی کا یہ خیال دیکھ کر مجھے بھے ہے کہ بنا بنایا کام بگڑنے والا ہے۔ اِس لئے اگر آپ آگیا دیں تو میں بھرت کے راستے میں کوئی مایا پسارؤں۔ جس سے بھرت اور رام کا مِلاپ ہی نہ ہو سکے۔

اِندر کے مُکھ سے ایسا سُنتے ہی برہسپتی جی ایک دم بول اُٹھے۔ اَے اِندر! تیرے ہزار نیتر ہیں۔ پرنتو میں تجھے اِن ہزار نیتروں سے ہی اندھا سمجھتا ہوں۔ بھگتی کی تو تجھ میں بُو بھی نہیں ہے۔ سوَرگ کے پدارتھوں کو پا کر تیری بُدھی نشٹ بھرشٹ ہو گئی ہے۔ ناداں! تجھے پتہ ہے کہ بھگوان کو اپنے بھگت کس قدر پیارے ہیں؟ تیرا جو وچار ہے وہ اَتی نیچ وچار ہے۔ اگر تو اِس طرح بھگوان اور بھگت کے مِلاپ میں وِگھن کارک بنیگا۔ تو یاد رکھ۔ نشٹ ہو جائیگا۔ کیونکہ بھگوان کا یہ سدا سے نیم چلا آتا ہے کہ وہ اپنی ہانی تو سہہ لیتے ہیں مگر اپنے بھگت کا نِرادر اُن سے نہیں سہارا جاتا۔

چوپائی

سُن سُریش رگھوناتھ سُبھاؤ نِج اپرادھ رِسا ہیں نہ کاہو

جو اپرادھ بھگت کر کرئی رام روش پاوک سو جرئی
(رامائن)

اَے اِندر! بھگت بھگوان کی آتما ہیں ۔ جو لوگ بھگتوں کو دُکھ دیتے ہیں وہ بھگوان کو دُکھ دیتے ہیں ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بھگوان کا اوتار صرف بھگتوں کی خاطر ہی ہوا کرتا ہے اور انہی بھگتوں کا پریم ہی بھگوان کو کہیں سے کہیں کھینچ لاتا ہے ۔ جیسے گائے اپنے نادان بچھڑے کے پیچھے پیچھے پھرا کرتی ہے ۔ اَیسے ہی بھگوان اپنے بھگتوں کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے ہیں ۔

دوہا

کبیر من نرمل بھیا جیسا گنگا نیر
پاچھے لاگو ہر پھرے کہت کبیر کبیر

گورو بانی صفحہ ۱۳۶۷ (کبیر صاحب)

اسے اِندر! جو لوگ بھگتوں کے ساتھ پریت کرتے ہیں وہ بھی ایک دِن بھگتی کو پا لیتے ہیں اور جو لوگ بھگتوں کے ساتھ وَیر رکھتے ہیں یا اُن کے مارگ میں وِگھن ڈالتے ہیں وہ بھگوان کے گھر کے وَیری ہیں ۔ وہ چاہے ہزار کرم دھرم کریں ۔ اُن پر دَیا نہیں ہوگی ۔ اِس لئے اَے اِندر! اِس خیال کو من سے سَدا کے لئے ہٹا دے ورنہ کُشل نہیں ہوگی ۔ اور بھگوان تو انتریامی ہیں ۔ وہ سب کے دِلوں کی جان رہے ہیں ۔ جِن جِن کارجوں کو لے کر وہ سنسار میں بِدھارے ہیں ۔ اُن کو وہ اَوشیہ پورا کرینگے ۔ تجھے کِس بات کی فِکر ہے؟ گورو کا اِس پرکار کا اُپدیش سُن کر اِندر بہت لجّت ہوا ۔ اور مستک نوا کر شما مانگنے لگا ۔

دوہا

برہمن دے سندیسرا ۔ سُنو ہمارے پیو
جل بن مچھلی کیوں بچے ۔ پانی کا سا جیو

برہہ تیج تن میں تپے۔ انگ سبھی اُکلائے
گھٹ سُونا جیو پیو بن۔ موت ڈھونڈھ پھر جائے
کبیر سُندری یُوں کہے۔ سُنیئے کنت سُجان
بیگ مِلو تُم آئے کے نہیں تو جات پران
(کبیر صاحب)

اس پریم کی بھی کچھ وچتر سی لیلا ہے۔ جس کا پتہ کبھی کبھی خُود پریمیوں کو بھی نہیں لگتا۔ یہ بھن بھن ہردیوں کے اندر بھن بھن رُوپوں میں اپنا رنگ دِکھاتا ہے۔ مہابھارت کا یُدھ شروع تھا۔ یُدھ کرتے کرتے ارجن کو پیاس لگی۔ شری کرشن مہاراج سے کہنے لگا بھگون! پیاس لگ رہی ہے۔ جل چاہیئے۔ بھگوان نے ایک طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک بڑھیا کا جھونپڑا ہے۔ وہاں چلے جاؤ۔ وہ بڑھیا تمہیں پانی پلا دیگی۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ اُس بڑھیا کو یہ پتہ نہ لگ جائے کہ یہ ارجن ہے بھگوان کے اِشارے پر ارجن چل پڑا۔ اور اُس جھونپڑے کے پاس پہنچا۔ بڑھیا اندر بیٹھی تھی۔ ارجن نے آواز دی۔ کوئی اندر ہے؟ آواز سُن کر وہ باہر آئی۔ ارجن نے کہا۔ ماتا پیاس لگ رہی ہے۔ پانی چاہیئے۔ وہ بولی۔ بیٹا! یہاں بیٹھ جاؤ۔ مَیں پانی لاتی ہوں۔ ارجن اُس جھونپڑے کے دروازے کے پاس باہر کی طرف بیٹھ گیا۔ بڑھیا لوٹے میں پانی لے آئی اور وہاں بیٹھے بیٹھے ارجن کو پلا دِیا۔ جب ارجن پانی پی چکا تو سبھاوک اُس کی درشٹی جھونپڑے کے اندر چھت کی طرف پڑی۔ کیا دیکھتا ہے کہ چھت کے ساتھ تلواریں لٹک رہی ہیں۔ دیکھ کر ارجن کے آشچریہ کی کوئی حد نہ رہی۔ سوچنے لگا۔ کہاں یہ بوڑھی اور دُربل اِستری اور کہاں یہ تلواریں۔ یہ بات کیا ہے؟ رہا نہ گیا اور پُوچھنے لگا ماتا! یہ چھت کے ساتھ تلواریں کیسی لٹک رہی ہیں؟ وہ بولی۔ بیٹا! یہ لمبی تلوار جو سامنے دیکھتے ہو۔ یہ تو مَیں نے رکھی ہوئی ہے۔ ارجن پانڈو کا گلا کاٹنے کے لئے۔ وہ

پاپی مجھے ملتا نہیں۔ مَیں چاہتی ہوں کہ وہ مجھے اکیلا کہیں مل جائے تو اُسے رتھ پر بیٹھنے کا سواد چکھا دُوں۔ اُس مُورکھ کو اِتنا وچار نہیں ہے کہ آپ تو رتھ پر سوار ہے اور بھگوان کو اپنا کوچوان بنایا ہُوا ہے اور پھر اپنے آپ کو بھگت بھی بتاتا ہے۔ اُرجن یہ سُنتے ہی دنگ رہ گیا۔ من میں سوچنے لگا۔ اچھا ہُوا۔ جو بھگوان نے مجھے پہلے ہی سُوچیت کر دیا۔ ورنہ اگر اِس برہمن کو میرے نام کا پتہ لگ گیا ہوتا تو ممکن ہے۔ یہاں ایک دُوسرا یدھ چھِڑ گیا ہوتا۔ پھر پُوچھنے لگا۔ اچھّا ماتا! یہ بڑی تلوار تو ہُوئی اُرجن کے لئے اور یہ دُوسری تلوار جو سامنے دِکھائی دے رہی ہے۔ یہ کِس کے لئے ہے؟ کہنے لگی۔ یہ دروپدی کا ناک کاٹنے کے لئے ہے۔ جس نے اپنی لجّا بچانے کی خاطر بھگوان کو اِتنا کشٹ دِیا۔ اگر سبھا میں ننگی ہو جاتی تو کونسا پہاڑ ٹُوٹ پڑتا۔ لیکن بھگوان کو کشٹ تو نہ ہوتا۔ اُرجن اُس بڑھیا کی باتوں کو سُن سُن کر چکِت ہوتا جاتا تھا۔ پھر پُوچھنے لگا۔ ماتا! یہ تیسری چھُری کس کی خاطر ہے؟ وہ بولی۔ یہ نارد کے لئے ہے۔ جو ہاتھ میں دوتارا لے کر دن رات بھگوان کو یاد کرتا ہے۔ اُس مُورکھ کو اِتنا گیان نہیں ہے کہ بھگوان نے کسی سمے آرام بھی کرنا ہوگا لیکن وہ اُنہیں آرام تک نہیں کرنے دیتا اور ہر سمے پُکارتا رہتا ہے۔

اب یہ بھی پریم ہے۔ پُوچھنے والے پُوچھیں گے کہ اِن میں انتر کیا ہے؟ اِس کا اُتر یہ ہے۔ انتر تو بھگوان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہاں! اِس کے سمبندھ میں اِتنی بات اَوشیہ کہی جا سکتی ہے کہ پریمیوں کی بھِن بھِن نِشٹھائیں ہوتی ہیں۔ جس کی جیسی نِشٹھا ہے وہ ویسا ہی بھگوان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ یہاں ہر ایک جیو کی بھِن بھِن دُنیا اور بھِن بھِن سرشٹی ہے اِسی پرکار بھگتوں کے بھی وچار۔ نِشچے اور سنسکار ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جو جِس بھاونا سے بھگوان کے ساتھ سمبندھ جوڑتا ہے۔ اُسی بھاونا کے انُوسار وہ اُس کا درشن پاتا ہے۔ یتھا:-

چوپائی

جن کے رہی بھاونا جیسی
پربھو مُورتی تن دیکھی تیسی ۱

(شری رامائن بال کانڈ)

جتنے بھگت ہوئے ہیں۔ بھگوان پر سب کی بھاونا بھِن بھِن ہُوئی ہے۔ پہلے کہا گیا ہے کہ ہر ایک بھگت میں ایک ایک انگ وشیش ہوتا ہے۔ یہ بھی اُسی پرکار کی بات ہے۔ جس میں جو انگ وشیش ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ وہ اُسی کو پُختہ رکھے۔ اُس کی اُسی میں اُنتی ہوگی۔ نِشٹھا کوئی بھی ہو۔ ضرورت صِرف اِس بات کی ہے کہ وہ پریم کے ساتھ ہو۔ پریم سچّا ہو۔ چاہے وہ بات کرنا بھی نہ جانے۔ کیونکہ مالک کے دربار میں کیول پریم کی قدر ہے۔ سمجھ جلتی بھی ہو۔ اُس کی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن پریمی ہو۔ پھر بھگوان اُس سے دُور نہیں ہے اور برعکس اِس کے اور ساری باتیں ہوں پر ایک پریم نہ ہو۔ تو وہ مَنشیہ شوبھا نہیں پاتا۔

گوسوامی تُلسی داس جی کا کتھن ہے:-

سوّیا

بُدھی بڑی۔ سُگھڑائی بڑی چترائی بڑی جگ میں پرگٹی ہے
دھرم بڑو دھن دھام بڑو کرتُوتی بڑی تن سے لپٹی ہے
لاکھوں ہی بھُوپ وِلوکت دوار پہ اِندر ہُوں تے نہ ایک گھٹی ہے
تُلسی رگھُوناتھ کی بھگتی بِنا جیسے سُندر ناری کی ناک کٹی ہے

گوسائیں جی کہتے ہیں۔ مَنشیہ بُدھیمان ہو۔ چترُ اور پروین ہو دھرماتما ہو۔ بڑے دھن دھام والا ہو۔ اَتی گُن وان ہو۔ اور اِتنی اُونچی پدوی کا مالک ہو۔ کہ اِندر کے سمان انیکوں راجے اُس کے دوار پہ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہوں۔ اِتنی پربھُتا (مان بڑائی) کا مالک ہُوتے ہوئے بھی اگر اُس میں بھگوان کی بھگتی نہیں ہے تو اُس کی مثال اُس اِستری کے سمان ہے۔ جو ہر پرکار سے سُندر وستروں اور بھُوشنوں سہت سمپُورن ہار سنگار لگائے ہُوئے ہے۔ لیکن ناک اُس کی کٹی ہُوئی ہے۔ ایسے ہی بھگوان کی بھگتی کے بِنا مَنشیہ کی ساری وِبھُوتی کو سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ مایا کے سامان بھی بھگتی کے ساتھ ہی شوبھا پاتے ہیں۔ اگر

بھگتی نہیں ہے۔ تو وہ بھی رُوکھے لگتے ہیں۔

ایک سمے شری رام چندر جی مہاراج کاک بھُشنڈ پر پرسنّ ہوئے اور اُسے ور مانگنے کے لئے کہا۔

دوھا

کاک بھُشنڈی مانگ وَر، اتی پرسنّ موہے جان
انی مادِک سِدّھی اپر رِدّھی، موکش سکل سُکھ کھان (رامائن)

اے کاک بھُشنڈ! مَیں تجھ پر اَتی پرسنّ ہوں۔ تُو ور مانگ! اِس سمے مَیں سمپوُرن رِدّھیاں سِدّھیاں اور مُکتی تک کا سُکھ بھی تُجھے دینے کے لئے تیار ہوں۔ تُجھے جو اِچّھیا ہو سو مانگ۔ کاک بھُشنڈ بولے ۔ اے گرُڑ جی! جب بھگوان نے اِس پرکار وَر مانگنے کو کہا۔ تو مَیں اپنے من میں وچار کرنے لگا۔

چوپائی

پربھُو کہہ دین سکل سُکھ سہی
بھگتی اپنی دین نہ کہی
بھگتی ہین گُن سُکھ سب ایسے
لوَن بِنا بہُو وِینجن جیسے
(رامائن)

اَرتھ ۔ اگر بھگوان نے مُکتی کا سُکھ بھی دینے کے لئے کہا ہے۔ پرنتو اپنی بھگتی کا نام نہیں لیا۔ اور بھگتی کے بِنا تو یہ سمپوُرن سُکھ ایسے ہیں، جیسے نمک کے بِنا ساگ اور سبزیاں۔ ایسا وِچار کر مَیں نے پرارتھنا کی ۔ پربھُو! مجھے تو کیول بھگتی چاہیئے ۔ مجھے رِدّھی سِدّھی اور مُکتی وغیرہ کی اِچّھیا نہیں ہے!

دوہا

گُورو سمرتھ سر پر کھڑے-کہا کمی تو ہے داس

رِدّھی سِدّھی سیوا کریں-مُکتی نہ چھاڑے پاس

(کبیر صاحب)

کتھا ہے :- وِدُر اور اُس کی اِستری دونوں بھگوان کے بڑے پریمی بھگت تھے۔ ایک بار شری کرشن مہاراج اُن کے یہاں پدھارے۔ بھگت جی گھر نہیں تھے اور بھگتانی اندر اشنان کر رہی تھی۔ جونہی باہر سے بھگوان کی آواز سُنی تو جھٹ دروازہ کھول کر اُن کو اندر لے آئی۔ درشن کرتے ہی شریر کی سُدھ بُدھ نہ رہی۔ بھگوان کو سُندر آسن پر بٹھایا۔ خیال ہُوا کہ کچھ بھوگ لگواؤں۔ گھر میں اور کوئی وستو تو تھی نہیں۔ دو چار کیلے کی پھلیاں رکھی تھیں۔ وہی لے آئی اور بھگوان کو اُن کا بھوگ لگوانے لگی۔ من میں اتنی پرسن تھی کہ اُس پرسنتا کے کارن اُسے کچھ سُوجھتا نہیں تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ نینروں سے پریم کی دھارا جاری ہے اور درِشٹی بھگوان کی پوتر مورتی پر جمی ہوئی ہے اور کیلے کی پھلیوں کا بھوگ لگوا رہی ہے۔ لیکن پریم نے اُسے اتنی سُدھ نہیں تھی کہ کھلانے کی وستو کیا ہے اور پھینکنے کی کیا ہے۔ گری نیچے پھینکی جاتی ہے اور چھلکے کھلاتی جاتی ہے اور بھگوان پرسن ہو کر کھاتے جا رہے ہیں۔ واہ پریم! پریم سچ مچ سنسار میں ایک نرالی وستو ہے۔

دوہا

پریم تو ایسا چاہیئے- جیسے چند چکور

چونچ ٹوٹ بھُومی گرے-چیتے ناہی اور

ادھک سنیہی ماچھری- دُوجا الپ سنیہہ

جب ہی جل تے بچھڑے۔ تب ہی تیا گے دیہہ

سو یوجن ساجن بسیں۔ مانو ہردیہ منجھار

کپٹ سنیہی آنگنے۔ جان سمندر پار (کبیر صاحب)

اتنے میں وِدُرجی بھی آجاتے ہیں۔ اُنہوں نے دیکھا۔ بھگوان گھر آئے ہوئے ہیں۔ اور سوشیلا کیلوں کا بھوگ لگوا رہی ہے اور پریم میں ایسی بے سُدھ ہے کہ گری کی جگہ بھگوان کو چھلکے کھلا رہی ہے۔ وہ اُس کے ہاتھ سے کیلا لے لیتے ہیں اور بھگوان کو گری کا بھوگ آپ لگوانے لگتے ہیں۔ جب وِدُر نے گری کھلانا آرنبھ کیا تو بھگوان نے سر ہلا دیا۔ اے وِدُر! جو سواد اُس چھلکے میں آرہا تھا وہ اِس گری میں نہیں ہے۔ پریم تیرا بھی ہے۔ پرنتو تجھے اِتنا گیان تو ہے کہ یہ گری ہے۔ اور یہ چھلکا ہے۔ اُسے تو اِتنی سُدھ بھی نہیں تھی کہ چھلکا کیا ہے اور گری کیا ہے؟

اِس کا نام ہے سچا پریم۔ کہ سوائے اِشٹ دیو کے دِھیان بھول کر بھی کہیں دوسری طرف نہ جائے۔ لیکن اِس پدوی کے ادھیکاری خالص اور شُدھ پریمی ہوتے ہیں جنہیں نہ اپنے کھانے کی پرواہ ہے، نہ پینے کی چاہ ہے۔ صرف ایک اِچھیا ہے جو من میں لہریں مار رہی ہے۔ سب کی طرف سے مُنہ پھیر کر ایک کے ہو رہے ہیں۔ سب سے محبت کا سمبندھ توڑ کر کیول ایک سے پریم لگا لیا ہے۔

دوھا

جیوں چاترِک نِش اور دِوس، رٹے پیاس پیاس

آن نیر کو گہے نہیں، سوانتی بُوند کی آس

جیسے چاترک کے پران سوانتی بُوند میں ہیں۔ وہ ہر سمے اُسی کی رٹ لگائے رکھتا ہے

پران چھُوٹ جائیں تو چھُوٹ جائیں۔اُن کی پرواہ نہیں ہے۔پرنتوُ بِنا سوانتی بُوند کے وہ کسی دُوسرے جل کو گرہن نہیں کرتا۔یہی حال سچّے پریمیوں کا بھی ہے کہ وہ سِوائے اپنے پریتم کے کسی دُوسرے کو اپنے پیار کا نِشانہ نہیں بناتے!

جلیٹھ اساڑھ کے دِن تھے۔دُھوپ سخت پڑ رہی تھی۔پیاس سے گھبرایا ہُوا ایک پپیہا گنگا کے کِنارے 'پی' 'پی' کی رَٹ لگا رہا تھا کہ اچانک بدِھک کا بان آلگا۔ بے چارہ چوٹ کھا کر گنگا جی میں گِر پڑا۔لیکن مُنہ بند ہے کہ کہیں گنگا کا جل اُس کے اندر نہ چلا جائے۔لیکن جب تک پران موجُود ہیں۔تب تک وہ پی، پی کیسے چھوڑے اب پپیہا کا کام وہ آنکھوں سے لیتا ہے اور آکاش کی طرف دیکھتا ہُوا تھوڑی دُور جا کر پران تیاگ دیتا ہے۔اِس کَوتک کو ایک مہاتما پاس کھڑے ہُوئے دیکھ رہے تھے بولے۔شاباش! پریم ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

دوھا

پڑا پپیہا سُرسری۔لگا بدِھک کا بان
مُکھ مُوندے سُرت گگن میں۔نِکس گئے یُوں پران
پپیہا پرَن کو نہ تجے۔تجے تو تن بے کاج
تن چھوڑے تو کچھو نہیں۔پرَن چھوٹے تو لاج

ایک اور مہاتما کا کتھن ہے:۔

دوھا

پریمی پریم نہ چھاڈئی۔ہوئے نہ پریم نے رہین
مری ہُوئی بھی اُور میں۔جل چاہت ہے مین

پریمی اپنے پریتم کے پریم سے ایک گھڑی کے لئے بھی الگ نہیں رہ سکتا جیسے پرکالہ مچھلی مرجانے کے پیچھے جب پیٹ میں چلی جاتی ہے تو وہاں بھی پانی پانی ہی مانگتی ہے۔ یہ پریم کے لکشن ہیں۔

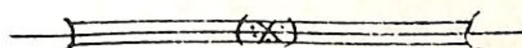
کسی فقیر کا کتھن ہے:-

سِعر

دل عاشق چوں عشق آتش بسوخت
ہرچہ جز معشوق بود او را بسوخت

جب پریمی کے دل میں پریم کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ تو وہ پریتم کے سوائے باقی سب کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

واہ پریم اس جگ دے اندر تیری چال نرالی
بن پریتم ایہہ دل دی کوٹھی کردینی سب خالی



پرمارتھک وچن

—(۱)—

جینا کھانے پینے کے لئے نہیں ہے بلکہ کھانا پینا جینے کے لئے ہے اور جس غرض کے لئے جینا ہے۔ اُس غرض کو ہر وقت یاد رکھو۔ تاکہ اِس تھوڑے دنوں کے جیون میں تُم جیون کے اصل مقصد کو سِدّھ کر سکو۔

—(۲)—

یہ سنسار بھو ساگر ہے۔ اِس میں گُورو کا وچن جہاز ہے۔ اگر تُم اِس جہاز پر سوار ہو تو تُم بھو ساگر کے سب خطروں سے محفوظ رہتے ہُوئے اِس سے پار ہو سکتے ہو۔ اِس بات کو ہردے میں لکھ لو۔

—(۳)—

شروع میں جس بھاو کو لے کر تُم بھگتی مارگ پر چلے ہو۔ اُس کو ہر وقت نظر کے سامنے رکھو۔ کیونکہ مایا پگ پگ پر دھوکا دینے کو تیار ہے۔ اگر ذرا بھی غفلت ہُوئی تو تُم کو ایسا دھکّا لگے گا۔ جو کہیں سے کہیں جا گِرو گے۔

—(۴)—

عام طور پر مَون (خاموش) رہنے اور وِرتی کو انتر مُکھ رکھنے کی عادت پکاؤ۔ کیونکہ بہت

بولنے اور ورتی کے باہر مکھ ہونے سے رُوحانیت نشٹ ہوتی ہے۔ اِس لئے زبان سے جو بولو۔ سوچ سمجھ کر بولو۔ اور مطلب کی بات بولو۔

(۵)

سب کے ساتھ نرچھل۔ نشکپٹ اور سچائی کے ساتھ چلو۔ چاہے دُوسرا تُمہارے ساتھ جیسا بھی برتاؤ کرے۔ اُس کی کرنی اُس کے ساتھ۔ لیکن تُم اپنے من کو لُدورت سے صاف رکھو۔

(۶)

طعنہ دینے کی عادت اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ اِس سے دُوسرے کے دِل کو چوٹ لگتی ہے اور کسی کے دِل کو چوٹ لگانا یا رنج پہنچانا پرمارتھی کا دھرم نہیں ہے۔

(۷)

جہاں تک ہو سکے۔ دُوسرے کو اُبھارنے۔ ترقی دینے اور چڑھانے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اِس سے نہ صرف اُس کا فائدہ ہے بلکہ ساتھ ہی تُمہاری بھی ترقی ہوگی۔

(۸)

ہر روز بھجن ابھیاس کی عادت ہونی چاہئیے۔ کیونکہ عادت ہی کے کارن مُنشیہ سنسار میں پھنستا ہے اور عادت ہی کے کارن اِس سے چھُوٹے گا۔ گُورو کے شبد کے ابھیاس کی عادت سنسار کے بندھنوں سے چھُوٹنے کا سب سے اُتم ذریعہ ہے۔

(۹)

گُورو کا پورن سوُرُوپ پرماتما سرشٹی میں سب سے اُونچی اور آخری مثال ہے۔ سیوک کو اُن کے وچن کے ساتھ اپنی سُرت کو ایسا جوڑ دینا چاہئیے کہ دونوں میں ایکتا کی اَوستھا

ہو جائے ۔کیونکہ اِسی ایکتا اور مطابقت کے اندر ہی اُس پر اصلیّت کا بھید پرکٹ ہوگا ‌+

(۱۰)

تعریف یا پرشنسا کے یوگیہ سنسار میں کیول ست گُرو ہی ہیں ۔ اگر پرشنسا کرنی چاہتے ہو تو کیول شری گُرو کی کرو ۔ دُوسروں کی پرشنسا یا تعریف کرنا خوشامد اور چاپلوسی میں داخل ہے

(۱۱)

جو سیوک اپنے اوگنوں کو گُرو سے چھپاتا ہے ۔ وہ گُرو کو انتریامی نہیں سمجھتا ۔ اُس کی مثال اُس روگی کی سی ہے جو اپنے روگ کو حکیم سے چھپاتا ہے اور لجّا کے مارے پرکٹ نہیں کرتا ۔ اُس کا عِلاج نہیں ہوگا ۔ اِس لئے دِل کی کھوٹی کھری سب بات گُرو کے آگے کھول کر رکھ دینی چاہیئے +

دوہا

گُرو سے کچھو نہ دُرائیے ۔ گُرو سے جھوٹھ نہ بول
بُری بھلی کھوٹی کھری ۔ گُرو آگے سب کھول

(۱۲)

سیوک کو یہ تین باتیں ہر سمے یاد رکھنی چاہئیں ۔ ایک یہ کہ مالک تیرا انتریامی ہے، جو کچھ تو کرتا ہے ۔ اُس کو وہ دیکھتا ہے ۔ دُوسرے یہ کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے اُس کو وہ سُنتا ہے ۔ تیسرے جب تو چُپ ہُوا ہے ۔ اُس کو بھی وہ جانتا ہے کہ تو کِس واسطے چُپ ہُوا ہے

(۱۳)

گُرمُکھ کی کُل کارروائی گُرو کی پرسنتا کی خاطر ہوتی ہے ۔ وہ ہر کام میں اُن ہی کی خوشی

کو مدِ نظر رکھتا ہے اور منمکھ کا اِشٹ اپنا من ہے - وہ ہر کام میں اپنے من اور اِندریوں کی پرشنسا دیکھتا ہے - گورمکھ اور من مکھ کے بیچ یہی فرق ہے ٭

(۱۴)

جو کچھ کھاؤ - پہلے گورو کو کھلاؤ - پیچھے آپ کھاؤ - اور پرساد کے طور پر کھاؤ - اسی پرکار جو کچھ پیؤ - پہلے گورو کو پلاؤ - پھر آپ پیؤ - اور جو پہنو - پہلے گورو کو پہناؤ - پیچھے آپ پہنو - یہ بھگتی کا اصل بھید ہے - اِس کے سمجھ لینے سے تمہیں سنسار میں کوئی بندھن نہیں ہوگا ٭

(۱۵)

۱ جو کرم کرو - مالک کی سیوا سمجھ کر کرو - یہاں تک کہ تمہارا اپنا کھان پان اور شریر کریا بھی اِشٹ دیو ہی کی خاطر ہو - کیونکہ جو کرم اپنی خاطر کیا جائیگا - اُس میں من کا بندھن ہوگا اور من کے بندھن سے دُکھ سکھ کا ہونا ضروری ہے ٭

(۱۶)

جس کے من میں گورو کا پریم پیدا ہو گیا ہے - اُس پر مالک کی خاص دیا سمجھنی چاہیئے کیونکہ گورو کے چرنوں کی پریتی ایک ایسی روشنی ہے - جو مالک اور جیو کے بیچ جتنے پردے ہیں - اُن سب کو صاف کر دیتی ہے ٭

(۱۷)

اپنی پرشنسا اور بڑائی سُن کر پھول جانا اپنی کمزوری کو پرکٹ کرنا ہے اور اِس پر ضبط کرنا اگر ساری نہیں تو کم سے کم آدھی دُنیا پر وجے پراپت کرنا ہے -

(۱۸)

سنساریوں کی دشمنی اور روک ٹوک سے مت گھبراؤ - اگر تم میں سچائی ہے تو تمہاری سچائی کو

دُنیا کی کوئی بھی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی ؛

(۱۹)

کرودھ کرنا سُگم ہے اور شانتی کرنا کٹھن۔ مگر یاد رکھو۔ کرودھ کمزوری کی نشانی ہے اور شانتی طاقت کا بھاری ثبوت ہے ؛

(۲۰)

سختی کا اثر سختی نہیں ہے بلکہ سختی کا اثر نرمی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ آگ کو پانی بجھایا کرتا ہے۔ آگ کو آگ نہیں بجھا سکتی ؛

(۲۱)

جو تم سے گھرنا کرے۔ تم اُس سے پریم کرنا سیکھو۔ کیونکہ پریم میں طاقت ہے اور یاد رکھو۔ تمہارا پریم ایک دِن اُس کی گھرنا کو بھی پریم میں بدل دے گا ؛

(۲۲)

سُتتی گُورو کی کرو۔ اور نِندا اپنے من کی۔ اور کسی کی نہ سُتتی کرو۔ نہ نِندا کرو۔ کیونکہ ستگُورو کے سِوائے سنسار میں تمہارا کوئی متر نہیں ہے۔ اور من کے سوائے کوئی دشمن نہیں ہے

(۲۳)

دُوسروں کی بُرائی دیکھنا پرمارتھک اصولوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے ہردے ملین ہوتا ہے۔ اگر تم بھلے ہو۔ تو بھلے منشیہ کسی کی بُرائی کی طرف نہیں دیکھا کرتے اور اگر تم بُرے ہو۔ تو پھر دُوسروں کی بُرائی دیکھنا تمہارا کوئی ادھیکار نہیں ہے ؛

(۲۴)

سنسار میں سب سے قیمتی وستو وقت ہے۔ اِس کی سنبھال رکھنا پرمارتھی کے لئے نہایت ضروری ہے اور سب سے ادھک سنبھال ورتمان سمے کی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جو کچھ بننا ہے اِسی کے اندر بننا ہے۔ اور اِس کو کھو دینا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے ٭

(۲۵)

چوبیس گھنٹوں میں کچھ سمے ایسا بھی ہونا چاہیئے۔ جس میں صرف من کی اوستھا پر وچار کیا جائے کہ اُس میں کس قسم کی ترنگیں اُٹھتی ہیں اور اُن ترنگوں کا رُخ کس طرف ہے ٭

(۲۶)

جس کو گورو کے وچنوں میں پورن وشواس ہے۔ اُس کے وچن میں طاقت ہوتی ہے اور جس کو گورو کے وچنوں میں وشواس نہیں ہے۔ اُس کے وچن کی حیثیت ایسی ہے۔ جیسے بنا کمان کے تیر کی حیثیت ٭

(۲۷)

پرمارتھ کے کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جہاں تک من اور مایا کا زور چلتا ہے۔ وہ اِس راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ اِس لئے جو منشیہ اچھے کاموں کو آگے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر من اور مایا کو اِس بات کا موقع دیتا ہے۔ کہ وہ اِس کے اچھے کام کے ارادے کو بدل دیں ٭

(۲۸)

غفلت کی زندگی دُکھ رُوپ ہے۔ غافل نہ ہو۔ سوچ سمجھ کر چل۔ مارگ بکھڑا ہے۔

اگر گُورو کا دھیان تیرے ساتھ نہ ہوگا۔ تو تُو اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا ہوا ہر سمے پریشانی کا شکار بنا رہے گا ٭

(۲۹)

گُورو کو اپنے سے ایک پل کے لئے بھی الگ نہ سمجھ۔ اور نہ اپنے کو اُن سے ایک پل کے لئے الگ جان۔ ہر سمے اور ہر کام میں اُن کو اپنے پاس سمجھ۔ ایسا سمجھنے سے تُو کبھی دھوکا نہیں کھائے گا۔ اور کال و مایا تجھ پر اپنا دباؤ نہیں ڈال سکیں گے ٭

(۳۰)

واد وِواد سے من کی برتیاں چنچل بنتی ہیں اور دُوسرے اپنا سمے نشٹ ہوتا ہے۔ اس لئے پرمارتھی کو اس سے بچ کر رہنا چاہیئے ٭

(۳۱)

سُنانے سے سُننے میں ادِھک لابھ ہے جو منُشیہ دُوسروں کو سُنانے کا شوق ادِھک رکھتا ہے اور اپنے اندر ابھیاس کم کرتا ہے۔ وہ انجان ہے۔ وہ پرمارتھی ترقی نہیں کر سکتا ٭

(۳۲)

عملی جیون رہبری کا پرتکش سوُرُوپ ہے۔ اِس لئے پرمارتھی کو اپنی بول چال اور برتاؤ ایسا بنانا چاہیئے جس سے دیکھنے اور سُننے والوں کو سُکھ پہنچے۔ اور وہ اُس سے شِکشا پراپت کریں۔

(۳۳)

ست سنگ انسان کی رُوحانی خُوراک ہے۔ اِس کے نہ ملنے سے رُوح کمزور ہو جاتی ہے۔ اِس لئے پرمارتھی کو چاہیئے کہ وہ ہر سمے اِس خوراک کا استعمال جاری رکھے ٭

(۳۴)

نیند پانچ یا زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹے ہونی چاہیئے۔ اِس سے ادھک سونا غفلت اور سستی پیدا کرنے والا ہے اور غافل و سست آدمی پرمارتھ کی کمائی نہیں کرسکتا ۔

(۳۵)

پیٹ بھر کر کھانا بھی آلسیہ اور سستی کو پیدا کرتا ہے۔ اِس لئے ساری باتوں میں اعتدال سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ جس کا آہار بیوہار یکتی کے ساتھ نہیں ہے اُس کے آتم سادھن اور پرلوک دونوں سدا بگڑ جاتے ہیں ۔

(۳۶)

دوسرے کی نندا کرنے والے منشیہ کا من کبھی صاف نہیں رہ سکتا۔ اُس کا ہردے ملین ہو جاتا ہے۔ جو شخص تمہاری نندا کرتا ہے وہ تمہارا نقصان نہیں کرتا بلکہ اپنا کرتا ہے۔ اِس لئے تم بھی کبھی کسی کی نندا نہ کرو۔ کیونکہ یہ بھگت جنوں کا کام نہیں ہے ۔

(۳۷)

بُرے منشیہ بُرائی کرتے ہیں اور بھلے منشیہ بھلائی۔ جو شخص تمہارے بُرے کی سوچے تم پھر بھی اُس کے بھلے کی سوچو۔ کیونکہ تمہارا اِس میں فائدہ ہے۔ اگر بُروں کے ساتھ تم بھی بُرا سلوک کرنے لگ جاؤ۔ تو پھر تم میں اور اُن میں فرق ہی کیا رہا؟

(۳۸)

رُوحانی ترقّی کا دارومدار ستگورو کے سمبندھ پر نربھر ہے جس کی جتنی اُونچے درجہ کی شردھا گورو کے ساتھ بندھی ہوگی۔ وہ اُتنا ہی اُونچے دیش کا ادھیکاری بنے گا۔

اور جو جتنی نیچی شردھا گورو پر رکھے گا - وہ اتنا نیچے گرے گا +

(۳۹)

جس کے من میں ستگورو کا بھئے بنا رہتا ہے - وہ اور سب سے نربھئے ہو جاتا ہے او
جس کو ستگورو کا بھئے نہیں ہے - وہ کال اور مایا کے بھئے سے کبھی مکت نہیں ہو سکتا +

(۴۰)

مالک کے پیاروں میں یہ تین صفتیں اوشیہ ہوا کرتی ہیں - ایک تو ان کا چت اُدا
ہوتا ہے - دوسرے وہ نربھئے دان ہوتے ہیں اور تیسرے اُن میں سیوا کھاو کوٹ کوٹ کر
بھرا ہوتا ہے +

(۴۱)

گورو کا بندھن سیوک کے کل بندھنوں کو توڑ دیتا ہے - جس کو گورو کا بندھن نہیں ہے
وہ کال اور کرم کے بندھن سے کبھی نہیں چھوٹ سکتا +

(۴۲)

خیالوں کو جس قسم کی غذا ملتی ہے - اُسی قسم کی طاقت اُن میں پیدا ہو جاتی ہے اور
وہ طاقت اپنا کام کئے بنا نہیں رہتی - اِس لئے خیالوں کو ہر سمے گورو کے بھجن - دھیان او
سیوا کی غذا دینی چاہیئے - تاکہ اُن میں بھگتی کی طاقت پیدا ہو - کیونکہ ایک اِسی بات کے اندر
بندھن اور موکش کا بھید چھپا ہوا ہے +

(۴۳)

جس سیوک کے دل میں مالک کا بھئے اور پریم دونوں بسے رہتے ہیں - اُس کا ایک

دِن سچّا اُدّھار ہوگا ۔کیونکہ مالک کا پریم سنسار کی موہ پھانس کو توڑیگا اور اُس کا بھٹکے سیوک کو کال اور کرم کے بھٹے سے مُکت کرے گا ۔

(۴۴)

جب تک تُو اپنی فکر آپ کرتا ہے ۔تب تک مالک تیری فکر سے بے فکر رہتا ہے ۔تُو اپنی فکر کو چھوڑ کر مالک کی فکر کر۔ تاکہ تیری فکر تیرے مالک کو ہو جائے ۔جب تیری فکر مالک کو ہو گئی ۔ پھر اور تُو چاہتا ہی کیا ہے؟

(۴۵)

گُرو بھگت کے سامنے شُدھ اور ملین دونوں رُوپوں میں مایا اپنا تماشا دکھاتی رہتی ہے ۔ملین مایا سے چھُوٹنا تو آسان ہے ۔پرنتو شُدھ مایا پر وِجے پانا اَتی کٹھن کام ہے ۔یہ منشیہ کو بُری طرح دھوکا دیتی ہے ۔اِس لئے اِس مارگ میں پگ پگ پر ستگُرو کا سہارا لے کر چلنے کی ضرورت ہے ۔

(۴۶)

گُرو کی سیوا میں رُوحانیت کا بھید ہے ۔لیکن جس سیوا میں اپنے من کی منوت ہو گی ۔ اُس میں رُوحانیت نہیں اُبھرے گی اور جو سیوا من کی منوت کو چھوڑ کر گُرو کی خاطر کی جائیگی اُس میں رُوحانیت کھِلے گی اور وہ شکتی پیدا ہو گی جس کا تھاہ پانا کٹھن ہے +

(۴۷)

ست گُرو کا پوتر سوَرُوپ سُورج کے سمان ہے اور سنسار کا موہ اندھیری رات ہے اگر تمہارے من کا رُخ گُرو کی طرف ہوگا ۔تو تُم کو روشنی ارتھات رُوحانی زندگی نصیب ہوگی اور اگر من کی چال کا رُخ سنسار کی طرف ہوگا ۔تو سمجھ لو ۔نتیجہ اِس کے خلاف ہوگا ۔ارتھات دِن بدِن مایا کے غلاف اُوپر چڑھتے جائینگے اور تُم ایک دِن اندھکار کے گہرے سمندر میں جا گِروگے

(۴۸)

من کو ہر وقت ست سنگ ۔ بھجن ۔ دھیان یا سیوا وغیرہ کسی نہ کسی شغل میں لگائے رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ اِسے بیکار بیٹھنے کا موقع نہ ملے ۔ کیونکہ جب یہ بیکار بیٹھتا ہے تو آتما کے گھات کی سوچنے لگتا ہے اور جن کو مالک کی بھجن بندگی سے ذرا بھی غافل پاتا ہے ۔ اُن کا بے شمار نقصان کر دیتا ہے ۔

(۴۹)

میٹھی بول چال اور خاکساری کی عادت جگیاسو پُرشوں کے لکشن ہیں ۔ اِس سے نہ کیول اپنا من ہی شانت رہتا ہے بلکہ دُوسرے لوگ بھی اُس سے خُوش ہوتے ہیں اور جو اُونچے بن کر چلتے ہیں ۔ اُن کا پرنیام ہمیشہ پشیمانی ہُوا کرتا ہے ۔

(۵۰)

جس سمے گُورو کی سنگت پراپت ہو ۔ خبردار رہو ۔ نیند نہ آنے پائے اور نہ خیال کہیں جائے ۔ ورنہ سنگت کا لابھ پراپت نہ ہوگا ۔ اصُول یہ ہونا چاہیئے کہ گُورو کے سنمکھ ہوتے ہی من اور بُدّھی دونوں ایکاگر ہوکر اُن کے رُوپ پر ٹھہر جائیں ۔ تاکہ ست سنگ کا ایک ایک وچن دِل کے اندر اُترتا جائے ۔

سماپت

شری ستگورو دیوائے نمہ

کاریالیہ آنند سندیش سے حسب ذیل پستکیں ہر وقت مل سکتی ہیں :-

ست سنگ کی پستکیں!

۱ — شری پرم ہنس ادویت مت گرنتھ بڑا - ہندی - سندھی اور انگریزی
۲ — " " " چھوٹا - ہندی و انگریزی
۳ — بھگتی ساگر - ہندی - گورمکھی - مرہٹی و اُردو
۴ — بھگتی دیپک - ہندی - گورمکھی و اُردو
۵ — بھگتی سار - ہندی
۶ — آنند رامائن بھاگ پہلا - دوسرا و تیسرا - ہندی (ایک ہی جلد میں)
۷ — " " چوتھا - مجلد (ہندی)
۸ — آنند درشٹانت سندیش ہندی - بھاگ پہلا
۹ — " " " " " دوسرا
۱۰ — آنند سار بانی - ہندی
۱۱ — آنند شبد سار - ہندی و گورمکھی
۱۲ — گوربانی سار - ہندی - گورمکھی مشترکہ
۱۳ — شانتی وچن بھنڈار - ہندی - گورمکھی و سندھی
۱۴ — سہج ساگر - " " "
۱۵ — وچن ساگر - " " اُردو
۱۶ — دس سے دی وائزز - انگریزی (THUS SAY THE WISE)
۱۷ — آور ریئل ڈیوٹی - " (OUR REAL DUTY)

بھجنوں کے گٹکے

آنند شبد مالا - ہندی و گورمکھی - پہلا بھاگ
" " " " - دوسرا "
آنند بھجناولی - ہندی - گورمکھی و اُردو
پریم شبداولی - " "

ڈاک خرچ ہر حالت میں ذمہ خریدار ہوگا!

منگوانے کا پتہ :- آنند سندیش کاریالیہ شری آنند پور ضلع گنہ (مدھیہ پردیش)